

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228668

UNIVERSAL
LIBRARY

فهرست شعرائ گشن بهار

۱	آبرو	نجیب الدین	صفحه ۶
۲	آتش	حمد علی	" ۷
۳	آفرید	سراج الدین علی خان	" ۹
۴	آرام	خداالله خان	" ۹
۵	آرام	رائع پروم ناتعه	" ۹
۶	آرام	لمکهن لال	" ۹
۷	آزرد	صد رالصد ور	" ۱۰
۸	آزاد	امیراندین	" ۱۲
۹	آزاد	فتیرالده	" ۱۲
۱۰	آزاد	رام سنگه	" ۱۲
۱۱	آشوب علی	امداد علی	" ۱۲
۱۲	آشفته	عظیم اندین خان	" ۱۳
۱۳	آشفته	رضاقلی	" ۱۳
۱۴	آشفته	لمنورعلی	" ۱۳
۱۵	آد ف	نواب آد ف الدوله	۱۴ ۱۴
۱۶	آفتاب	شاه عالم باد شاه	" ۱۵
۱۷	آفرین	قلند رخش	" ۱۵
۱۸	آفاق	فرید الدین	" ۱۵
۱۹	آگاه	میرحسن علی	" ۱۶
۲۰	آگاه	نورخان	" ۱۶
۲۱	امل	عبد الجلیل	" ۱۶
۲۲	ادر	حسن علی خان	" ۱۶

۱۸-۱۷	صفحه	سید محمد مر	اثر	۲۳-
۱۸	"		احسان	۲۴-
۲۰-۱۸	"	حافظ عبد الرحمن خان	احسان	۲۵-
۲۰	"		احسن	۲۶-
۲۱	"	میرزا احسن علی	احسن	۲۷-
۲۱	"	احسن الزمان	احسن	۲۸-
۲۱	"	غلام احمد	احمد	۲۹-
۲۱	"	احمد بیگ	احمد	۳۰-
۲۱	"	جواد علی	احقر	۳۱-
۲۲	"		اختر	۳۲-
۲۲	"	فرزند جعفر علی حرمت	ارمان	۳۳-
۲۲	"	اکبر علی	اختر	۳۴-
۲۲	"	میرزا اسد بخت نیروه شاه عالم باد شاه	اسعد	۳۵-
۲۲	"	میر امانی	اسد	۳۶-
۲۲	"	شیخ الاسلام	اسلام	۳۷-
۲۳	"	تلمرار ندرانی	اسیر	۳۸-
۲۳	"	(شاید نام بعضی بعضی ندرانی)	آسمان	۳۹-
۲۳	"	محمد اشرف	اشرف	۴۰-
۲۳	"	اجید علی	احقر	۴۱-
۲۳	"	غلام محی الدین	اظہر	۴۲-
۲۳	"	اعظم خان	اعظم	۴۳-
۲۳-	"	میر شمس علی افسوس	افسوس	۴۴-
۲۴	"	غلام اشرف	افسر	۴۵-
۲۴	"	اکبر خان	اکبر	۴۶-
۲۵	"	شرف الدین	الہام	۴۷-
۲۵	"	محمد علی	الم	۴۸-
۲۵	"		الفت	۴۹-

۲۵	صفحه	منگل سین	۵۰-	الفت
۲۵	"	میرزا میثا هو	۵۱-	امیر
۲۶	"	علی محمد خان	۵۲-	امیر
۲۶	"	امیرالله	۵۳-	امیر
۲۷	"	امین الدین	۵۴-	امین
۲۷	"		۵۵-	امین
۲۷	"	محمد اسماعیل	۵۶-	امین
۲۷	"	میرمحمد	۵۷-	امین
۲۷	"	میر امانی	۵۸-	امانی
۲۷	"		۵۹-	امانی
۲۸	"	مولوی امجد	۶۰-	امجد
۲۸	"	روشن برگ	۶۱-	امی
۲۸	"	امانت رائج	۶۲-	امانت
۲۸	"	ولی محمد خان	۶۳-	انور
۲۸	"		۶۴-	انتظار
۲۸	"	امیرالدوله نوازش خان	۶۵-	انص
۲۹	"	عمدة الملک نواب امیرخان	۶۶-	انجام
۲۹-۳۰	"	میرانشاه الله خان	۶۷-	انشاء
۳۰	"	شاه محی الدین	۶۸-	اویسی
۳۰	"	امیرالزمان	۶۹-	اویاش
۳۱	"	شیرمحمد خان	۷۰-	ایمان
۳۱	"			بحر
۳۱	"	شرف	۷۲-	برشته
۳۱	"	برکت الله	۷۳-	برکت
۳۲	"	برکت علی	۷۴-	برکت
۳۲	"	محمد بیگ	۷۵-	پروانه

۴۲	صفحه	حسین بخش	منازل	۷۶
"	"	سید جابر علی	مستمل	۷۷
"	"	بشارت علی	مشر	۷۸
"	"	راجہ مونت سنگہ	ہروانہ	۷۹
۴۳	"	بقاوالہ	بقا	۸۰
۴۴	"	راجہ بیجا بہادر	بہادر	۸۱
"	"		بیتاب	۸۲
"	"	خدا دادی خان	بیتاب	۸۳
"	"	سیوک رام	بیتاب	۸۴
"	"		بیتاب	۸۵
"	"	عباس علی خان	بیتاب	۸۶
۴۵	"	بخت علی	بہاگ	۸۷
"	"	شیو سنگہ	بیجان	۸۸
"	"	نرائن داس	میخود	۸۹
"	"	*	میدواب	۹۰
۴۷	"	میر محمدی	میرداد	۹۱
"	"	خواجہ احسن اللہ خان	بیجان	۹۲
"	"	شرف الدین علی خان	ہیلم	۹۳
۳۹-۳۸	۳۸	میر عبد الحی	تابان	۹۴
۳۹	"	مہتاب رائے	تاب	۹۵
"	"	محمد اسماعیل	تیش	۹۶
۴۰	"	محمد برین	نجلی	۹۷
"	"	شاہ نجلی	نجلی	۹۸
"	"	محمد عظم	نجل	۹۹
۴۱	"	*	نجل	۱۰۰
"	"	عبد اللہ	نجر	۱۰۱

۴۱	منحه	مصطفی	نحس	۱۰۲
"	"	مرزاتقی خان	نرتی	۱۰۳
"	"	شیکارام	تسلی	۱۰۴
"	"	سادات علی	تسکین	۱۰۵
۴۲ -	"	میر حسین	تسکین	۱۰۶
۴۳	"	سرد احسن	تصور	۱۰۷
"	"	سرد محمد	تمشقی	۱۰۸
۴۴	"	صلاح الدین	تمکین	۱۰۹
"	"	محمد اسحاق	تمنا	۱۱۰
"	"	محمد عسکری	تنها	۱۱۱
"	"	منزل الدین	ذابت	۱۱۲
۴۵	"	اجایت خان	ذابت	۱۱۳
"	"	شمس الدین	ذائب	۱۱۴
"	"	درویش علی	ذرات	۱۱۵
"	"	شمس الدین	ذنا	۱۱۶
"	"	کدوسون	جام	۱۱۷
"	"	حان علی	حان	۱۱۸
"	"	برگم حان	جانی	۱۱۹
۴۶	"	عزت الله	حذب	۱۲۰
"	"	غلام نادر	حراج	۱۲۱
۵۰	"	قلندر بخشش	جرات	۱۲۲
۵۰	"	میر باقر علی	جعفری	۱۲۳
"	"	*	جلال	۱۲۴
"	"	مخت علی	جنون	۱۲۵
۵۱	"	فخرالاسلام	جنون	۱۲۶
"	"	غلام، مرتضی	جنون	۱۲۷
"	"	احمد علی	حده	۱۲۸

۵۱	صفحه	محمد عابد	جوشش	۱۲۹
۵۲	"	محمد روشن	جوشش	۱۳۰
۵۳	"	رحم الله	جوش	۱۳۱
"	"	نعم بیگ	جوان	۱۳۲
"	"	بهادر علي	جولان	۱۳۳
"	"	حسن علي	جولان	۱۳۴
۵۴	"	جهانگیر بیگ	جهانگیر	۱۳۵
"	"	مرزا جوان بخت	جهاندار	۱۳۶
"	"	جهنم نانه	جهنم	۱۳۷
"	"	جناب بیگم	جناب بیگم	۱۳۸
"	"	شاه حاتم پاشا ^{الدین} _{ظهور}	حاتم	۱۳۹
۵۵	"	محمد اشرف	حافظ	۱۴۰
"	"	محب علي	حالی	۱۴۱
"	"		حبیب	۱۴۲
"	"	عنایت الله	حجام	۱۴۳
۵۶	"	*	حزین	۱۴۴
"	"	جعفر علي	حسرت	۱۴۵
۵۷	"	ذوقی رام	حسرت	۱۴۶
"	"	محبت قلی خان	حسرت	۱۴۷
۵۹	"	غلام حسن	حسن	۱۴۸
"	"	خواجه حسن	خومن	۱۴۹
"	"	ابوالحسن	حسن	۱۵۰
۶۰	"	حسن علي خان	حسن	۱۵۱
"	"	مرزا حسن	حسن	۱۵۲
"	"	غلام حسین	حسین	۱۵۳
"	"	نواب غلام حسین	حسین	۱۵۴
"	"	محشم علي	حشمت	۱۵۵

۱۵۶	حشمت	محمد علي	صفحه ۶۱
۱۵۷	حضور	بال مکند	" "
۱۵۸	حفظ	محمد حفظ	" "
۱۵۹	حقیقت	شاه حسين	" "
۱۶۰	حاکم	محمد اشرف خان	" "
۱۶۱	حکیم	محمد پناه خان	۶۲
۱۶۲	حقیر	امام الدین	" "
۱۶۳	حسرت	مراد علي	" "
۱۶۴	حسرت غلام	غلام فخرالدین	" "
۱۶۵	حسرت	اجود هما برشاد	۶۳
۱۶۶	حسبان	حیدر علي	" "
۱۶۷	حیدر	حسام الدین	" "
۱۶۸	حیدر حیدر	حیدر علي	" "
۱۶۹	حیف	جراغ علي	۶۴
۱۷۰	خاکسار	محمد یار	" "
۱۷۱	خاکی	حیدر ریگ	" "
۱۷۲	خادم	*	" "
۱۷۳	خادم	*	" "
۱۷۴	خادم	خادم علي	" "
۱۷۵	خان	محمدی خان	۶۵
۱۷۶	خان	اشرف خان	" "
۱۷۷	خرد	فخرالدین	" "
۱۷۸	خسته	عبد الله خان	" "
۱۷۹	خسته	غلام قطب	۶۶
۱۸۰	خشنود	*	" "
۱۸۱	خلق	میراحسن	" "
۱۸۲	خلیق	میرزا پنهان	" "
۱۸۳	خندان		" "

۱۸۴	خود غرض	*	د فحه	۶۶
۱۸۵	خمال	غلام حسن خان	"	۶۷
۱۸۶	داغ	میر مهدی	"	۶۸
۱۸۷	دارا	مرزا د ارا بخت	"	"
۱۸۸	دانا	میر فضل علي	"	"
۱۸۹	د اود	د اود	"	"
۱۹۰	د رد مند	کوریم الله خان	"	"
۱۹۱	د رد	خواجه میر	"	"
۱۹۲	د ریخ	زین العابدین	"	۷۱
۱۹۳	د رویش	میر شاه علي	"	"
۱۹۴	دل	شمس الدین	"	"
۱۹۵	د لکړ ځل	زور آور خان	"	"
۱۹۶	دل	آزاد خان	۷۲	۷۲
۱۹۷	دل	د بیې پرشاد	"	"
۱۹۸	دلخوش	بهاد رسنگه	"	"
۱۹۹	دلیر	دلیر شاه	"	"
۲۰۰	دل سوز	خیراتی خان	"	"
۲۰۱	دلگیر	میرحمایت الله خان	"	"
۲۰۲	د ولهن بیگم	*	۸۲	۸۲
۲۰۳	د وست	*	"	"
۲۰۴	د یوانه	مرزا محمد علي خان	"	"
۲۰۵	د یوانه	رائج سرب سنگه	"	"
۲۰۶	لدا کر	مرزا احمد بیگ	"	"
۲۰۷	ذره	مرزا رام ناتیه	"	۷۳
۲۰۸	د کا	د کا اللغ خان	"	"
۲۰۹	د کا	خوب چند	"	"
۲۱۰	ذوق	محمد ابراهیم	"	"

۸۲	صفحه	ذوقاشاه	ذوقا	۲۱۱
"	"	ذوقتي رام	ذوقتي	۲۱۵
۸۲	"	نشاه ذوقتي	ذوقتي	۲۱۳
"	"	غلام محمد	راقم	۲۱۳
"	"	بند امين	راقم	۲۱۵
"	"	مرزا اسمحان قلي بيگ	راعب	۲۱۶
"	"	روف احمد	رافت	۲۱۷
۸۵	"	غلام علي	راسخ	۲۱۸
"	"	راجہ بهادر	راجہ	۲۱۹
"	"	*	رجا	۲۲۰
"	"	*	رسا	۲۲۱
"	"	علم الله	رسال	۲۲۲
"	"	سيد رستم علي خان	رستم	۲۲۳
"	"	آفتاب راء	رسوا	۲۲۴
۸۶	"	*	رضا	۲۲۵
"	"	مير رضا علي	رضا	۲۲۶
"	"	حميد الدين	رضا	۲۲۷
"	"	مير محمد رضا	رضا	۲۲۸
"	"	مرزا جيون	رضا	۲۲۹
"	"	مير محمدی	رضا	۲۳۰
"	"	سيف الدوله سيد رضي خان	رضي	۲۳۱
۸۵	"	مرزا رضي خان	رضي	۲۳۲
"	"	مير ابوالمعاني	رغبت	۲۳۳
"	"	*	رغبت	۲۳۴
"	"	مرزا اسد بيگ	رفيق	۲۳۵
"	"	امين الله	رفيق	۲۳۶
"	"	مرزا مكن	رفاقت	۲۳۷
"	"	رفع الدين خان	رفع	۲۳۸

۸۷	صفحه	مرزا قاسم علي	رقت	۲۳۹
۸۸	"	سعادت يار خان	رنگين	۲۴۰
۸۹	"	پورن لال	رنگين	۲۴۱
"	"	نگا پرشاد	رند	۲۴۲
۹۰	"	مهرمان خان	رند	۲۴۳
"	"	مير محمد	رنج	۲۴۴
"	"	مير غلام حيدرخان	رونق	۲۴۵

بحور صنائع مکین و مکافضات خلا بر وزن



و مطبوع می‌نشست و کتبش در طبع برین جهان

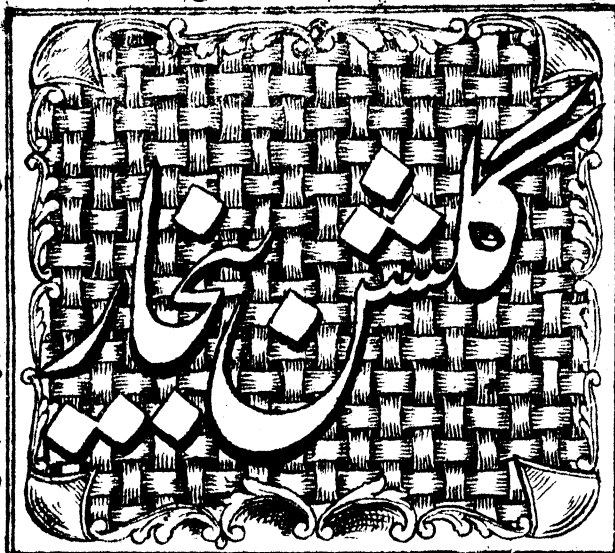
(با اتمام باید منوچهر لاله بهار گوئی - اس پر شش و شصت)

مطبع
۲۰ ورق

اطلاع اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کا فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پریس کے تین صفحے جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب تذکرہ شعراء فارسی و اردو و کلیات و دواوین اردو درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۱/۱۲	بادشاہ - ہر جہاد جلد کامل دو جلد میں - کلیات تعقیب مجید - مصنفہ مولوی علی محمد خان	۱۱/۱۲	تذکرہ شعراء فارسی
۱۱/۱۲	کلیات امیر احمد - تسلیم شاگرد حضرت سید محمد علی	۱۱/۱۲	خزانہ عامہ - از آزاد بلگرامی
۱۱/۱۲	کلیات میر تقی - استاد مسلم الثبوت سخوی	۱۱/۱۲	شعراء فارسی کا تذکرہ -
۱۱/۱۲	کلیات سودا - استاد مسلم معروف -	۱۱/۱۲	تذکرہ حسینی - از امیر حسن دوست موخ
۱۱/۱۲	کلیات - انشاء احمد خان شاعر نامی	۱۱/۱۲	جواہر العجائب - از ملا فخری بن میری
۱۱/۱۲	کلیات نساخ - عمدہ کلیات مولانا مصنفہ	۱۱/۱۲	تذکرہ شعراء اردو
۱۱/۱۲	مولوی عبدالغفور خان بہادر -	۱۱/۱۲	تذکرہ شمس الرحمن - از مولوی محمد عبدالحی
۱۱/۱۲	اس کلیات میں دس رسالہ ہیں از مجلسہ	۱۱/۱۲	سر ایسے سخن - شعراء اردو قدیم و جدید کا تذکرہ از محمد علی مرحوم
۱۱/۱۲	مسبیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہیں -	۱۱/۱۲	گلستان بخیران - ملقب بنوہ عندلیب
۱۱/۱۲	(۱) شاہد عشرت -	۱۱/۱۲	از حکیم قطب الدین خان دہلوی
۱۱/۱۲	(۲) سخن شعرا -	۱۱/۱۲	تذکرہ آثار الشعراء ہنود - یعنی ہندو شعراء
۱۱/۱۲	(۳) زبان بختہ -	۱۱/۱۲	اردو کلام از منشی دیبی پرشاد صاحب دفتر
۱۱/۱۲	(۴) قطعہ منتخب	۱۱/۱۲	راج بارواڑ مطبوعہ غیر -
۱۱/۱۲	دیوان مہر - مصنفہ مرزا حاتم علی شاہ	۱۱/۱۲	کلیات دواوین اردو
۱۱/۱۲	صاحب تہر - مطبوعہ غیر -	۱۱/۱۲	کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر

بمؤمن صناع مکین و مکان فضیلاً بر وزن عیا



در مطبع می‌نمشی نو کشتور طبع من مقبول جهان

(با تمام پاپو منو بهر لال بهمار گوئی - اسے پرنٹنگ)



بسم الله الرحمن الرحيم

کل سر بسنخن حمد چمن طراز ایست که بجنبش شمال صبا در گشش گیتی گلنای شمعانیده و آرایش
گلده شتخیال سپاس غلبند بیست که بغیر از آبیاری ابر و باران در حدیقه عالم خلدای سوزون نشانیده
صافی که وجود خاکی انسان را رنگ قبول فزون تر از شادان داده کی سر و لب جو را با قات بلوی
یار برابر بگیرد حکیم که آدمی را تفرقه بد از نیک و تفرقه خوار از گل در سرشت نهاده کسی سبیل بچ
و شکن را بر زلف خوش خم دلدار نه پذیرد و نه اینهمه از خرافات است که خرافات را با حکمت
منافات در یک ذره فروغ صد غر شید مضمر است که در یک برگ جلوه هزار گلستان مستتر بهیست

و عصف صنعت که لب هر ذره میریزد و برودن	نطق را در مضرع عقد اللسان الذخنة
خز و برگ درختان سبز در نظر هو شیار	هر درختی دفت ریت معرفت کردگار

حاکم عالم سبب ترین آشنای چنین باشد تکلیف آنکه آنفس موجودات و اشرف مخلوقات بود و هم برین قیاس
کیه را بر دیگره رجحان دادن غایبی دارد و تنقیص احدی من الاخر رعایتی و همچنین لمذا امتیاز
حسن و قبح مانند نور و چشم به بصیرت بصیرت افکندن نظر به صلیت عظیم است و آفتاب دل
در شبستان بیک چون شمع بظلمت جلوه گر ساختن مبینی بر حکمت غنیم که چنانکه با چشم مخور بر بزرگس

بیمار که نتوان نمود و با وجود گلردنی از روی گل قطع نظر توان فرمود همچنین بهوائی لاله رخاں برنگ
 عذیب با گل آتش شوق نباید فروخت و در آرزوی شعر و بیان پروانه دار از پی چراغ نباید فروخت
 که گلی رنگین تر جلوه بریزانست و شمع فروزان از نور افشان جامی با ده سخن کیفیت می بیاید و فرد
 قانع نشوی بهر چه بیابی به از خوب بخوب تر شابی به باقصی کمال نارسیده دست از طلب باز داشتن
 از نقصان همت است و با وجود طوبی دست بر نخل دگر دراز کردن از کوتاهی نظرت در پیش باد ظهور
 می انگور کشیدن نه رواست و در حضور یوسف می زینجا دیدن نه سزاوار آغا ز بسحر گردیدن از عیان
 دانش نباید و آسج بظلاطون پیوستن جنون نماید سخن کوتاه فی الحقیقت چراغ ویر مجاری مشکی کیفیت
 است و در واقع صنعت علت معرفت صانع واقع که عرض کلی از ابداع عالم است و مطلب اصلی این
 ایجاد آدم و عرضش معرفت در مازن از معرفت است آنچه سخن در کتاب الله و رسالت
 از کتاب پس جوایز تغییر طریق چیست در هر منزل فاشناس را خضر سبیل کدام بنا برین نکته است
 بعثت انبیا و رسل که سرگشته گان تیر تیرت را بر سر منزل مقصود رسانند و در راه گان وادی غایت
 بجا تو فوئق بحد وادی مطلوب فائز گردانند مستلک الله علیه جمیع خصوصاً بر پیشرو قائم
 انبیا راه نمائنده اصفا عنوان غیبه نبوت قائم کتاب رسالت گل سبب عدنان سید کائنات
 و جان ابراهیم علم موسی جلال ایوب صبر یوسف جمال نوح و کرم مجلی نور قدم کعبه فیض سرور عالم
 محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم که شبستان دهر از اشعه آفتاب دانش فروغ پذیر است و گفته
 انوار صفاتش مانند منیر عالمگیر سرور است که گردن نهادنش اوج فلک را زیر پا آوردن ازستی همت
 شمارند عرش منزلی که آستان بوسانش قدم به ثریا نهادن بر تخت ثریا افکند کمره بانی که دشمنان را
 از دوست تری نه خوشحال دستانش با عیانی که حدیقه احسانش را در می نه آشنا و بیگانه
 گلچین بوسانش با شاره اصابع فلک تابش فرود نیم و از قهر و مهرش هر گاه در آید و گاه دریم
 شب مهرش از شب قدر بلند قدر و زعفرات از بلقش نه بزر بر روائی آب از انال فیض شامل
 او قطره ایست از بیوع کمالش در یار یا حاصل بحر و کان در حیب و دامان آرزو مندان رنگین
 چشمه ایست از عمان نوازش در مدح و عدلش ذکر و شیردان نه انصاف است و در عرض سخایش
 نام حاتم بردن از اعصاف بدم اعجازش بنامات و احوار بصفات انسانی مذکور و موصوف حکما

شجر مکمل و حجر مسلم شنیده باشی که داستانیت مشهور و معروف آب تیغش زورق هستی اهل بغی
و طغیان را بگرداب عدم انداخته آتش خنطش لمیتاع وجود را ب شرک و عناد کار برق و دغیرین
ساخته بهمدش بنیان کفر را پاد آرم کسر قصر کسری را برین برافش بهنگامه شرک سردی یافت خود نشاند
پارس دیلی است سبین و بر عترت و آل وی که در رفعت و شان از همه برتر اند و در منزلت و جلال
با کلام خداوند متعال برابر و بر یاران او که هر یک از خیر برج هدایت و ارشاد است و همه گوهر
درج صدق و سداد آباء دیده و دان را خفته که شاید سخن بصدد غیج و دلال مقصد از رخ میکشاید نماند
فکرت بهر از کرشمه و ناز بجلوه بی آید تسلک شیرین اداے نظم مستعد لر بایی است و عذری
خود آراے شرمشاق تماشا بی سم خامه خوشید زلاست و خوشید نامه فروغ افزاینه بیاضی جمع آمد
روشن تر از سپیده صبح صادق گلستانی آراسته شد رنگین تر از صفه خیال عاشق نکره و ترتیب یافت
شملک بهشت از منظومان فصاحت گستر در بخته گویان بلاغت طراز بنایات مختصر هدیه بهیا گشت از برآ
یاران جان پرور و احباب دلنواز نهایت مختصر آواز خوشیش تا شناسیهها شایسته قدر من آن بود که
خلسم تازه دین کننده رواق بر بسته و کسب پیچیدانی بر فرق افلاطون و ارسطو شکسته من که از فرط کبر
و ناز به تر از یون نصر و بعلی چشم التفات نمی کشادم و گوشت رغبت نمی نهادم بارتین بات چگونه سر و کارم
افقادیست من مرغ خوش تر از باغ فضیلت طبع مرا بر زمزمه شاعری چه کار به همانا با مثال امریکه
از احتیاج روحانی که از دایره جان و جان آرزو است دل بیشتر از زبان به تسلیم گشت و این
بار رنگ و عار بر سر و گردن من نهادنی بگلشنی نشا طراز چون صبح جوانی بهار گلشن زندگانی خوش تر از
موسم خنده گل جان نواز تر از بهنگام نغمه بلبل بهر از جلوه صبح از دل شب پدید نظر و صد طعن تیرگی
بر خورشید شمع و برافروختن چهر بدعوی بهفر دست مهر فلک از انجم و کوکب بر زمین نور افشان
زمین از فروغ چراغان فلک نشان در چمنی شکفته تر از خلد برین گلشنی دلر با تر از کوچه گلرغان نازنین
که بطور شب خوان چون گویندگان خوش امان ز فرمه پرواز سر و شمشاد به بخش نسیم مانند رعنا
جوانان در اهواز کبک و تدر و بصدد عشوه و ادا در صحن باغ جلوه بریز خرام روانی موج انار حریف
سمانه خرم زندان می آشام رخسار لاله زبان لاله رویان از تاب باده برافروخته نظارگی
تاب تماشا سوسنة پنجه هم جلوه گل سنبل به باغ کا کل تماشا یان است و مددش نسیم

و صبا عطر فروش چشم زنگس از نظاره رنگستان بزرگ دیده بازمانده بازمانده سوس بهزار زبان
 چون عذیب شوریده تناس گلستان باز خوانده گل جعفری بصدر برگ و ساز جلوه نمابنفشه مانند ریحان
 عذرا نو خطان و لریا بود بادستان صادق و یاران موافق بزم طرازی اتفاق افتاد و لهما برنگ گلسا
 شگفته و شاداب طرب و نشاط چون زرخیز معدن معدن غم و غصه گلیا ب بر شک گرمی محفل شمع را
 به چو پروانه با سوختن ساز و محسد رنگینی انجمن رنگ نوجوانان چمن چون هوش بلبل در پرواز می غری
 از دیگر میخواند یک از صدف طبع خود جا هرے افشاند یک به ترنم دلاویز رونق بازار خنیاگران
 می شکست کی بحرف شکر ریز طربیان را منتقامی بست **ع** جمعی چو گل و لاله بهم پیوسته + ازان میان
 یاس غریز حبیبی دلخواه که شمع نج احباب است و محبتش با جان بهر شسته اند گفت چه شود اگر بیا فتنه
 جمع شود مستطبر ذکر اسلاف کبار و اخلاف سعادت آثار تا هر وقت چون تذکار گذشتگان انیس و آسمه
 دم مانند دوستان همدم مجلس باشد سرورانی که این زمان است سر بدوام کشد و آتش این باده بصدر
 دور زمان مراد غار بخشد گفتش اس مرغ و دم شکار تو طار سدره نشین را بر چوب خیل آشیان
 میند و شادای قلم را افتاده در وحل میند صدمت گردم من و سوداے شمع و آگاه رکنه گفت
 نه اگر دانشم به پیشینت محیط دلم پیودی فسیوب بجنون می نمودم و در انبات این محتاج بران
 و دلیل نبودم که ایخرف نه اگر اندی یا نیست از صیبت بگر که با وے این فن کیست و آنچه بعض اخبار
 بطریق و عید دارد شده معارض است با آخبار آخر که دلالت بر مریح دارد مثل ان من المشرق حکمت دان
 من المبدیان لیسوا و سخن همانست که اگر کلام شکر ستایش اهل ذم و دم اهل ستایش است
ن نه نه بدلیل و علما الصلحاحات محمود خوش گفته اگر گفته فرو میدان رتبه شعر را سر سری
 بود شاعر بعد بغیری + و ما ریتنه را که محقر تر شعر می و این زبان را وطن گمان بر دی ندانی که
 غرض از معانی است پس معانی تازه بهر لفظ طلاق فر که بسته شود ستودنی است و بگوش دل
 جان شودنی لا سیما درین زمان که گرمی نتیجه لغت نصیح است و هر زبان او را باعث شوق
 و تفریح چون حرف و نشین خاطر نشانم شد و او دین اساتذہ سلف و خلف بدقت و انصاف
 ملاحظه و ازان التقاط کردم و دیوان کسیکه بنظر خرسیده و دست بهم نه داد افکارش از تذکره با
 و سخاين و هر آنچه بخاطر بود بدستور به نقطه انتخاب موشح و ثبت افتاد و چون مد نگاه ازین کتاب

و مطلع نظر ازین تصنیف فرو آوردن اشعار دل آراست شمارا سامی شعر از آنکه سامعه فریب مبتی
 بنظر رسیده عام تر از مجامیل معارف و احیا و اموات نامش درین سفینه چون ایاتش درج نگردید
 اما از متاکمیر کسی است که شعری لائق نداشته باشد تا از بر ایراد همه شان لازم آمده من غیر التزام
 و باین علت اکثر از مدعیان کاذب را درین اوراق نه بینی چهل از حال شان بفقیر نسبت نمکنی
 و اگر یکی را با خیالات شیرین و افکار نکلین درین عجاله ذکر نیست پنداری که بمانزیده و از مهر وین
 احباب و اعدا انشاء الله چون دل اهل صفادین بیاض اثری نیایی و ازان مختصر آمد تا بحالات ناخام
 سولای اشعار که مقصود اصلی و باعث کلی در سلک کشیدن لای منشور منظوم است هر گوهری
 که متعیش گیش جوهریان بازار سخن بنظر درآمد در انسلاک آن صیغت زلفت و در ایراد تراجم شعرا به ترتیب
 حروف، هجا حرف اول و ثانی از مختص و در اشعار حرف آخر معتبر گشت و بدین اعتبار از سبقت
 زمان و مرتبت قطع نظر و علت قلت فرصت و کثرت اشغال غیر از اشعار غزل از دیگر اصناف
 اعراض رفت و ابتداء این کار نامه در ابتداء سال هزار و دصد و چهل و هشت از هجرت بوده
 و انتهای آنهای هزار و دصد و پنجاه بسطه منتخب زیب تاریخ آغاز است و الحمد لله
 حصول المقاصد و الشکر له تاریخ اتمام و الحمد لله علی ذلک و امر و ذلک شهاب تیز گام عمر روان بخت
 و شش بر حلقه ط کرده از بر لبه فوز نازل مقصود سرگرم تک و دو است یارب بعافیت برساند و چون
 این جبین دلا و یز و حدیقه عشرت انگیز برنگ باغ بهشت از حسن و خاشاک پاک است **گلشن بیجار**
 نام کرده شد بو که بلاق اهل ذوق شیرین و دیشم تماشایان رنگین آید الاکن اشعاع فی المقصود
 و اسئل التوفیق من الرب الودود و انما الحمد لله العبدیه مصطفی ختم شد لی باحسنی و جعل آخر
 خیر امن الا و الله المختص به شیفته در ریخته و بحسرتی در قارسی آبی پسند خاطر مشکین افتد

حرف الالف

آبر و تخلص نجم الدین تام المعروف بشاه مبارک از اولاد محمد غوث گویا یار است حرته الله علیه
 و از سکنای بی با سر لاج الدین علیخان آرزو نسبت تلذ و قرابت و امداد از زبان آوران نامی طبقه
 پیشین است بصنعت ابهام مائل بود در زمان محمد شاه نجم حیاتش هیوط نمود از تاج افکار اوست

<p>جان کچھ پائی مرے ہر چشمہ جوان کے ہج عجسے خانہ خسراب کی سی طرح کس قدر نسخہ فلک ہو غلط اس طرح حال دل کا کہتا ہوں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں اگر باور نہیں تو مانگ دیکھو وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے آبر و چشم تر قیامت ہو</p>	<p>کیون چھا ظلمت میں گم اُس لب شرمندہ تھا کون چاہے گا گھر بسے تجھ کو نہیں تارے بھرے ہیں شک کے نقط دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں سر سے لگائے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین پھرتے تھے دشت دشت دولے کدھر گئے شور ہو اِس کی اشک باری کا</p>
<p>اگلے مخلص خواجہ حیدر علی از مشاہیر شعرے لکھنؤ است روش رندانہ و وضع بیباکانہ دار و مردم انداز آتش و ناخ را کہ اذا سائذہ سلم انجا است قریب ہم افکار ندوہر دورا ہوں شمارند قباحات این تحقیق لافعلی علی من لحظ من الفہم و مع ذلک در کلوئی طیش سخن نیست دیوانش ملاحظہ شد این اشعار انتخاب یافت</p>	
<p>کمان تھا شام سے مجھ پر ارغ صبح کا ہی کا رقیبوں نے غل رکھانہ باقی عذر خواہی کا حال بدتر تھا کمان سے جامہ احرام کا اے صبا غفل سے پروانہ کی خاکستر اٹھا اور اٹے بان ارادہ خطاب مجھے فریاد کا آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیدار کا میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا پھر گیا آنکھوں میں عالم شب تنہائی کا کیا یہ اِس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا جو عیب اتواک قطرہ خون نکلا سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑکیا</p>	<p>شب بجران میں جو دم تھا وہ گویا واپس دم تھا دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یا آئے یاد آ یا جو طواف کسب میں آتش و دماہ سلسلے ہوتی نہیں اُس شمع رو کے اپنی آنکھ عرصہ محشر میں جاتے ہی جہنم میں بڑا گردش چشم تیان سے مل گیا میں خاک میں اُسے بھی لوگ اٹھتے بھی اٹھ بھی ٹھٹھے ہوئے لحدِ قبرہ میں مجھ پر جو لگا ہونے عذاب چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دستِ جنوں بڑا شور سنتے تھے بہلو میں دل کا تیچھے ہٹانے کو جہ قاتل سے اپنا پاؤں</p>

گرہ تھی دل میں ز بس حسرت ہم آنوشی
شب فراق میں مجھ کو سلائے آیا تھا
ہماری قبر سے آئے گی یہ صدا تا حشر
الشر سے شوق اپنی جبین کو خبر نہیں
روز سیاہ ہجر میں میرے جلے چراغ
وہ نہیں ہوں میں کھائی سے جوشل جاؤں گا
عاشق اس غیرت بقیس کا ہوں میں آتش
جال ہو مجھ نہ تو ان کی مرغ بسمل کی ترپ
قاصدوں کے پانوں تو تھے بدگمانی نے مری
اُس بلائے جان سے آتش دیکھ کیوں کر بے
آمد اُس سراپا نور کی ہو بزم میں
و ندان یار جب سے سوائے ہیں آنکھ میں
کو چہ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں
اگر جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
سجدہ شکر خدا یا میں کیے رکھتا ہوں
وحشی تھے بوسے گل کی طرح سے جہان میں ہم
لوٹ گناہ کا جو کبھی آگیا ہو دھیان
مری ضد سے ہوا جو مہربان دوست
اسے جان کے برابر مرنے مرنے پہنچ رکھا ہو
خاک میں مل کے بھی ہو گنا نہ غلبہ دامن
تو لکھش محرابان عشق پر جلا کر کرتے ہیں
برہمن آنکھوں کو ملتا ہو جو پاس بست پر
جن دہر میں وہ سہرہ غول پیدہ ہوں میں

فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
جگایا میں نے جو فسانہ گو کو خواب آیا
یہ مردہ آیا کہ مجھ پر کوئی عذاب آیا
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
پردانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا
آج جاتا تھا تو صبر سے تری کل جاؤں گا
بام تک جس کے کبھی مرغ سیماں نہ گیا
ہر قدم پر ہو کسان یاں رہ گیا وہ ان گیا
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کو سے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک ہو سے دوست
شمع اڑ جائے جو ماتھے آئین پر پروانہ آج
لپٹے ہیں موتی جو ہری اپنی نگاہ پر
در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس
جاتا ہو دھیان جب تری امداد کی طرف
پانوں پر یار کے سر کو ہو جھکا نا شب وصل
لکھے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان میں ہم
غوطے لگائے ہیں عرقی الفعال میں
مرے احسان ہیں دشمن پر ہزاروں
ہماری قبر پر رو یا کرے گی آنسو بوسوں
کمر یا سے اٹھتا نہیں بار دامن
خدا اجر انکو دے اسکا یہ آزاد کرتے ہیں
رشتہ آتا ہو مجھے سنگ در یار ہو
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار ہو

جس تو دس تین شریک ہوئی اپنی خاک سے شگ در پر کسی محبوب کے پیشکون کا جلائی ہو دل آتش طور کی طرح ایزبون تک تری چوٹی کی رسائی ہوئی ہنسنے والا نسین ہو رونے پر پاتھ شاق گریبان ہو جنون کا جوش ہو منزل ہی دور ہو جو یہ پوچھی نہیں ہنوز افسوس ہو فریاد کو پہلے ہی نہ سوجھی پسیا بھر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا پر زادن کے کوچہ میں جوے ہیں گرد آلودہ	حسرت سی رہ گئی لب مشوق تیر کی بد و ماغی جو یہی ہو تو ہوا سرکڑے کسی پردہ نشین کی لب تراپی کل جوانی تھی بلا آج ہی آئی ہوئی ہمسکو غربت وطن سے بہتر ہو پیر بن تن پر مرے گرمی کا بلا پوش ہو دم لینے والی راہ میں عمر روان تھی سر توڑ کے مر جائے اس کوہ کنی سے زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے ہمارے باتون کو دھوئیں کی جو رہی آب کوہ
آرزو تخلص لعل الدین عیخان اکبر آبادیت حالتش از فرط شہرت آرزو مندان نیت کہ اقامت قصدے آن شود گاہی بنا بریقین بفکر ریختہ می پرداخت آدیت	اُس تینہ جو صنم سے فتنے لگا ہوں جب سے جان پیسیر کچھ اعتبار نہیں آرام تخلص خیر اللہ خان نام تیر کرے بودہ از یاران صحبت ثواب ظفر با نجان
جی میں رکھنا تو غبار و رشک گلشن چھوڑ دیا آرام تخلص راس پر ہم ناتھ قوم کھتری پیشکار تن استعین را بد رستی مینوشہ و آوازہ شکستہ اور ولف بازار کفایت خان شکستہ در تیر اندازی ہم دستی داشت فکر ریختہ و فارسی میگرداورا	شاک عاشق بر جھکتا کیوں ہو دامن چھوڑ دل کا فوارہ اچھلتا ہی رہا ایک جنون تھا سو جلتا ہی رہا
آرام تخلص کمن مل از کا بنان است مردزیر کے بودہ این ست از و ناچار و شہد ہمد مودج سے یہ سکتے ہونہ تو یار دل	آرام تخلص کمن مل از کا بنان است مردزیر کے بودہ این ست از و ناچار و شہد ہمد مودج سے یہ سکتے ہونہ تو یار دل

آزاد و نه تخلص فضل الفضلا علم العلامه و نه لغات ذوی الاحرام سوہ فصحاء عالم مقام
 حاوی مناقب جلیلہ کثر تا و قها جامع مناسب جلیلہ با سرتا و جلها باعث ظهور فنون عجیبہ تا کثر
 علوم غریبہ ملک ملک بیان و معانی زمان فرما می ظلم و سختی انی الذی کشف القناع عن وجوه
 مخدرات الحقائق و الفہوم بالفاظ اذ ارتفع السمع عاف سوا ما و رشف قلبہ انکی انہا المعارف
 و العلوم بعمان ما اقتضا من الفہم و ما ہا بافاق علی اسرارہ و برع انباء ترمانہ حتی کلامہ
 فی آیات سبت القصید و فی الکلمات کلمہ لیب و فی الاطعمہ طعام التبرید و فی الایام ایام البعد
 فی الدیالی لیلۃ القدر و فی الصلوات صلوة الفجر و فی المہاب ما ترمز و فی الانواء نوار المزم
 فی السور سورۃ الاخلاص و فی الادعیہ دعا سعد بن قاص بل غیث ہامرا لشکر ایدی
 غیوہ و فلک دار لا یزک و نور نجومہ فلیس الاحد ان یبارزہ فی میدان علم من العلوم
 او یجارب فی فیائے فن من الفنون فر عا و اصلا شعر

عنی بربط الکمال لا نظیر لہ	افوسنا بالموعی فی خیر شغفت
یا صدر علم لہ فی الصدر منز لہ	من دون قایما تا الاذکار قد قفت

ہو جل الشان علی المکان مولانا محمد صدر الدین خان بہادر لالزات انوار المعارف باطلہ علیہ
 و انوار النحاسن حاصلہ لیدہ و بحسب اغیض الاقدار فی الباطن و الظاہر ماطرۃ حوالہ
 احصاف الکریم و المجاہدین بزیہ الرجہ محامد ذکر شریف ایشان را درین جریدہ آوردن نشان
 اما این نامہ گرامی را بے نام نامیش کہ تا قیام قیامت بر جریدہ روزگار ثبت یاد در نظر
 اولاد بصائر قبولے نیاید لاجرم بگزارش لختی از جلال آثار ایشان بے پرداز و بدین چگون
 ذکر و در حق این صحیفہ افزون تر سے ساز و مجلس شکر کہ بہر فضل گرانمایہ مرادہ اعتبار
 باہل سخن میدہد و بدین مجستہ تقرب منتہا بہ بہر زبان می نمد فی الجملہ مولانا از دو دو کہ بزرگ
 بزرگ نقش از اہل علم و اعتبار بودہ اند و منشای دی ہین بقعہ مبارکست اعلیٰ ترین مقام
 تحصیل خصومات کہ با صطلح اہل فرنگ صدر صدورش میخوانند و امر و در سلطنت ایشان
 نیست بجاہل ہند شایستہ تر ازین خدمتی نیست با ایشان است و مولانا ان بزیہ کسب معیشت
 و بزیہ بزرگ شایستہ تر ازین خدمتی نیست با ایشان است و مولانا ان بزیہ کسب معیشت

شامل خاص و عام باداعی اتحاد موخو و الیام نامعصور دارد روزی نیست که شہد صحبت ایشان
چشیدہ نشود و باین قندہ کر کام جان حلاوت اندو و نگردد و با اعتقاد من روز یکہ بی شرف
جاست ایشان بیایان آید داخل ایام عمر نیست خلق جسم است و لطف مصورمانی اندیشہ را
ہتر ازین نقشی نہ بر صفحہ خاطر است و نہ پیشگاہ نظر در فنون ادیبہ ثانی اعشی و جہرست و در مرزا
حکمیہ ثالث با قرونصیر رسیدن باندانہ فہش نہ سہل است و دعوی ادراک عیش از جہل خطا از بل
باین خوبی قباے قابلیت بر بایند و ختہ و رد شکر قضا باین روشندی و آگاہی آئینہ نمیری
نیفر و ختہ باین فضیلت شاعری اندازان نہ کشیدہ و باین عظمت ساحری از با بل
رسیدہ با خیال شرح کمالا شطوطی خاصہ من باین قدرت گفتار نمئے نہج بی زبانی است
و باہولے اوج مکاشفہ طائر اندیشہ ام باین بلندی پرداز عاجز از بال افشانی نہ من باندانہ
مدحش تو نام نمود کہ کس بشایستگی نتواند شستود و بیت انوری عاجزست و من عاجز
طرح مدحش کہ در خواند اندوہ نازیر بایراد بیتے چند از کلام معجز نظامش جان دین

مردگان مبدعہ

کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیاب نہ ٹھہر
آزادہ مرے حق میں ذرا تو بھی دعا کر
تو بھی رو تا چل جنازے کو ہمارے دیکھ کر
اگر وہ پھر گیسو پرے بیت الحزن پاس
اندون چاک کو پاتے ہیں کیا ہے آنس
ہو نہ کر تجھے تجھ کو گریبان کے چاک تین
کہ خالی پڑے آئینے بہت ہیں
تو اجنبی ہو بند قبا کیونکہ وا کروں
نہ غم قند نہ یرواے ربانی مجھ کو
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشان کو
وہین میں تو گیا ٹھنڈا جو ٹھینچا تیرے پریشان کو

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہر
اس درد جذباتی سے کہیں جان نکل جائے
ہو نہ دامن گیر کوئی جان کر قاتل نہ
برگشتہ بخت جذبہ دل مت کو آفرین
آمد آمد ہونی پھر موسم گل کی شاید
ناصح بیان یہ فکر ہے سینہ بھی چاک ہو
آگیا کون سا صیدا فگن ادھر سے
بچھپے ڈکھ مجھ سے شب وصل میں کہ
گو اسیری میں ہوں پریش اسیر تصویر
اٹھنے کو بلا ہیں آپ بھی تجھ خیر ہو صاحب
تو مجھ کو کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی

اُس شوخ سے روط بہت سہل سے ہوتے	اگر ہم بھی سبک حرکت نابل سے ہوتے
آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام ملیند غلام علی حضرت بریلوی بودہ اور است	۸
ابن عربی سرچن کو نہ گئے ہم وزن	۹
آزاد تخلص میر تقی میر اللہ از قدماست از کلام ادست۔	۱۰
سب صفتیں جہان کی آزاد ہو گئیں	۱۱
آزاد تخلص رام سنگھ دوسے بود بزیور ارادت و اخلاق آراستہ پس از تحصیل در	۱۲
چشمش از حلیہ نور عاری شد شوق شمعش از حد رقم فروز تر بود در شاعرہ حدیث علیخان	۱۳
عاشق تخلص کشککش شوق میر سید اور است	۱۴
اندون پیار سے ترا طرز تکم اور ہی	۱۵
طور چشمک اور ہی وضع تبسم اور ہی	۱۶
اشوب تخلص میر امداد علی خان خلف میر روشن علیخان فروغ از اہل شاہجہان آباد	۱۷
شاگرد میر نظام الدین منوشت طرز کلامش بشبوحہ استادش بسیار بنماید و در ہر	۱۸
جلس شاعرہ شریک میشود و غزل طرح فکری کند بار اقم شامائی را و جوان	۱۹
مہذب است اور است	۲۰
ناوک غم سے چنایا ناک تن پہا کام کا	۲۱
گنہ کے بوجھ سے عشرت تک پہنچ نہ سکے	۲۲
نہ آتو میری بالین پر تماشا خیزہ دل کا	۲۳
استخوان پر ہو گمان میر سے ہما کو دام کا	۲۴
اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا	۲۵
دکھا دو تمکاسی گراپ مین مین بھی کیو آیا	۲۶
اُس کے ہنگامہ رفقا نے سوئے نہ دیا	۲۷
شوخی سے اک چراغ کو اُس نے بجھا دیا	۲۸
ہم سے اپنا بھی ہوا وان سے بھر آنا مشکل	۲۹
وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین	۳۰
کس قدر ذوق تبیدن سے پشیمان ہوئیں	۳۱
ہم سے کتنا شب بھر ان مین پریشان ہوئیں	۳۲
و شمع میر سے دونوں مین قاتل مرے دونوں مین	۳۳
نہ آتو میری بالین پر تماشا خیزہ دل کا	۳۴
گوشت ہم خاک مین ہم خاک کے آسودہ کو	۳۵
ہو چھا جو مین نے یار سے انجام ہو عشق	۳۶
دل کو کچھ تھے کہ اُس نرم سے آئینے	۳۷
نہ آتو میری بالین پر تماشا خیزہ دل کا	۳۸
نہ آتو میری بالین پر تماشا خیزہ دل کا	۳۹

آشفتمہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بلوے خان قوم افغان ارشاگردان مہرخی
ماہل است گویند مرے آشفتمہ طبع وارستہ مزاج آخر ماہا کتساب باطن ماہل
و قویہ از شعر نمود از کلام است

برگشتہ بخت ہم نے کیلے ہیں کم کسی نے
دیوانگی ہماری ہر لحظہ بیاں ہو تازہ
بیتی کو خاطر اصحاب کیوں نہ منظور
کزیب زینت مجلس ہر جا پار و ان سے

آشفتمہ تخلص میرزا صالحی خلف حکیم محمد شفیع بعضے اور از لکھنؤ و بعضی از اکبر آباد
بہ حال جوانی گذاختہ و درد مند و در فن طب دستہ ارجمند داشت بہت بہ ترتیب
مخلص مشاعرہ می گماشت کلاش بنظر میر سور در آورده است شعرش شستہ و صاف
و فکرش مطبوع طبع اہل انصاف این ابیات از نوشتہ شد

جی بخت آنکھوں میں بار بخت دل میں
مر گئے پر بھی ہمس کو خاک بندی
دم آخر جو بچکی آئی تھی نا
نقطہ نہ از پی ہی تم آن دیکھتے جاؤ
بجائے اشک نکلتے ہیں پارہ ہائے گل
دکھانے آئے تھے دامن کے چاک کی زنجی
اگر چہ ہووے گی تصدیقہ لیکن آشفتمہ
اپنے گئے ہوتے بھلا غیر کو صدقے تو کر
چہ کہچہ اندون غم بینان سے زرد ہو
جلاؤ کس کو آشفتمہ بار سانبلا
ہمیشہ آگ نکلتی ہو میرے سینے سے

یاں تلک انتظار تھا دل میں
آج تک یہ غبار تھا دل میں
وہ فراموش کار تھا دل میں
ادھر ادھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ
تھامے جی میں بھتا ارمان دیکھتے جاؤ
ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ
کوئی گھڑی کا ہو ہمسایان دیکھتے جاؤ
ہم بھی جی لکھتے ہیں پایے ترے قربان
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد
خدا جو بیٹھے بٹھائے اُسے خراب کرے
اکہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے

موت ایسی خدا نصیب کرے
مر گیا اک صنم یہ آشفتمہ
آشفتمہ تخلص سید نور علی خلف سید علی نواز رضوی از اساتذہ عالی کمر بار ہر ولد نقی

در جهان آباد دلی اتفاق افتاده در فن طب دست بلند و پایہ عالی دارد استفادہ این فن از خدمت حکیم غلام حیدر خان کہ از مشاہیر عساکر دہلی است نموده بتاثر تخلص آنفستہ مزاج و شوریدہ طبع غمی از سوز عشق در خمیرش افتادہ و تخلص از فقیر خاکسار دارد خلاصہ کلمات

گورین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا
تانا تھا اسے میرے تڑپنے کی اذیت کا
ہو برقت رآمد محشر کو جان کر
سچ ہو کہ ہوا فوجوں میں تم ہو فنا نہیں
قسمت میں کیا خدامے مرنا لکھا نہیں
یہ غیر کی سزا ہی ہماری سزا نہیں
اب جی میں ہر رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہر یقین تو بھی کہ وہ ہوا کہنے کو ہیں
میں خضر کی طرح رہتا ہوں
ظاہر میں ہوں پاس برچھا ہوں
یار ہیگا یہ غم و درد مرنی جان کے تھا
پوچھے گا قیامت میں یہوشوں سے کیا کوئی
بجز غیر اور کون نہیں ترے واسطے
ستم کو وہ بد خو ادا جانتا ہو
مرے خون کو رنگ حنا جانتا ہو

بہشت حال نے پھر یاد لائی آنکلی
انہی تو نے کیا کیا مجھے شرمندہ قاتل سے
آشفۃ تیری گور میں تڑپے ہر ساری خلن
تم غیر سے ملے میں کسی سے ملا نہیں
لڑقتل کا خیال انھیں اور نہ موت کو
عاشق کو لطف سے ہو فزون لطف میں
جو نامہ برگیا وہ گیا اجانسے وہاں
گر سنے ناصح کہ دشمن سے نباہی کس طرح
آوارہ ہوں اب رہبان کو
ہو وصل میں بھی فراق کا غم
دیکھیں نہ تفتہ ہمیں مر کے بھی راحت ہوئی
غش ہونگے ہم تفتہ تابخ جانان سے
سدا ہی کیا قصور ہو بیتاب بقدر
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہو
ہر جلا د کی سادگی میں بھی شوخی

اصف تخلص وزیر الممالک نواب بکچی خان اصف الدولہ بہادر داستانہ امیر محمد
و مکارم افسانہ کو بخش عالم است و مشرح بزرگہاے ایشان خارج ار حد رقم
اور احسان عمیم و ہمت فخریم بے نظیر و عدیل گویا برادر چشمہ سار فیض حضرت رب جل جلالہ
دست گہر زلف زرباش داشت ارباب نیاز و حاجت را خانہ از استغنائی داشت
در تیر اندازیش دستی تمام بود و بشکار رغبتی تمام آری فرد شہمان اضر و دست مشن شکار

کہ آید بے صید لہا بکار، مرغان ہوا ربر زمین می افکند و این ادنیٰ حرفی از قدر اندازی
اوست باقن شعر لوف بود و اکثر اباب این فن را بصلہ و جائزہ شایان نوحی پہل سالہ
فوت کردا نالہ وانا الیہ راجعون این ابیات از افکار پاکیزہ اوست

ایک دن یار سے یہ میں نے کہا ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف مٹنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہو باروب کشے اُس کے نہ سبنے دیا مجھے	ابو ہم طاقت و توان سے گئے یہی کہ کہ کے لاکھون جان سے گئے پر ہم کو چاہیے کہ تک دو لگی ہو اگر وان نسیم شکل بر گاہ سے گئی
--	---

آفتاب مخض حضرت فردوس منزل ابوالمظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی
انار اللہ برمانہ انوار حقائق ایشان چون آفتاب نیم روز بر ساحت خاہر عالمی پر تو افکن
و شمع مکارش کالبد الدبے تابندہ و روششن نیاز مند اٹھار و محتاج اعلان نیت
اہل و نہ سال رایت سلطنت برافراختہ امر و زوفات ایشان را بست و نہ سال گذشتہ
یا سخن و اہل سخن افقے بسیار داشتہ بیتے چند از نتائج افکار ایشان انتخاب یافت

صبح اٹھ جام سے گذرتی ہو عاقبت کی خبر خدا جانے کے جو خواب میں بھی وہ یوسف تقا پھر	شب دلارام سے گذرتی ہو ابو آرام سے گذرتی ہو اے آفتاب دولت بیدار طبع
--	--

آفرین مخض شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور سلسلہ نقشبش با مام الامیہ سراج اللہ
ابو خیفہ کو فی رحمۃ تعلیٰ منتہی میشود گویند کہ از صنائع شعرے بسیار آگاہ بود در سال
سے بتجہ الصنائع تصنیف نمودہ اوست و اصناف سخن مانند لغزو قصاید و منشوے
نظم فرمودہ خلاصہ فہرت اوست

نجا چن مین قواب آفرین کہ چون غنچہ بہت ہن کہ چہ تھین اور ناز کرنے کو	لبون مین اسکے بہان ہو بہا رخندہ گل برے تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو
--	--

آفاق مخض میر فرید الدین ابن بہار الدین نسبت قربت با شاہ سلیمان کہ از
معارف اولیاء دہلی بودہ داشتہ از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق است از اوست

باتھ کا اُسکے خط لکھا لایا	انیرب قاصدین ہاتھ کے صدقے
آگاہ مخلص حیرسن علی ازافسانہ خوانان شاہی شخصی اسٹ در نہایت جودت طبع	و بدست دہن در چندین فنونش نیکو دستی است این بیت دوست
ان تیغ کھینچ کر بت آتش مزاج تو	اگر نے یہ آج یہ بھی گنہ گار گرم کر
آگاہ مخلص نور خان نام شخصی است از قوم افغانہ جزاین دیگر از حاش آگاہ نیم اور است	منہ و دیکھوا بنایکھو ابھی رسم چاہ کی
اصل مخلص میر عبد الجلیل نام از سادات کرامی قدر شاہجان آباد دہلی بودہ است	شاگرد منوے جعفر ز مٹی و استاد لفظ ہر نذیرہ از دوست
زلف جو ہرے پہ پانچ پال ہوا	جنیش ابرو ہوا پانچو پال ہوا
اثر مخلص حسین علیخان طلف الصدق مرزا حیدر بیک خان تورانی شرف	شاگردے شیخ امام بخش ناسخ دارد و غزلی ازو کہ این اشعار از آنست شہرت
بسکہ در داغون بہ نام اُس مہ تا مان کاہو	بن گیا خستہ مری تسبیح کا جو دانہ تھا
سُج کے غل شب تا در زندان وہ اگر کبھی گیا	شیون ز بچہ خواب بخت کو افسانہ تھا
اثر مخلص سید محمد میر کین برادر خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مدد ستہ دل ریش است	و از خدا یار مہن برادر خوش بقاضاے دودمان خود از نسبت اسے باطن ماہر و
ان بر محاورہ بحث است و از بخت مرغوب عوام این چند بیت از دیوانش منتخب فائد	گذاشت دیوان قلیل الحکم دارد ملاحظہ شدہ بعض خیالات ایشان بہ قصوے غلط
دیکھیں گے اسکی سنگدلی کو ہم اس اثر	اگر کوئی نالہ ہم سے سرا انجام ہو گیا
اُس سنگدل کے دل میں تو نالے نے جانکی	کیا فائدہ جوادر کے جی میں اثر کیا
ہو جائیں گے جو اُس کے معلوم	داغون کو مرے شمار کرنا

کیا کیے اثر تو آپ ملک دیکھ
 سچی ابکی بجا خدا خدا کر
 لگی رکھی نہ تو نے میرے ساتھ
 بیوفا تیری کچھ نہیں تقصیر
 یوں خدا کی خدائی برحق ہو
 مگر تو چلے کہاں تلک اب دگر کریں
 جہین ہوا سر نو جو ترے یاد کریں
 ہم اسیر دینی اُسے چلیے خاطر داری
 یاں تغافل میں اپنا کام ہوا
 حال میرا نہ پوچھیے مجھ سے
 نہ لگائے گئے بہان دل کو
 ہر دن فزون بہن کج رویاں روز گاری
 مانا اثر کہ وعدہ نہ در غلطین
 غرض آئینہ داری دل سے
 تیری عیاریوں کی باتیں اثر
 اور تو کوئی نہیں دام و قفس نہ نگیر
 دلربائی و دلبری جھکو
 دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
 حال پر اپنے بھوکو آپ اثر
 آپ ہی نہ بل بچے نہ کچھ اُس میں رہی
 چھپ چھپ دیکھنے کے نزدیک اثر
 کبھی دوستی ہو کبھی دشمنی
 ہمیں حیرت ہو آپ ہی جھکو دیوں کیا جواب

یوں حال اپنا تباہ کرنا
 پھس اور بتوں کی چاہ کرنا
 تیرے نزدیک قصہ پاک ہوا
 مجھ کو میری وفا ہی اس نہیں
 پر ہمیں تو اثر کی آس نہیں
 یا ہم نہیں اس آہ میں یا آسمان نہیں
 تو سے یا نہ سنے نالہ و فریاد کریں
 اور لٹے نہ کہ ہم خاطر صیاد کریں
 تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہیں
 بات میری جو معتبر ہی نہیں
 آہ بچائیے کہ سان دل کو
 کچھ سیکھتا چلا ہو روش میری پار کی
 لیکن کئی نہ کہ یہ شب انتظار کی
 تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہو
 سب بھتا ہو گودہ دانا ہو
 تنگ آیا ہوں فقط دلی گرفتاری
 گو کہ آتی ہو پر نہیں آتی
 دشمنی پر تو چار آتا ہو
 جسم بے اختیار آتا ہو
 اس پر کہیں گے آہ کہ سمجھنے بھی آہ کی
 معلوم ہوئے جو کبھی اُس نے نگاہ کی
 تری کون سی بات پر جائے
 کہ تھریں اب تک کس طرح ہم نے زندگانی کی

<p>آپ میں کہنے لگوں سوہو کہاں میری مثال مہر و کین کچھ تو ہو تحقیق سے کیا کام چھے کب کب تری گلی میں ہم بقیار آئے آئے تو چلے گئے شب بھر کب کب آتا ہو آتے کیوں تھے ننگ آتا ہو</p>	<p>پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا بھگ کو پڑی یوں تو ناخن نہیں سے بیٹھے ہیں دشتام بچے سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے دل اپنے مگر شمار کیجے آنکھلتا ہو کبھو جی سے جو تنگ آتا ہو</p>
<p>احسان تخلص از اہل لکھنؤ است دہر تیرہ گوی شہرت دارد این بیت از بدست آمدہ</p>	<p>مجنون کو اپنی لیلے کا عمل غریزہ</p>
<p>احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان از سخن طرازان عمد حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است سالما بحدہ مختاری سرکار مرزا ایزد بخش بہادر سرفراز ماندہ بشمار اعزہ این دیار سے آید باوجود پیرانہ سالی اکثر و بیشتر شامل بزم مشاعرہ می شود اشعار عاشقانہ اش ناخن بدل زن است در صنائع لفظ مانند جناس و اشتقاق و طباق وغیرہ آن اصرار از حد افزون دارد و بار اقامت تعارفش ہست صاحب اخلاق نیک است دیوانش ملاحظہ شد این اشعار از ان انتخاب ہوا</p>	<p>دل میں ہمارے تو ہو ہمیں دل عزیز ہو</p>
<p>دودن سے میں جدا ہوں اس موکر سے آسان کہاں وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے میں تو اس نوجوان پر غمش ہوں سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہوں ہو وہ مرید آبلہ پاسے عاشقان مرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب یار و بھون کمرے گیان کی فکر ہو یہی بھگورہ رہ کے آتا ہو اران بھبہ نہ پیک یا ہی کچھ شمشکین ہوا</p>	<p>اک سو طرح کا صدمہ اس میان میں دیا کسی کا کام ہمیشہ بنائیں رہتا وگر نہ یاد دھیں بجو شکایتیں کیا کیا ہمارے عالم تری جوانی کا بھید کہتا ہو کسو سے کوئی نادان دل کا پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا ماصیح کے منہ کو آن کے کوئی نہ سہی گیا کہ مجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر چین ہوا</p>

اسمین بھی در اندازون نے سورخہ نکالے
 دامن کوہ کو تکتا ہر جسرت مجنون
 آخر کو لگے گور کے ہم آہ کنارے
 خاک ہو کر بھی رہوں تھا یہ وفائے چاہا
 میناے بادہ ہاتھ سے یوں میرے لگیا
 جو کوئی جان بچا کر تھارے در سے پھرا
 دل آہن سرشت اسکا بنے موم
 فائدہ تم جو مجھے نزع میں دیا آئے نظر
 بھکومت تھراؤ بس چلے سنبھل کر دیکھ کر
 دیکھو میری طرف سچ کیو ای آخر تناس
 کوٹھے پہ چڑھا کر تو مر۔ بجان سمجھ کر
 اگر دل احسان غم معشوق دے صد آفرین
 کڑا ہر دیکھ کے بھکو تو اس طرح غلام
 احسان میں جسکے نام پہ دیتا ہوں اپنی جان
 غم ساتھ ہوا کھلی سے تیری
 مین جوے پینے پہ آؤں تو بسو پی جاؤں
 مین تر پتا ہوں غم عشق بتان میں احسان
 کسی مہر کی خاطر بھوکا کچھ مر بنا تا ہی
 مت گرد گرد پھر تو ہر دم مری دے لگا
 خفاست ہو مجھ کو ٹھکانے بہت میں
 کہتے ہو کیا رقب کو بھیجوں تیبا صلاح
 کچھ سانس رکائے ہو رہ رہ کہ یہ ڈر
 اُس سے پوچھ ہو جو احسان وفا پیشہ بھی

احسان نے جو اس رخسہ دیوار کو دیکھا
 سنگ باقی نہ ہا دامن طفلان میں گیا
 دریاے محبت کا یہ ساحل نظر آیا
 کیا کروں ایک نہ بکھت صبا نے چاہا
 خون محتسب کا آج تو پینا حلال تھا
 یہ جانتا ہوں مر۔ بجان خدا کے گھر سے پھرا
 مدد ای روح عالی شان داؤد
 ہر نہ یار اسے سخن اور نہ بار بس نظر
 چال سب چلتے ہیں لیکن سبزہ پر در پھل
 کیوں فلک کو تو نے دیکھا میرے اختر دیکھ کر
 پر یان نہ اتر آئیں پرستان سمجھ کر
 پیرو مر شد واہ یہ بدعت خدا کے گھر کے
 نہان زبان پہ ہو الحمد و آشکار درخ
 وہ جانتا نہیں ہو مر نام اب تلک
 اک آئے تھے اور دو گئے ہم
 عرس منع کرے اسکا لہو پی جاؤں
 حک فضل الہی خفقان کہتے ہیں
 اگر نیچے فلک عقد ثریا مول لیتو ہیں
 ہم کوئی تیری منت تاثیر کھینچتے ہیں
 مرا سر رہے آستانے بہت میں
 لعنت ہی بھیجے گا بزدلین کو
 قاصد نہ کہیں راہ میں بکھت واپس
 ہو فاکون ہو کتا ہو وہ غیبار کہ تو

حال دل خیزین جگر خستگان پر رحم
جنت میں بھگو اسکی گلی سے ہن بھلے
کوئی فلک نہ ایسا نہیں زمین پر کہیں
جہن بھگو بھی انو بھگو ستانے والے
آشنا کسی کہ ہن بیدیرین یہ دیدہ و دل
انکے رونے پہ ہنسی آتی ہو بھگو احسان
بیٹھ راہی آہ بس خدا نکر سے
یاد مسجد میں آئیگی احسان
کچھ اپنی نفل دیکھ کے روتا ہو تو احسان
بس خاک قدم دیکھے تکرار بہت کی
ہم لائق بندگی نہیں تو
ہم جان بچے کہ جانکے ساتھ
کہتے ہیں پلٹ گیا وہ رہ سے
کیا کام کسی سے ہم کو احسان
بجو مت چھو معاذ اللہ میری لب تک
ہم بخت تو جاگ اور جگا ہم کو کچھ ہم
ترا ہر مسجد میں یہ دیر گر بھید ہو اور
یہ شانے سے مرے بھگو ہو حاصل ظالم
مرنے کے بعد آنکے کٹوا کین ٹیران

میں کیا ثواب ہو کہنے لگا گناہ
کیا جانے کہ مجھ سے ہوا آہ کیا گناہ
دماغ آہ کا اسیر بھی آسمان پر ہو
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے
ہن ہی دیدہ و دانستہ ہو بانے والے
دوڑے پانی کو ہن کیا آگ لگاتے ہو
تجھ کو فرصت ہو سر اٹھانے کی
کیفیت اس شراب خانے کی
ہاں اٹھ کے گیا کوئی تو ہو پہلو سے میرے
سٹی مری اس خاک نے ہو خوار بہت کی
بس خیر ہو بندگی ہماری
جائیگی یہ جان کہنی ہماری
تقدیر اٹ گئی ہماری
ہم اور یہ بیکسی ہماری
نارے اگر اٹھ تو بھٹ جائیں جگر دو چار کے
ہا حشر خاکین گے جگانے سے کسو کے
گنج قارون پہ حسرت سے نظر کرتا ہو
مجھے مودی کے خلقت بھولنا ہو گئی
آج آپ اپنے گشتے کی منت پڑا چلے

احسن مخلص ہمنش نام یکے بودہ از معاصرین ابرو و ناجی و بطور شان غزل سر نہت اور آ
مازک بدن پہ اپنے کہتے ہو تم جو غزہ اموسئی کرنے مت کو فرعون سابت یا
مضمون این بیت کہ مرقوم شد بعینہ دون الاثر در کلام شاہ مبارک ابرو و یافتہ شد
اما چون از صاحب ترجمہ شعرے آخر کہ یاقتی و اشتمہ باشد در نظر نبود ناچار بہت گشتہ

احسن تخلص مرزا حسن علی در سرکار نواب آصف الدولہ مرحوم بہ پیشہ شاعری ملازم بود بحسن خط و نیکوئی بیان مشہور است و در تلامذہ مرزا رفیع سودا سعد و دیگر در بیات حال پر توے از میر ضحیا ہم گرفتہ اما ذرہ آتش خورشید از و گشتہ اور است

تیرے نالو نکا کوئی دن جو یہ انداز رہا
گھر سے وہ خورشید رو نکالا تو مطیع صاف تھا
یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جان دی تھی اُس نے کسکی حسرت پاؤں میں
دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہیں مذکور نہ ہو
بات یہ بھی ہو کوئی آپ کے فرمانے کی

مگرے اڑ جائیں گے سینے میں جگر کے احسن
حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
اشک گلگون کو نہیں لعل و گھر سے پیوند
سجدہ کہ جو خاک احسن اتو سائے خلق کی
بزم میں اسکی جو ہوتی ہو کبھی سرگوشی
تم تو دل مانگو جو یان جان تلک حاضر ہو

احسن تخلص حسن اللہ خان جہان آبادی متصل دروازہ لاہوری در مسجد بہمنی سیما ندوختی خم ابرو سے زیبا صنمی را دیدہ سر بسجده فرد آورده مبر و محراب را بر طاق نسیان گذشتہ بجائے خطبہ نالہ بنیاد نہاد و آخر بہ اندر زوا عطا خان فریفتہ گشتہ طریق اکبر از سر تازہ کردہ عمد بر ہم گشتہ بیعت شیخ نمود ز ناز از میان بکشا دو تسبیح بر دست پیچید این بیت بنامش بہ نظر رسید و ثبت گردید

اسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا
یہ جال ڈال تیرای خانہ خراب کیا ہو

احمد تخلص شیخ حافظ غلام احمد از مردم پنجاب است اور است

گر بھی بین درست اپنے نارسا
انکے پائون تک رسائی ہو چکی

احمد تخلص احمد بیگ از طائفہ قزلباش جو اہمیت صبیح اوجہ قواعد سپاہی را علی حسن وجہ سے دانستہ صاحب رسالہ سرکار مرزا ولید بہادر بودہ اور است

عصبتا تھرمین جب تو نے تیغ کین کیری
انہ اٹھ سیکامے بسل نے یہ زمین کیری

احقر تخلص مرزا جواد علی از قزلباش است ولادتش در لکھنؤ اتفاق افتادہ

اصلاح شعر از میر حسن صاحب مثنوی بدر میر گرفتہ در بدو سن شور و زیارات اکثر مزارات فائض البرکات فائز شدہ بوطن برشتہ این مطلع از و پسند آمدہ

بزم مین اسکی جو شب چاہ کا مذکور صلا	اٹھ کے محفل سے وہ بے مغرور صلا
اختر مخلص شخصے است از دودمان گور کالے طبعش بے کسر شعرون تراز	اندازہ رغبته داشت از دست
بچھے بھی ہٹ ہوئی ایسی کہ مرثا لیکن	نہ تیرے کو پے سے ہرگز اٹھا قدم میرا
اختر مخلص میرا کبر علیہ از شمع زادگان سر ہند است وصفت امتیازی	ید پوئے داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش حیرات است از کلام ادب
تمائشے کی ہو جاہر زگان پہ جو بخت جگہ	عجب یہ نخل ہی جسمین کہ نخل گل ثمر افلا
ارمان مخلص فرزند جعفر علی حسرت است کہ مشاہیر بلاد مشرق بودہ	از ہائش آگئی دست نداد از دست
چربا ہوا ہو گھر گھرا ب دیکھے کہ کیا ہو	دودن نہ چھپ سکی تو جاہت ترا براہو
تاسر بالین اُسے آنا قیامت شاق ہو	یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہو
اسعد مخلص مرزا سعد بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ مقطوع از ایشان سمنوع بقلم آمدہ	تو اسعد غضب ہو کہ ہاتھوں سے تیرے
اسعد مخلص میرا مانی از سکناب جہاد آباد دہلی است مرد شگفتہ و ظریف	نہ تبسج ٹھہری نہ زینار ٹھہرا
بودہ نسبت شاگردے بامرزا رفیع سودا داشت در راہ لکھنؤ حرامیان تہہ کار	بد سراج خام خوش ریختند از دست
جون تون اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم	خدا نہ خراب راہ مین آکر بچل گیا
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو بھر تویں	کافر ہوں گردان مین خدا کا بھی ڈر کروں
اسد اس جفا پر تون سے وفائی	میرے شیر شاہ باش رحمت خدا کی
پر تو اچھے جلتے ہیں روتی ہو کھڑی شمع	یار ب نہ غیب صل ہو کوتاہ کسی کی
جس سے کر دل ملا عجب آبادہ سلئے	ملنے نہ پاسے ہونٹ کہ سو بات ہو گئی
مانے ہو کوئی وہ بہت گمراہ کسو کی	گو آب سفارشش کرے اللہ کسو کی
اسلام مخلص شیخ الاسلام از ساکنین قصبہ تھانہ منمنضافات سہارنپور است اور است	

طلم غلام کا پس مرگ بھی رہتا ہو جا	ہن یہ بازوے عقاب اچ بے تیر کے پر
اسیر تخلص تبرار نام نصرانی بودہ ازرقاعے ظفر باب خان جوان تو مند	اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ او میگوید
ہم اس لیندو کے ہجرین یون نیست کرتے ہن	کہ سکتے کی سی حالت ہو جیتے ہن ترسے ہن
اسفان تخلص غالب نامش ہم ہمین باشند نصیرانی بودہ اصلش از فرنگ	و ولادتش ہند اتفاق افتادہ از دست
خط کا یہ جواب آیا بولکھا کبھی پھر خط	کرڈا لون گا اک دم مین ترے آنکے پرے
اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف	امام الدین از ساکنان کا ندہلہ بودہ اور است
اتش دل سے ہوا ہو مجھے یہ ڈر پیدا	کہ مرے سینہ مین ہووے نہ مندر پیدا
اصغر تخلص سید امجد علی اکبر آبادی مہین برادر حکیم محمد میر کہ ازرقاعے مستم حضرت	والد ماجد بودہ از دودمان امجد است از شاہ عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ خلافت یافتہ
بو قح و قار تمام و تورع و تھادت تام زند گانی کردہ از خیالات اوست	
ہوا ہون بسکہ خفا بتوائے چنے سے	لگا ہی لو بنگا مین اس تیغ زن کو سینے سے
اظہر تخلص غلام علی الدین شاہ دغلام حسین مہروری تخلص کہ شاعر پارسی گو بود	از اہالی جان آباد است و نیز اصلاح سخن از میر فرزند علی موزون گرفتہ بہ تعلیم
اطفال میرے برادر است	
رکھتی ہو مری جان کو مضطر پیش دل	د کھلائے گی ہنگامہ محشر پیش دل
اعظم تخلص اعظم خان از مردم دہلی قوم افغان مرے حریف و ظریف بودہ کہ	سخن از شاہ نصیر کردہ آخر ہا این فن را ترک گفتہ بہ کسب علوم پرداخت اور است
اسی مضمون سے معلوم اسکی سردہری ہو	جو اس نے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
در دل از بس طبیعت نے نمان رکھتے ہن	شیخ آسا بض زیر استخوان رکھتے ہن ہم
افسوس تخلص میر شیر علی فرزند میر علی مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب	قاسم خان عالیجاہ از مردم نارفل است سلسلہ نسبش با امام بہام جعفر صادق

علیہ السلام میرے سداشاہد اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام
پرداختہ در ادا اہل حال از متہبان سرکار مرزا جوان بخت بہادر مرحوم بودہ آخر الامر در کلکتہ
بسرکار انگریزی منسلک شدہ خدمت ترجمہ کردن کتب فارسی بزبان ریختہ
بالیشان بودہ اوراست

فصل سے چھٹنے کی امید ہی انہیں افسوس کیا لگھون اُسکون احوال بہ کننا قاصد دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوسے مہر جانے کو گیون نہوا سقد گھنڈا اُس بت پر غرور کو اُس کے اُٹھتے ہی جی پہ آن بنی صورت نے مجھے حق نے دی پری سی کچبات تم سے کر نہیں سکتے ہزار حیف	حصول کیا ہو جو فردہ بہار کا پو بجا یہو اسی کے سبب طاقت تحریر بنیں وہی اشخاص جو بیان آئے تھے سمجھانے کو صبر کی طرح نہیں اس دل نا صبور کو دیکھئے آگے آگے کیا ہووے پر آدمیت نہ دی ذری سی مدت میں تم ملے بھی تو غیر نکلے گھر ملے
---	--

افسر تخلص غلام اشرف آبائش سر خدمت کا کو خانہ بادشاہی بودند از ملازمہ غلام بہانی
اصطفی است بیشتر فکرش مقصور بر برائی بودہ از دست

جب دیکھے ہو میر داغ سیہ اپنی چین پر اکبر تخلص اکبر خان کہیں برادر داعی آتم بہ انہ صفات حسنہ متصف است از کتر ایام غیبتی بغیر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند از دست	آتا ہو اُسے رشک ترے رہے حسین پر اکبر تخلص اکبر خان کہیں برادر داعی آتم بہ انہ صفات حسنہ متصف است از کتر ایام غیبتی بغیر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند از دست
---	---

سوچئے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال خانہ غیر میں گر گئے لگا جی تیرا ہوانہ شوق سے اُس کہے میں گذرا پانا جنون عشق کا در مان نو کسی سے کبھی دیانہ رنج ستم سوز دل سے کام لیا عدم کے ذکر سے دان ہوش جا لیں پائے تیرے قتل کر لاشہ اکبر کو چھپایا گھر میں	حیف چارہ کرے آپ سادانا دل کا ہم کو بھی اور سے آتا ہو لگانا دل کا ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ برا پانا کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا یہ خاک ہونے کا احسان ہو چرخ برا پانا مزاج اُن سے بھی نازک ہو کس قدر اپنا بائے اُس نے مجھے جانے نہ دیا اور کہیں
--	--

ہوں صید دام دیدہ بین صیاد در گذر دوش ملک پہ دیکھ کے نقش شہید عشق اکبر تباہ دیکھ کے دشمن کو ہنس دیا کون رو یا ہر ترے کوچے میں رات ہم تو ہمیں ہے جو خفا ہو تو خوش ہو	غفلت میں وہم جو کہ فریب کہیں ہو چورون کو یہ گمان ہے کہ عرش برین ہو اُس بے وفا کو تجھے محبت کہیں ہو کیون سفیدی اُڑ گئی دیوار کی آئے نہ تھے طلب سے کہ نصرت کیا چلے
الہام تخلص شیخ شرف الدین المعروف بشاہ طراز اہل لکھنؤ است مردوار ستہ بودہ و بعلت درویشے باعتبار سہر نیست گویند کہ بزمہ اساتذہ سعد و بود بفاستی تم کلمہ کرداؤ	
ارمی بیکسی تیرے مستربان ہوں نگہ وہ دشمنہ کہ طعنہ کٹا پر مارے	ہرے وقت میں ایک تو رہ گئی مڑہ وہ تیر کہ خجسہ کو دھار پر مارے
الحکم تخلص محمد علی از تلامذہ شیخ ابراہیم ذوق است مقطعی بدیہی علی سبیل التذکرہ بر زبان راندہ بودند دل قلبیدہ و درین تذکرہ ثبت گردیدہ	
نہ تھا محل اگر اُسکے ناز کا تو پھس	الحکم فریفتہ کیون ایسے ناز میں کے ہوے
الفیت تخلص یکے از باشندگان قصبہ مظفر نگر است و دیگر کیفیتیں معلوم نہ شعرے کہ از و بنظر آمدہ خاصے از کیفیت نبودت قمار	
ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب	سو آج کوچے میں تیرے ہوا بہشت نصیب
الفیت تخلص منگل سین از کاستان عظیم آباد است بحضرت دہلی ہم سیدہ اصلاح سخن از قلندر بخش جرات گرفتہ ازین پیش کہ بر زبان خامہ می گذر دے ترا و د کہ طبع خوشے داشتہ	
ہر قدم پر یان تلک آنے میں ہوسنا تھے	کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر و چار کے
امیر تخلص امیر الدولہ ناصر خان معروف بمرزا منیر پور وزیر الممالک و اب شجاع الدولہ بہادر برادر کتر آصف الدولہ مرحوم است از پیشگاہ خلافت خدمت میر کشتی داشت پیش از قسۃ غلام قادر خان بجان آبا و رنگ مشاعرہ بکاشانہ خود بخیتہ بود انجا صحبت حاضر از اسفرہ چیدی و خوان نعمتہاے گوناگون پیش کشیدے از خیالات نازک است	

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے	لیے تیرا وصلہ دل بھی عجب جیسہ ہے
امیر مخلص نواب علی محمد خان از طائفہ جلیلہ انا غمہ است نسبت کند لقیام الدین علی قائم دار و بیشتر از اہل سخن ذلہ خوار خوان توالش بود نرزم مشاعرہ نے آراست اور است	
اُس تمکا لانداز سے لگ کر کوئی چھنتی ہے آنکھ	کیون نہو سوے تھا منہ وقت رم بچیر کا
بس بن آیا جو تھارے سے چاہو سو کرو	کیا ستم آدمی سہتا نہیں لایاری سے
تیرے کمر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے	لے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے
بے سُرچی ترے رخسار کی ہنگام عتاب	جتنا بگڑی ہی تو اتنا ہی سہو جاتا ہے
امیر مخلص امیر اللہ مردیست از اہل جہان آباد نہایت اہلیت و شکستگے با دوست و رفیق	
رہل ہمارے درست دارد از ملائذہ شاہ نصیر است باداعے انیم گاہ گاہ می خورد	
از کلام دوست	
اس تشنہ گلو یہ ہے پھر اذیکہ تو فاقہ	بے آب ترا خجہ بران نہ ہوا ہو
امین مخلص خواجہ امین الدین از ارباب عظیم آباد است و آنکہ نسبتش بمرشد آباد کردہ	
ازو خطای عظیم آمدہ مرقعات پیشہ درست اندیشہ از تہلک فکر دوست	
خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا	مہ چادر و تہ تاب میں غنچہ ڈھانپ کے نکلا
ہم کو کیا اگر بے آتی ہے	دل وہ غنچہ نہیں کہ و ا ہو گا
ڈرے ترے نالہ بھی نکلتا نہیں لب سے	ظالم ہے ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
مرے ہیں ہم تو اسکے لب ابدار یہ	گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر
بوسہ دیا تھا جی میں جو آوے تو پھیر لو	اتنا خفا ہو کس لیے اس خاک ار پر
یہ نہیں جو ہر نمایان تیغ تیز یار یہ	کھد رہا ہے نام مقبولن کا اس تلوار پر
دل خیال زلف میں بوجاب بے آرام ہے	رات ہوتی ہے آئین بجا رہی ہر ایک تار پر
دل تو کیا ہے کہین جو آنے یار	جان آگے نکال رکھتے ہیں
مجھے بے چین رکھتا ہے دل نگاہ یوں	وہ سوئے کس طرح جسکے ہے بیابان یوں
ہم آنے کو مانع نہیں غیر کے	پرانا ہے خلوت میں مہر دم نہ ہو

امین کی غذا اب رہی ہو یہی جلوہ تیرے حسن کا کہاں ہے دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہیں کس سے تشبیہ دین بھلا تجھ کو	الہی یہ خون جگر کم یہ ہو یون کہنے کو آفتاب ہاں ہے عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی بھر کی جب رات ایسی بے قراری میں کٹی ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے
امین تخلص امین الدین خان نام خلعت قاضی و حید الدین خان مریدت صلاحیت شمار گزیدہ اطوار بعد نجیب الدولہ نواب نجیب خان مغفور منصب قضاے دہلی با والدش بودہ گویند کہ اشعار دلپذیر بسیار دارد و مارا انچه بدست آمدہ این بیت است کہ در حضرت اخلاص روحانی گذرانیدہ	
کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے	ہر صدے یا میں جسکے سوطر ح کا نام ہے
امین تخلص محمد سہیل ابتداء تخلص ابو حسی بودہ وجہ این تغییر و تبدیل پیدائست فی الجملہ جوان فرخندہ بود شرافت نسب داشتہ از دست	
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمد	کھڑا نظر آ جائے لب بام کسی کا
امین تخلص ناش میر محمد ازاہل بنارس سیدیت پاک نژاد اور است	
جی سے کہد کہ آہ سرد کے ساتھ	ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نہ سکے
امانی تخلص میرامانی شاہجہان آبادی فرزند خواجہ آثمی طریقہ امتناعشریہ داشت فائق در سالہ ہجری اتفاق افتاد این اشعار از افکار دوست	
گھرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جیکا سینے میں جدم رو ہو بھونک دیا آہ خرو سنگ میں کیا کیونکر ان کو رام کریں نامہ بر کیو زبانی کہ ترستے تھے بن	اے نالہ دل وقت ہے فریادرسی کا ٹنگ دل سے خبر دار کہ یہ گھر کسی کا توں کے دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں شمع شب دیکھ مجھے صبح تلک روئی تھی
امانی تخلص نامہ اسلم شخص بود از مردم شاہجہان آباد این بیت بنامش ملاحظہ شدہ ثبت افتاد	
کس کے یہ خار مرگان دل میں کھٹک ہی ہیں	جو چشم سے لہو کے قطر ٹپک رہے ہیں

امجد مخلص مولوی امجد خلیف ارشد مولوی ارشد مرقعات پیشہ بود پدر مولوی عبدالرحمن است کہ از مخلص احباب فقیر است اوراست	
جس گوی آلود کجیون ہون بین جون قطرہ شک	اپنی نظرون سے بھی امجد میں گرجا تار ہون
امجد مخلص روشن بیگ نام امین برادر حمید الدولہ منصرم کار سرکار ولیعہد شاہ گرو شاہ نصیر وازل علمنی بہرہ بود نو جوان مراد اوراست	
جہان زنجیر ہم سنتہ بین منکول اہول لیتہ بین	تری زلفون کے سودہ بین یہ سودا ہول لیتہ بین
جی دھڑکتا تھا کہ پیچھے میں نہ آجائے لچک	ہاتھ سے چھوڑ دیا بین ترا جان کے ہاتھ
امانت مخلص بانٹ رائے نام در در یہ کہ محلہ ایست در جہان آبا و سکن داشت از دست	
تشریف بیان نہ لاؤیر نامہ بر تو بھیجو	ست لو خبہ ہمارے اپنی خبہ تو بھیجو
الوزر مخلص لی مجر خان از مشلخ زاوگا نست آبایش دار و غنہ عدالت شاہی بود نذر شعر حقیتہ فارسی لب یکشا اوراست	
ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی	قصد پر واز میں بین بلبیل تصویر کے پر
ہوا اشک خونین بہا گریبان	رگ گل بنے تار تار گریبان
آتمطار مخلص نامش معلوم حقیر گذشتہ از معاصرین فغانی آبر و است اوراست	
جو بین بہار گل کے قفس میں خبہ گرمی	بلبل پس من کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کچھ قفس میں جل کے بناتا ہوں آشیان	سیر حمن کی دل سے ہوس اس قدر گئی
امیس مخلص امیر الدولہ قوازش خان شاگرد میر نظام الدین ممنون ہمشیرہ زاوہ شاہ ہوا زجا مروجہ است کہ در زمان سلطنت حضرت شاء عالم بادشاہ باوج و جاہ تمام صدقین و سادہ خدمت مختاری بودہ خودش نیز باین منصب جلیلہ سر نہار ماندہ بار اتم الحروف طریق تعارف سلوک است اما گاہے حکایت شعری بھی بیان نیا دہ بزعم فقیر اکنون بدین فن التفاتے نذا ردوسہ بیت در تذکرہ بنامش ملاحظہ شد ثبت قناد	
پر کالہ آفت تھا وہ رخسار تیسراہ	چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنی چرخ خبردار رہ کہ آج	ارکتے سرشک دیدہ طوفان نشان نہیں
انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان سلسلہ نسبش بمیر میران نعمت الائی کہ با سلاطین کصفویہ قرابت داشتہ میرسد از امرای عهد محمد شاہ باو شاہ است از بسک بزرگے ایشان در توایخ مضبوط و مسطورہ برالسندہ و افواہ مشہور و مذکور داسے از ایراد بے نیاز است از تاج طبع پاکیزہ دست	ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تکمنت نفس میری دیکھ کے مقتل میں یوں کہنے لگے شکر ہے تڑپے نہ زیر خبر جلاوہم کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے بھائی ہوئی
الانشاء تخلص میر انشاء اللہ خان خلیفہ حکیم میر انشاء اللہ خان مقصد تخلص مخفی الاصل مرشد آباد مولد است از مقربان خدمت وزیر الملک نواب سعادت علی خان بہادر بود لحجی در فنون رسمہ ہمارے داشت و در ہر فن کوس لمن الملک بے آوازہ تمام می نواخت بر موز و نان معاصر از اعتراضات و مطاعن قافیہ تنگ نمودے دیوانے دارد مشتمل بر اصناف سخن و ہج صنف را بطریقت کمراسمہ شعرا نہ گفتہ اما در شونے طبع و جوہر ذہن او سخن نیست مرگ اور ابست سال سپری شدہ دیوانش بنظر سید داین ابیات ازان انتخاب گردید و بیت اول نہایت و پذیرا راقم است والحق بقایا بلند رہتہ واقع شدہ	اوس سے خلوت کی ٹھہ جاتی تو میں اللہ سے جس وقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی اس وقت چلے تھے حرم کو رہ میں ہوے اک صنم پہ عاشق آنخوڑے برف کے انشا کو بیچھے آپ نے گرچہ نے پیئے سے کی تو بہ ہے میں نے ساتی امرد ہوئے ہیں اُس کے خریدار چار پانچ گلبرگ ترسمجھ کے لگا بیٹھی ایک چو پنج را تون کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا سُنتے ہی ترانام زلیخا کو غمش آیا ہوا ثواب حاصل یہ لیا عذاب اولٹا اس کے یہ معنے کہ لو نقشہ تھا را جم گیا بھول جاتا ہوں بولے تیری مدارت کے وقت دے اور ایسے حق تجھے غیبا چار پانچ بلبل ہمارے زخم جگر کے کھر نڈپ کر شونخی میں دھرو پاؤن نہ اندازے سے باہر	

فعل بدلوں سے ہوں لعنت کرین شیطان پر
 دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہیں
 تجھے اُکھیلیاں سو بھی ہیں ہم بڑا تجھے ہیں
 زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ دلی نہیں
 کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدر میں نہیں
 بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
 کبھی بلبل کے فرشتوں کو بھی جو یاد نہو
 گر قصد بوسہ ہوئے تو گرداؤ سے پاؤں باز نہو
 چلو پھر کہے ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہی
 تپہ یہ مجھے پوچھنا تپہ ہو کیوں او اس سے
 کہ نظر بھر کے تجھے دیکھیں تو بدنامی ہے
 ابو عمر اور بھی قصیدہ کرینگے
 مخماتین خوب سی کین خوب سے انعام لے
 میری طرف کو دیکھو میں ناز میں سہی
 میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ دیکھے
 میں جو نہتا ہوں میرا ہی حوصلہ ہی
 کہنے لگا کہ انتا اس کا یہی صلہ ہی
 دو چار بوندوں میں ہوا سرد ہو گئی

کیا ہنسی آتی ہو مجھ کو حضرت انسان پر
 کہ تو اسی چرخ بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی
 پنج پیر غمگست باد ہمارے راہ لگ اپنی
 گریا رے بلائے تو پھر کیوں نہ تھے
 دل کو لے بھاگے کہ ہر ہاتھ سے تیرا تشا
 چھڑے گا تو مزاج ہے کہو اور سنو
 ہو جو انشا کو اجازت تو بھرے بھرنا لہ
 بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باز نہو
 چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے
 غیر کے اک اشارے براٹھ گئی میری پاس سے
 سچ یہ آفت تری یہ دھج یہ خوش اندامی ہی
 غصے میں ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا
 گالیاں سیکڑوں دین پاؤں جو دا بے ہم نے
 گرناز میں کی کہنے سے مانا بڑا ہو کچھ
 کی میں نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی
 صاحب کے ہرزہ میں سے ہر ایک کو گلہ ہی
 دین گالیاں ہزار دن میں مطلع اس غل کا
 رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ہو گئی

اولیٰ تخلص شاہ محی الدین از مشائخ زادگان برائی است خجست بدکن کشیدہ اور است

باغ میں گلزار ہو فضل بہار ہو نہ ہو

او با سن تخلص شیخ امیر الزمان از شیخ زادگان لکھنؤ است شاگرد غلام بہدائی مصحفی نوہ

این بیت از بدست آمدہ

دل و دیدہ اپنی جو یا رنجی سودہ دروغم پختہ پائی

ہمیں جسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئی

ایمان تخلص شیر محمد خان از مردم حیدر آباد است گویند کہ در انجا علم استاد سی
سے افراخت اور است

رواہے کون سے مشربین یہ او عشق منصف
دل پر دیز خوش ہو خاطر فرہاد مخزون ہو
ٹپک پڑتا ہو خون دل مری ایمان بکھونے
و گلگون کا جس دم نرمین ساغر جھلکتا ہو

حرف الباء الموحدة

بجو تخلص شخصی است کہ جابریش بر گرد اور این سفینہ پیدا نیست درست
مانند اشک دامن دولت بچھوڑین گئے
سو دلتین اٹھا کے ہم آخر بیکر گئے
تم نے نہ اپنا بھیدت یا تو کیسا ہوا
واغون سے دل کو باغ نایا تو کیسا ہوا
اُس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جایگی

برشتہ تخلص مشرف نام از شاگردان بھورے خان آشفقہ است اور است
رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اُس نے شکستہ حال ہمیں
برکت تخلص برکت اللہ خان از مردم کوتا ناہ است گویند کہ بیشتر پیار سے

زبان تکلمے کرو اور است

جلا یان تک تب غم دل غمناک سینہ میں
اگر ڈھونڈئے کوئی دل کو تو پاؤ خواک سینہ میں
برکت تخلص برکت علی خان از ابالے خیر آباد است بسبب تقرب خدمت نصیر الدولہ
جنرل اخمت دلوئے ناظم دہلی مرجع و ماب اکابر دہلی بودہ یکجہ رہ نخواستے
راجہ ٹیالہ بوقعتہ دلخواہ فلک نشین ماندہ الغرض تمامہ عمر غم اختر کیوان رستہ
آخر از گردش گردون گردان بہنگامیکہ در وطن روز را بشب می آورد بخم
عمرش راجع السیر شد امروز سال وفاتش ہم شمارہ سیارہ است چون عطارد
خداوند عقل و ہمت بودہ با سخن شوئے تمام داشتی و نیکو گفتے لباطلا مشاعرہ کرتے
خلاصہ افکارش این است

ہشکون کو بہا دیدہ گریان سمجھ کر
گھبراے نہ عالم کہیں طوفان سمجھ کر
موسم گل ہے نفس ہی میں ہو جان ہوا
ست نسیم سحری مرغ گر قمار سے مل

<p>ہوئے آسیب نہ اُس کو کہیں دلگیر نہ دل بیتاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی غم اوٹھا نامری اس دل کا ٹھکانے لگجائے مٹی نہ سوزش دل اشک کے بہانے سے بھکڑا رکا رکھا سا جو پایا تو یوں کہا خط کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئی تصویر میں ترے گر کوئی چھپے ہو تو کہتا ہوں</p>	<p>نالہ شب بین الہی مرے تاشیر نہ مجھے سمجھائے کوئی یا اُسے سمجھائے کوئی ایک دم کے بھی لیے پاس جو بٹھلائے کوئی یہ آگ وہ مہر کبھی نہیں بجھانے سے پائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسمیت ذرا دم کو کوئی آیا ہوا جا تا ہر قابو سے</p>
<p>پروانہ تخلص محمد یک نام از موزونان خیر آباد است مطلق از دیدہ شد و بہت علم آید</p>	
<p>قتل کرمان مت کسو کی قسم</p>	<p>بجھے قاتل مرے لہو کی قسم</p>
<p>پروانہ تخلص راجہ صوبت سنگھ ابن راجہ بیسی بہادر است کہ از اعظم اراکین زیر الملائک شجاع الدولہ بہادر بود جوان خرم و شگفتہ خوش مثال پر کجیاں جانی جنوں زدہ او بود از شاگردان سرب سنگھ دیوانہ اُس میداندا خیالات است</p>	<p>لیم آہ نے شاید کسی کے کی تاشیر بہر از رخت تخلص حسین بخش از بزازان اکبر آباد است از فکر است</p>
<p>امون ہون جس سے میں آنکھوں والا وہ یہ کہتا ہے</p>	<p>بجھے ناحق ہو دوڑا تے نہ آئینے نہ جائینگے</p>
<p>بسم تخلص سید جبار علی از باشندگان چنار گڑھ مروج سلیم الطبع بودہ لیسر کار راجہ</p>	<p>بنارس علامہ دانشمند از خیالات از دست</p>
<p>یاد آگئی مشت خاک اپنی</p>	<p>اُڑتے جو کہیں غبار دیکھا</p>
<p>دل خس و خاشاک کی صورت اُکھتا ہی رہا</p>	<p>گوسدا دامن کو اپنے وہ جھٹکتا ہی رہا</p>
<p>ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا</p>	<p>انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا</p>
<p>نسیب ہی ہی یاد ذکر تیرا ہی ہر آن ہی</p>	<p>گو یا کہ اس لیے مرے صفحہ میں زبان ہی</p>
<p>بیشیر تخلص میر بشارت علی از مردم دہلی است بہ لکھنؤ رفتہ حسین باز گشت</p>	

در عرض راہ وفات یافت شاگرد میر تقی ام الدین مسنون است از دوست
 دل بیتاب بچم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
 یارب نہ کھلے زلف گرہ گیسہ کسی کی
 وابستہ ہوان خاطر دلیکسہ کسی کی

لقا مخلص شیخ محمد لقار اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس صلہ ش از اکبر آباد
 منشا راکن لکھنؤ خاطر ظرافت پسند داشت بل از ظرافت در گوشہ سر بہ ہیا
 کشیدہ مشربیک دورہ تیر و شود و با اینان بیشتر طرف شدہ و ہجو با گفتہ بود
 مراتب نظم طبعی شکستہ وز نگین و طرزی با مزہ و شیرین داشتہ کثیر لقمہ
 بار سے ہم کام و زبان را حلاوت آگین نے نمودہ بیار سے شاگرد مرزا فاخر مین نور
 رختہ از تلامذہ شاہ حاتم و خواجہ میر درد و غفر اللہ لہا نوشتہ انداز
 لشکر زری نے قلم اوست

دست ناصح جو مری جیب کو یک بار لگا
 یار کو پوچھی خبر نالہ تنہائی کی
 آہیں افلاک میں مل جاتی ہین
 سانی کو دو نوید ہب رانی باغ میں
 دیکھ آئینہ جو کہت ہے کہ اللہ روی میں
 اے عشق تو ہر چند مراد دشمن جان ہو
 تو نے اس طرح سے اے چرخ گرایا ہم کو
 گر قتل کیا البتہ کو خوبان
 پہن ان ہی بھلا ہے خون عاشق
 رخ اس کا صفائی ترے لمبے کی نہ لے
 اہ کی برق جو سینے میں جیسے دیکھی
 عشق میں ہو جو کبھی یابی کی
 دل سے بھلے کہیں پاؤسی قاتل کی ہوں

پیاروں ایسا کہ چھڑاں میں نہ رہتا لگا
 مدحی کون کھڑا تھا پس دیوار لگا
 مختلین حناک میں مل جاتی ہین
 سودے لے پھر خلل سا کیا ہو داغ میں
 اسکا میں چاہنے والا ہوں بقاواہ رے میں
 مرنے کا نہیں نام کا میں اپنے بقا ہوں
 کہ سوے پر بھی کسی نے نہ اٹھایا ہم کو
 اس بات کو منہ سے مست کا لو
 جانے دو اب اس پہ خاک ڈالو
 خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھالے
 طفل اشک آن چھپے دامن مرغا کئے تلے
 عاشقی جس نے کی حسد الی کی
 کاش وہ خون کو مرے رنگ حنائی جاوے

یادین تڑپے دل اُس ابرو سے خمار کی کیا خط تجھے لکھتے حرکت ہاتھ سے گم ہو	آج کچھ ناخن بدلے آہ اس ہمار کی خامہ بھی مرے ہاتھ میں انگشت ششم کی
بہادر قلعہ راجہ جیسی بہادر ازرا جگان کہ ذکرش بالاکزشت از دست	بہادر قلعہ راجہ جیسی بہادر ازرا جگان کہ ذکرش بالاکزشت از دست
سیاہی سوئی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامہ کنہ سے حیر کی بونہ گئی
بیتاب قلعہ شخصہ ارشاد گردان شاہ حاکم بودہ اور است	بیتاب قلعہ شخصہ ارشاد گردان شاہ حاکم بودہ اور است
بیتاب بھی کیا جو ان تھامے ماسے	ہو خانہ خراب اس جہل کا
بیتاب قلعہ خداوردے خان برادرین سعادت یار خان رنگین است از میر	نظام الدین ممنون با صلح سخن برداختہ از دست
مچھ سے وہ ہر دم کے ہر اپنا تخر و پھیک	قتل کئے تجھ کو جی چاہے جو اکشد و پھیک
بیتاب قلعہ سیدوک رام نام کے بعرصہ اندہ جزاین ما جہش مذکور شعری از	دور تذکرہ منظر رسیدت گردید
محبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا اسی کشیدیں این	کہ خوبان یون ہیں وہ کہ دین ہم نکو طرح چاہیں
بیتاب قلعہ ازہش آگاہی ہمارم کیے از پیشانیان بودہ اور است	بیتاب قلعہ ازہش آگاہی ہمارم کیے از پیشانیان بودہ اور است
گلرخون کے گلے میں اسے بیتاب	خاکبیا ہو گلال کے مانند
بیتاب قلعہ عباس علی خان بن قواب عبد اللہ خان ہن نواب غلام محمد خان بن قواب فیض اللہ خان مرحوم والی رام پور جو انیسٹ نیکو منتظر زیا شاملی جذب الاحلاق پاکیزہ سرشت ظاہر شہنشاہی باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ مدتے در لکھنؤ گذرانہ اکنون چند سالست کہ مایہ نازش جہان آباد ارم تزیین است د باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والا نشان مومن خان است	بیتاب قلعہ عباس علی خان بن قواب عبد اللہ خان ہن نواب غلام محمد خان بن قواب فیض اللہ خان مرحوم والی رام پور جو انیسٹ نیکو منتظر زیا شاملی جذب الاحلاق پاکیزہ سرشت ظاہر شہنشاہی باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ مدتے در لکھنؤ گذرانہ اکنون چند سالست کہ مایہ نازش جہان آباد ارم تزیین است د باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والا نشان مومن خان است
این ابیات از دست	این ابیات از دست
بجایا اپنے زہن قتل کا ایسا ہم کو و اد سے روز جزا کی بھی رہو گناہ و دم	بعد مردن بھی رہی مرنے کی تمنا ہم کو یہ نظر آئے ہی طول شب بھران مجھ کو

<p>بیتاب غم بھی کھانے میں اب کچھ مزہ نہیں میں نے کہا تھام سے اٹھا بیٹھے مر کے ہاتھ شب وصال میں اپنی ہی دعا ہو گی دیوانے ترے دشت کو آباد کرین گے</p>	<p>سید ہوا رقیب کا غم دل میں اندون آنکھ فریب بکھانے کیا اس نے جھکو قتل سحر نہ دیکھتی ہم کو نصیب سویا رب اب کوئی کہاں جائے کہ گرہ سے ہی کثرت</p>
<p>علما کا تخلص میر نجف علی نژادش از عرب است و وی در قصہ کول متولد شدہ از اولاد امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام بودہ از شاگردان مصحفی است و دفن طہ ہمارتی داشتہ برہلی آمدہ از دست</p>	
<p>روز کے انتظار نے مارا سو سو جگہ سے اٹھ کے اپنا مکان بدلا اس کا جس کو چے سے گزارا ہوا گلیو مشن کر نفس کو مرے نوہا میں</p>	<p>ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے مجلس میں اس کی پہننے نعمت کے ڈر کے مارے داد خواہوں سے بھر گئے رستے عباد دیہوں پر دل داغدار میں</p>
<p>سبحان تخلص شبیر سنگھ رائے است از مردم دہلی از کلام ادست +</p>	
<p>جب کہیں آہ ہاری میں اثر ہو دیگا</p>	<p>آسمان گر ٹریکے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر</p>
<p>بیخود تخلص نرائن داس در دہلی ہندو لے بود سفیجہ پر داز از ملائذہ خواجہ میر درد اور است</p>	
<p>ایسا یا ہیہ اعجاز مغان نے آب آتش کا</p>	<p>گلگون کو چشم کیم سے تو مت دیکھا عزا ہو</p>
<p>بیخواب - احقر از انعام دیباچیش اطلاع نیست شاعری بودہ از دست</p>	
<p>رو ٹھننے کا بھی ایک بہانا تھا</p>	<p>معاذ تجھ کو یا نہ آنا تھا</p>
<p>سید ار تخلص میر محمد علی شش از دہلی زمان بسر برد این دیار در عرب سرائے کس پر کردہ از جہان آباد جانب جنوب است اقامت داشت باز ہم کہر آباد نقل کردہ طرح سکون انداخت و ہمد را بخار و ج پاکش جسد عنصر سے را خیر باد گفت از شاگردان مرتضیٰ قلی بیگ فراق شمر دہ میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نمودہ خستہ خلافت در بر کردہ سبقتی درست و ہشتہ مدتہا بر مشرق</p>	

سخن بودہ ہمارے شایان بدست آوردہ صاحب دیوان است این سخا از ان تعالی یافت

نا توانی سے مری دیکھو اے دست جن
بھرا نہ مثل نگیں زخم یہ مرے دل کا
بیدار راہ عشق کسی سے نہ ملے ہوئی
کروں ہوں شاد دل اپنا ترے تصور سے
ترے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
ہو گیا کرتے ہی تیری چشم سے دہن کی یا
عکس اُس کا پڑا جو دریا میں
واہ واہ اے دلبر کج فہم یو نہیں جا رہے
یچونک دی یہ آگ کس کے حسن بزم فرودنی
رکھتا ہے تو جس جا قدم ہوتا ہے لوہو کا نشان
تھایا ہی زور تری زلف دلاؤیز کا بس
نی پر پرواز ہے بیدار و فصل بہار
فترک سے باز نہ خواہ مت باز نہ
دامن کو ترے نہ ہو نیچے اب تک
جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں
خیرت رہیں شراب کرتا ہوں
ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں
جو ہم کلام اس لب جان بخش سے جئے
بیان بوجی آنکے ٹھہرا ہی لیون پر اپنا
کمان ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو
آج لگتی ہے کچھ بے دل خالی
ہو زمانے سے جدا روز و شب ہو خشکان

رہ گیا ہوں کوئی تار گریبان میں چھپا
کہ تا ہمیشہ ہے نام میرے قاتل کا
صحرا میں قیس کوہ میں فرما درہ گیا
اگر یہ غسل نہوتا تو کیا کیا کرتا
گل جہد ہر وجہ از گس بہا جدا
اشک تھا بیدار یہ یا آگ کا پر کا ل تھا
آب حیرت زدہ ہو بہ نہ سکا
ہم سے ہونا آشنا غیر دن سی ہونا آشنا
اور ہی کچھ سوختن ہر شمع و چرا نہ میں آج
پامال کرتا ہے کوئی خون شہیدان ہفتہ
خیم ہوئی لاکھ تاباں گرفتاری دل
کس توقع تیرے ہووین اب آزاد ہم
اب تیرے شکار ہو گئے ہم
ہر چند غبار ہو گئے ہم
بلے ظالم تیری لے پروا میں
دل زار ہر گلاب کرتا ہوں
ور نہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
کس سے اُنھیں دماغ کہ پھر گفتگو کریں
آہ کیا جانیں دہان اُسکو خبری کہ نہیں
کہ سر دھرے مرے زانو پہ بار سونا ہو
کون سینے سے لے گیا دل کو
شام کہتے ہو جسے ہے محبت پروانہ

دیکھ اوس گیسوئے شکنیں کی ادائیں شانہ
شکوہ کم نکلی آنکھوں سے اس کی نگر
آئندہ دیکھ تو اس منہ سے تجھے اے طوطی
خواب میں ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
بیدار کیونکر آتش دل اشک سے تجھے
زاہد اس راہ نہ آست ہن میخوار کئی
جام و مینای مے و مطرب و سانی ہمراہ
رہا جو چاہیے بیدار سو اس سے معلوم
نکلی تیری سرکشی ظالم

دو دن ہاتھوں سے یہ لیتا ہر لمائیں شانہ
لفٹو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ
دعوے ہم سخی اس لب و گفتار کیسا تھ
اس تمنائیں کئی دن ہوئے سوتے سوتے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے
اجھی یاں چھین لئے جبہ و دستار کئی
اس سر انجام سے بیدار کمان جاتا ہر
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہر
ہم نے ہر چند جبہ سائی کی

بیان مخلص خواجہ حسن اللہ دہوی نثر اوست از تلامذہ مرزا جان جہان منظر
علیہ رحمۃ اللہ الاکبر بودہ بیعت طریقت بخدمت مولانا فخر الدین قدس اللہ سرہ نمودہ
آخر لایام بعید را با درفت و ازان جا را سے عدم آبا و گشت حدیثش شیریں دلا دینر
سختش نکمیں و شور انگیز از شیوایی اوست

فقس میں بین رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا
کہتا نہیں میں عرش پر امی نالہ جا پہنچ
باتوں میں آہ کس نے لگایا اسے بیان
ہو و یگا ذوق حسرت ویدار میں غفل
کافر ہوں جو زیادہ کچھ اس سے آرزو
جا دو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
مست آیا اے وعدہ فراموش تو اب بھی
بیان کون ہو اب ملک پوچھتے ہو
وصل کی شب کا ہجر کیا کہوں تجھے تہنیں

تڑپتا ہوں بھگتا ہوں کوئی پرو نہیں کرتا
کاؤن ملک تو اسکے تو امی نارسا پہنچ
رکھتا تھا کان ملک مری فریاد کیطرت
شیریں گزر نکمچو منہ ہاؤ کی طرف
ایک بے قفل مکان ہو پس میں ہوں اد تو ہو
ظالم یہ تری نگاہ کیسا تھی
جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی
تفاؤل کے قربان تجاہل کے صدمے
شام سے لیکے صبح تک دہی نہیں نہیں ہی

پیام مخلص شرف الدین علیخان اکبر آبادی از مشاہیر شعرائے فارسی است گاہی بجزئی نہیں مکر اور است

دلی کے بجلاہ لڑکون نے
ایک عاشقِ نغمہ سنین آنا
کامِ عشاق کا تمام کیا
لوٹی والون نے قتلِ عام کیا

حرف التاء فوقاے

تاجانِ محض میر عبدالحی نام خمیرِ یکیش از بہنِ خاکِ جہان آباد بودہ سلسلہ
نیشِ بھضت علی موسے رضا علیہ السلام میرسد با حسن یوسف اندودہ لیتولی
داشته و با جمالِ خورشیدے داغِ حسرت وصالِ مرخان بر دل
گذاشتی نہ بہنِ میرزا منظر را از دل گرمی شوقش تنورِ سینہ زمانہ زنِ بل شعلہ عشق
جہان سوزش یا عث گرمی ہنگامہ منہ یاد بہر کو و بر زنِ نالہ کہ موزون میگرد
چلویش سودا میرسانید و بہ نسبت شاگردیش چمن چمن بر خویشتن می بالید بغضوان چکا
از جہان گذران در گذشتہ داغِ حسرت بچکر عاشقانِ گذشتہ آزاد مردے بود
چون روے خویش طبع خوشے داشت صاحبِ دیوان است و این شہا
آفتاب آن است

او طراوے صبا خاکِ میری اگر تو
تو دیکھ مجھ کو نزعِ مین مت کر ٹھہ کر میرے بعد
کا کل کی طح کیون نہ پریشان مجھے کرے
پناہی خاک بھی تاجان کی ہم نے انی ظالم
دیتا نہیں ہر سانی اس ابر میں پیا لہ
ہر سوز عشقِ مجہن بہان تک کہ بعد مرگ
کس کس طرح کی دل میں گذرتی ہیں جہنم
حرم کو چھوڑ رہوں کیون نہ بتکہہ میں شیخ
گل زمین سے جو نکلتے ہیں برنگِ شعلہ
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تاجان
تو کو چے مین اس بیوفا کے ہی لجا
مجھے بہت بہن ایک ہو گا تو کیا ہوا
تو جانتا ہے دامِ مین میرے یہ آچکا
وہ ایک دم ہر ترے روبرو ہوا سو ہوا
آتا ہی مجھ کو تاجان بے اختیار ردنا
پر وازہ مرغِ روح ہو شمعِ مزار کا
ہو غسل سے زیادہ مزا انتظار کا
کہ یاں ہر ایک کو ہر مرتبہ خدائی کا
کون جان سوختہ جلتا ہی رہے خاکِ ہنوز
کیا مرے ہجر میں جیتا ہی رہے غمناک ہنوز

<p>کہ کہلاتا ہی پیغمبر کا اسی تابان خدا عاشق لاتا ہے خاں قبر پر میری بجائے گل ایک دن بھی نہ آیا روتے ہی ٹپٹپ ٹپٹ ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں طوق ہی میرے گلے میں یہ گریبان تو نہیں جو جانتا ہوں اسے آگاہ کیا کروں گل بھی مرے مزار پر گل کر گلاب ہو آہ اس بات میں میری بھی تو رسوائی ہی اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہی مجھے بات کر نیکی طاقت کمان ہی کب آئیں گی یارب قیامت کمان ہی پڑی ہو دھوم تابان اہ طرح کو یا بسنت لے</p>	<p>یہ زراہد بے خبر کیوں عاشقوں پر جن کرتے ہیں آتا ہی فاتحہ کو وہ گلہ و رقیب ساتھ کہتے ہیں اثر بیگماروں نے میں یہ ہیں باتیں غم و وصل میں ہی جگر کا بھران میں وصل کا ہاتھ بیفائدہ زندان میں نہ دوڑا لے جنوں انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کسے یاں تک تش ہی عشق کی محبین کو بعد مرگ کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہر جانی ہی ظالم و فاکا میری جولیست ہی تو حساب بیان کیا کروں ناقوانی میں اپنی کروں دعوے خون میں قاتل سے اپنے ہمارے اس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس میں</p>
--	---

تاب گلشن متاب راے نام غلامش از کشمیر مولود و منشا لیس بہمن معمرہ و پسندیر
این ابیات نامش مشہور است

<p>لو کا ہیکو بختی مری اے فتنہ گریسی یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی</p>	<p>خبر ہوتی ہمیشہ سے تھاری اگر ایسی یا تنگ نہ کرنا صبح ناوان مجھے اتنا</p>
---	--

پیش خلیص مرزا محمد تمغیل المعروف بمرزا خان فرزند مرزا یوسف بیگ بخاری
الاصل است ولادتش در شاہجہان آباد اتفاق افتادہ سکہ نسب ابوسعید جلال بخاری
مستفی میشود از تلامذہ خواجہ میر درد است در سنسکرت فی الجملہ دہارتی داشتہ صاحب داب
و اخلاق بودہ باضلاع شرقی رفتہ نام آور شدہ اور است

<p>کیا ہوا اگر مرے بھی لگ جاؤ پھر گلے تم پر خدا جانے ہمیں دم کا بھر و سا کچھ نہیں لائی ہی ہمیں دامن تقدیر جاری</p>	<p>آگے تو ہو کہیں سے آخر بلے دے لے تم تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں نہیں کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد</p>
--	--

کس کی طرف سے آج تپش تجھ کو یاں ہو زہین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہوتا تھا ناشکل ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم کتنے نکلے جو بہن بستی پوشش کہتے ہیں آنکے مجھے نہیں سنس ہو مبارک نہیں جنوں تپش	سچ کہہ جا رہے سر کی قسم کیون اور اس ہو بھلے وہ لوگ ہیں خلیے تینیں دل تمام آہا ہو سیر میں ہر ہر اک تاشانی جی میں ٹھٹھے جی جن کے رعنائی دیکھ کر میری ناشکیبائی پھر نہی رت نہی بہا رانی
--	---

تجلی تخلص میر محمد حسین امشتہر بجای دلہر میر محمد حسن کلیم خواہر زادہ میر تقی میر
در بانع بیگم واقع جانندی جو ک مسکنت داشت جوان حسد م او خندان و ظریف و
مکتہ دان بودہ ثنوی لیلے و محبوبون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ
میراے دل نشد اور است

میری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم آنکھیں خدانے دیکھنے کو دی ہیں میری جان یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی تجلی نے عشق میں کرے ہیں بدنام تجلی کو عبت تو دامن آگیا جو میں روز حساب میں لوگ اُس کی تو خفاؤں کی خبر رکھتے نہیں حال تیرا اُن سے کیا کتنا تجلی میں بھلا جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی وہ اب تو ہمیں بھول گئے ہیں یہ تجلی	یہ سیر یہ تیج ہو لے اب تو اعتبار آیا دیکھا تیری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا کفن میں کھول دین آنکھیں سنا جو یا ر آیا وہ بجا را بھی اُس کو چھین آیا نہ گیا کنے لگے ٹھاؤ اسے آختاب میں بیوف مجھ کو ہی کم لٹنے سے ٹھرانے لگے وہ تو تیرے نام ہی کو سنے شرانے لگے لٹنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی جب ہم نہیں ہو سینگے بہت یاد کریں گے
--	--

تجلی تخلص شاہ تجلی درویشی است از حیدر آباد از کلام اوست

داسن کا عکس کس کے چڑا کر آج تک تجمل تخلص محمد عظیم از شاگردان قلندر بخش جرات است از کلام اوست	بھلا را جو سہر دل ب جو یار ہاتھ یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی کمائی کے
--	--

تجمل تخلص شخصہ بودہ از ارباب لکھنؤ از انباش آگهی دست نداده آدمیانہ منیریت لکھنؤ	
از علم بہرہ داشت از دوست	
جس کے گھر لے کے مین یہ دیدہ تربیجہ گیا	اٹھتے اٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیچ گیا
تجمل و تخلص میر عبدالممد نام حقیقت حاشم معلوم نیست این مطلع از دوست	
اُس رخ مین لطفت ہر سو ملک کو خبر نہیں	خوشید کیا ہر اُس کی فلک کو خبر نہیں
تجمل تخلص مصطفیٰ نام منہ زندہ حیات شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہ العزیز	
نبالت کبش از شہرت محتاج شہج و بیان نیست عہم بزرگوارش جناب	
مستطاب مولانا عبد العزیز طاب ثراہ لبفون شتی یکتای زمان و حیدر دوران	
بودہ این کس اگر چہ از علم بہرہ ندارد اما بقوائے الولد سرالایہ صاحب اوصاف	
حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است مشورہ سخن از ثناء آمد خان فراق کردہ اور است	
فکر اطفال کو ہر سنگ اٹھالانے کی	آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی
شرقی تخلص مرزا القی خان بہادر از روسائے فیض آباد است دامیر عالی نداد از دوست	
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی خستیار	وہ صنم نام خدا کیا اندازن جو بن یہ ہر
اوس نے تو دکھ یہ دکھا یا ہر کہ جی جانے ہر	پر مرزا میں نے یہ پایا ہر کہ جی جانے ہر
تسلی تخلص ٹیکا رام خلف گوپال رائے بخشی وزیر الممالک صہنش از اناوہ دلاؤش	
در لکھنؤ رودادہ بروشش پسندیدہ و خلق گزیدہ زندگانی میسر کرد و فارسی فخر تلمذ فاخر	
مکین دار و دور بر تختہ مصحفے را از اساتذہ می شمار از دوست	
آنکھیں سحر تک مری در سے لگی رہن	کیا بوجھتے ہو حال شب انتظار کا
گو دل مین خفا ہر تو پر اس بات کو نادان	کہہ بیچھو موت عاشق و لگیہ کے تھو پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے	نہ اندہ آتھان مین کچھ ہے
تسکین تخلص سعادت علی نام یکے از ملاذہ میر فرالدین منت است از دوست	
کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین بایں	خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین
تسکین تخلص میر حسین سائے نسبش بہر حیدر خان قائل وزیر فرخ سیر میر سد	

صاحب منکر بلند و اسلوب گفتار شش و پسند از حضرت مومن خان بدرتی
اشعار پر و خستہ از اجساب رہنم است این اشعار زبده افکار و دست

دیکھو خانہ خرابی غیروان قابض ہوا
ہم کو ہر دام بین لازم ہے چھنسا ناولکا
بے بال و پری کھوتی ہے تو قیرا سیری
ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خبردار
چپ کے چھکو تو جہاں چاہی پھر وہاں ہوگا
اُس در سے نجاؤ نکال کبھی لاکھ کو تم
یا ن آنے سے کس واسطے جلتا ہے ماسے
تم کو بھی تو غیرون سے یہ اخلاص نہیں ہے
گیسا مجنون محل صحر کو یہ دیوانگی دیکھو
وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی
بھول جائیں گے وہ غیار کو مین
کو چہ یار مین مین نے تسکین
خوبصورت نہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
غیرون کو اشارا ہے مرے قتل پہ ناحق
سہل سمجھے ہو اس کا آجانا
اُس گلہ بین اثر دہام غبار کا یاد آگیا
گر مر کے چھٹے دل کی پیش سے تو عزیزو
اس کو مین چھکو جانے سے کرتا ہی منع ہا
اے چشم سر مہکین تری گردش نے کیا کیا
روئے ہے چھکو ڈوبو کر چشم تر کو کیا کہون
دیکھون تو لے ہے جان ملک الموت کسطح

جسکے گھر کو ہم یہ سمجھے تھے کہ اپنا ہو چکا
نیکھے ہن تیری لگا دھڑ سے لگانا دکھا
صیاد کبھی لیکے یہاں دام نہ آیا
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی نہاں ہوگا
دشمن ہی سہی تابع فرمان تھا راز
عاشق تو نہیں ہے کہین دربان تھا راز
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا
فضائے کو جب لیلی کو اس نے تنگ ٹھہرا
تنگی گور سے گھریا د آیا یاد
مر گئے پر بھی اگر یاد آیا یاد
پاؤں رکھا تھا کہ سر یاد آیا
بیچ تو یہ ہے کہ مبرا ہوتا ہے اچھا ہونا
چنبش ابرو تو سر کا ہیکو ہوگا
تم نے تسکین دل کو کیا حانا
دل مین جوش حسرت و یاس تمنا دیکھکر
تا حشر نہ کلین گے کبھی گور سے باہر
ناصح کو کوئی جا کے کرے پاسبان غیر
راحت پذیر تھو ستر آسمان سے ہم
وہی آتا تھا پسند اپنی نظر کو کیا کہون
تم وقت مرگ پاس سے اوجھنا ذرا نہیں

کہ مرے پائون کی زنجیر کسے دیتے ہیں
دل میں روتے ہیں یہ ظاہر میں ہنس دیتے ہیں
پر یہ ممکن نہیں ہر دم پر کبھی سید آؤ نہ
ظالم تو میرے واسطے اندوہ کین نہو
خاک امین دل کی کدورت نے دیا اب مجھے
بات تو کرنے دے اُس سے دل بیتاب مجھے
نہ بے موت کے بھی جہنم نے اسباب مجھے
تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے
یہی جاتا ہے محبت میں تو کیا جاتا ہے
صبر بھی چند ترم تھکے رہا جاتا ہے
جون جون میں اُسکو چھپاؤں وہ نہان ہوتا ہے
ہاتھ اٹھا یا جا رہ ساز تو تم نے کیوں بدبر سے
حال دل کہنے لگے ہم پار کی تصویر سے
اُس نے پہچانا نہ ہکوار تک کی تغیر سے
میرے بچنے کی دعا مانگے ہر
دارش ہیں یہ کیا عاشق مسکین کے تہا سے

زلف پر جو کھو لایا ہے کس نے یارب
ایسی ہی غم کی خاطر کہ مرے حال ہیں
یہ سوچ ہے کہ جو تم چاہو گے کر گذرو گے
مجھ بیکہ کے قتل پہ گر ہی خوشی غم
کر سکے دفن نہ اُس کو میں جوا جواب مجھے
قاصد آیا ہے وہاں سے تو ذرا تھم تو سہی
بچ میں پاس نہ ہے زہر نہ خجرا افسوس
نام تکین وہ مضمون تشن نازبا
کس کو جی جانے سے ناصح تو ڈرا جاتا ہے
دل کے جاتے ہی چلی جان یہ جلدی کن پوچھ
عشق اور حسن میں ہر ربط ستم مجھ پر ہے
وہ مسیحا لب اگر آئے تو جی اوٹھوں بھی
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
چہن سے بیٹھے رہے محفل میں تسکین رات بھر
اب یہ حالت ہے کہ اُن سب درد
کیوں ہڈیوں پر جنگ سگان سر کو ہے

نصرت تخلص سید حیدر حسن خان ساکن قصبہ پنکوڑا اولاد امام زید شید رحمہ اللہ علیہ شاکر
حرکت است اور است

جب تک نہ قسلی کو دل آئے جسگر آئے
بہت گرمیکا ہونا منہ برسنے کی علامت ہے
جون اوٹھا دین کسی بدست کو میخانے سے

رونا کوئی موت کو کرے ہن مری آنکھیں
نصرت گرجو شہ یار کی جھکو رولائے گی
لے گئے ہون ترے کوچے سے تصور کو لوگ

تعلیق تخلص میر سید محمد نسبت تلمذ و غولشی با حکیم میر عزت اللہ خان عشق دار د
کتب درسی خواندہ است بالفعل مدرس مدرسہ انگریزی واقع شاہ جہاں آباد

فقیر اور اتقا ریب دیدہ است گمانم آنکہ درین ایام سری بدین فن نداشتہ باشد اور است
 سامنے دکھیا آتا ہے نقشِ وہ کون | اباری کہہ اجو ہوا خوش دل مخزون تیرا
 تمکین تخلص صلاح الدین آزادانہ زندگی میکر دوا از آمیزش جانیاں کراہتے
 داشت اور است

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجا دکیا | مجھکو دیوانہ کیسا تجھکو پر نزا دکیا
 نمنا تخلص محمد اسحاق خان گویند بسیار عاشق پیشہ ہوو گکا ہش پوسٹ الف ابرود
 عشق خیالش مدام خط سبز نگار شکین موہو سہا ور پر دہ عاشقے مے باخت و صحبت نازنیاں
 سنگدل بسر میساخت الفاظا نو تے طبعش از منبع قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید اطباء
 از وقاع کردند اور انحال شعری گفت کہ بسیار ملائم است دہو ہذا

اپنی تویہ صورت ہے کہ جون بلسل تصویر | پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چین ہے
 جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں | کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے دھت ہے
 تنہا تخلص محمد علی شرازش از شاہنجان آباد دہلی و لشونادر لکھنؤ یافتہ کسب سخن از نظام آباد
 مصحفی کردہ از کلام دوست

تھم کے بوجہ تڑپتے نہیں بسل تیرے | آپ خجہ سے یرہ رہ کے مزایا تے ہیں
 اندرون چاک ہی پیرا ہن گل اتھنہا | ہم کوئی اپنے گریبان کو سلا سکتے ہیں
 غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری | میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری
 حشر میں کس لیے ہم آہ بھٹکتے پھرتے | اپنا منہ ہم سے یہاں گریہ چھپاتا کوئی
 میں جو روٹھا تو منا کر مجھے وہ یوں بولا | کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی

حرف الثانی شلثہ

ثابت تخلص مرزا معز الدین کہیں برادر مرزا حسن نجات بہادر از حافظ عبدالرحمن حسن
 بہ تہذیب سخن پرداختہ از ایشان است

سحر ہونیکے دھڑکے سے ہمارا ہر دین ٹھنڈا | کہ تیرا ہر موٹی کا ہوا ہے سیمن ٹھنڈا ؟

مین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت	کیونکہ محکوم مرا بلق ایام نہ ہو
اس قدر ادب و بیروت مجھ سے استغنا تھے	جان دینی تھی مجھے پر دل نہ دنیا تھا تھے
ثابت مخلص اجا بخان کی از تلامذہ مرزا جو فذوسی مخلص عظیم آبادی است از دست	
وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا	اپنے ہی جی کا زبان اپنے تئیں مسود ہوا
تا قیام مخلص شاہ شمس الدین از پاستا نیا نست بے نیازانہ ز رستی شاہ گرشاہ مبارک	
آبر دست از دست	
مرے ادب نے رکھا مجھ کو یاں تلک محروم	کہ بوقت تل بھی دامن تلک لمونہ اڑا
شرات مخلص سید درویش علی نظر بنامش با مخلص گرویدن لطفی وار در مشورہ	
بود شہرے از دشت نہتاد	
قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کے ہم زور	ثروت نہا ہی بہ اوس آفت پناہ کی
شنا مخلص میرزا الدین عظیم آبادی صلح از کشمیر بہت شاہ گرشاہ مشتاق طلب نوشتہ انداز دست	
چمن ہر خندہ گل ہر می و مینا ہر اور تو ہر	افغان ہر نالہ ہر فریاد ہر زاری ہر ادب ہر
حرفِ کبیم	
جام مخلص کنور سین از مردم بڈھولے است شرف الدین مسرور فرزند غلام محی الدین	
اور از تلامذہ خود نوشتہ اور است	
چڑھی ہر باد کے کھڑے پہ گوسوج ہو لیکن	نہ دعویٰ کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا
جان مخلص جان علی از مردم جہان آباد است با نواب بیرم خان مغفور واسطہ قرابت	
دار و نسبت تلمذ با میر تقی میر آزادانہ بے سبب از دست	
ذکر اس زلف کی درازی کا	صبح سے تابشام ہوتا ہے
جانی مخلص بیگم جان نام اشتہر بہ ہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان مرحوم است	
کہ نسبت زوحیت با نواب آصف الدولہ بہادر داغخت آورده اند و حالیکہ بیگم	

سابق الذکر از کثرت علل و امراض دلریش و خسته خاطر بود ہدم نام خواجہ سرا بہ پیش آمد و بے درہمہ این مطلع بر خواند فرد

کیا پوچھتا ہے ہدم اس جسم ناتوان کی ہر گز میں بیش غم ہو کیسے گمان گمان کی دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی

جذب تخلص میر عزت اللہ خان المعروف بمیر بھکارے از اعزہ بریلی است شخص مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمہ آگاہ دستش در ہر فن درازد عمرش کوتاہ اکثر بلا در ابگام سیاحت پیمودہ و قریب بخارا ہوس سفر کثرت نمودہ اور است

و ان صفائی و خود نائی ہو جان مری جان کی صفائی ہو جو کہ طلقہ بگوش نتھ کے ہن ناگ میں آن کی جان آئی ہے

جراح تخلص غلام ناصر صلیش از کشمیر دوسے درین معمورہ از عدم بوجود آمدہ نظر بہ پیشہ این تخلص پذیرفتہ بود و الحق درین فن دستگاہے نیکو داشتہ گاہ گاہ پیشہ آمدی مرد خوشی بود سالے چند است کہ این جان گذران را پدر و نمود اللہم الحفظ این بیتش جہت ثبت نامش درین عجا کہ بنا چارہ حوالہ تسلیم شد

جراح ثنائے دینی میں مت کر درنگ تو اس واسطے کہ زخم مرے بار گرم ہو

جبرائیل تخلص قلند بخش نام سلسلہ ربش بر ایمان محمد شاہی کہ کہ بدست جلا دان نادرے گرفتار آمد و مردانہ جان داد میر سند و عمل موسیقی لاف نکندہ دانی میزد و میر سیدش ستار نیکو نواز تھے و لختے از احکام سیر انجم نیز شناتھے نیک و بد زمانہ کتر و دیدہ چشم از نظارہ بر بست روی نیکو ان تجربہ نتوانست دید تعجب متہ لقایان و غنمہ ملایان سرے داشت روزگارے از خوان نوال مرزا سلیمان شکوہ بہادر کامیاب و بہرہ مند بود انجا با التشاء مصحف مطا رحہ کردے و بیک ردیف و قولے سخن گفتی امروز مردنش را از زیادہ از بست سال گذشتہ

سخن بمضامین کہ میان عاشق و معشوق می گذرد می رسا داشت و حسرت از شاگردیش ناز با دیوان صغنی مشحون با نواع سخن ترتیب داده چون از اصول قوانین این فن بهره نداشتے لغت خارج از آہنگ می سروده و آوازہ اش کہ چون طبل دور رفتہ از آنست کہ پذیرائی خاطر و گوارائی طبع او باطنش و الواط حرف میزدہ و معہذا بعض ایسا تشبہات خوش ادا و دلربا آمدہ با بجلہ ہر انجہ از دیوانش بطریقہ اہل فن بود انتخاب و درین اوراق ثبت نہتاد

کے بندہ گرا سہلی مدح و عوی ہی خدائی کا
ما تھوں سے جو گیتا تو وہ آنکھوں سے ٹھٹھا
نامہ لے پر ابھی دامن جانے میں تاخیر لگا
دیو اس کی مرے تابوت پہ تصویر لگا
بول اٹھا ہی نفس کا سطر ج کو ٹھٹھا گیا
وہ ہاتھ ہی کہ کسی کے گلے کا ہا رہا
یادہ را تو ن کو سہ ابھیس بد لکرا نا
کانت اثر یہ تری کا نہ نگاہ کا
بسل ہوا ہوں میں کسی بانگی بجاہ کا
وہ آئین مجھ کو دکھانے لگا
خواب میں آنے کی بھی تم نے قسم کھائی کیا
مزا دکھار ہا ہی اندون دیوانہ پن اپنا
پر گلے ہم سے کبھی آکے نہ دلدار لگا
اب ہوا ابھی دعویٰ اسے بکائی کا
تم تو گھر سے گئے یہاں گھر ہی گیا
جا کے دان سے جو نہ آیا نامہ برا چھا ہوا
نہیں چھرا آپ ہی گھبرا ئے گا

محمد ہر بنی مدوح ذات کبر یائی کا
رتبہ گل بازی کا دلا کا شش تو پانا
سنیو شوخی کہ یہ کتا ہر وہ قاصد سے مرے
حسرات انہوہ ہو درکار اگر بعد فنا
نا توانی سے بنایا جب مجھے صبا و نے
لگاؤں چھاتی سے حرات کیونکہ سکو کہ یہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
کلیمہ بھرے ترا جے دیکھے تو بھر نظر
چھپکے اجل سے کیونکہ مری آنکھ وقت ترخ
نہ آنے کی جب میں سنا نے لگا
گون دیکھے گا بھلا اس میں ہر سوائی کیا
تماشے کو نکل آتا ہی وہ رشک پری طر سے
روٹھے سوار کیے ہم نے سفر بھی کشر
کاش یوسف کی مین اس کو نہ کھانا تصویر
سکے میں عنہم سفر مری گیا
بھائی ہی دھڑکا خدا جانے کہ کیا لائے پیام
نکر کچھ میرے متعلق کا کیجے

ناصحو آپ میں حسرات نہ ہا
 بلائیں ہاتھوں نے میری جو لیں تھاری ت
 جرأت میں پوچھتا ہوں کہ یہ صطراب دل
 دور سے کل ہم نے اُسکے آستان کو دیکھ کر
 ہر دم کی اٹھا کون سکے بخشش بیجا
 حیران ہوں میں وہ کون ہے جو عین صل میں
 دان ہو یہ بدگمانی جانے حجاب کیونکر
 دور سے دیکھ نہیں سکتے ہیں جرأت اور ہا
 عید قربان کو بھی دے گھر سے ہیں باز کمال
 روز کتنے ہیں وہ آئے تو کہیں غم جرأت
 نہ دیکھنا جو نصیبوں میں ہے تو صل میں بھی
 اپنے پہلو سے وہ جب اٹھکے جلا ہی جرأت
 حیدر ان مجھے دیکھ کے ولادہ نہی سے
 کل واقف کار اپنے سے کتنا تھا وہ یہ بات
 کیا جانے کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
 ضبط وحشت ہو نکھے اسی دل دیوانہ ضرور
 گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اس آرزو میں
 تپش سے اسکے اب اعضا تمام جلتے ہیں
 زبک مرنے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت
 دم بدم دیکھ ہم کو روتا ہی
 کوچہ جانان سے جاتے ہیں یہ جاسکتے نہیں
 جی میں نہ ہلائی ہی جرأت نہ طے یار سے
 میری نیابی سے محض میں یہ دھڑک رہا ہے

اب سمجھ کر اُد سے سمجھائے گا
 بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات
 جانے نہ وصل میں بھی تو پھر ہکا کیا علاج
 رو دیا کن حسرتوں سے آسمان کو دیکھ کر
 اس واسطے بھر بھر کے یہ غصہ ہی نہیں پر
 کہتے ہو تم کہ چلیے اُسی کو تو پیار کر
 دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر
 جی یہ چاہے کہ دن رات رہن یار کیا ہیں
 جی میں آتا ہی گلا کاٹے تلو از کمال
 جب وہ آتا ہے تو اس وقت نہیں ہوتے ہم
 اٹھا کے آنکھ نہیں دیکھتے حجاب سے ہم
 اُس کا منہ دیکھ کے بس رہ گئی مجبور سے ہم
 ہر آج تو جرأت پہ بھی تصور کا عالم
 جرأت کے جو گھر رات کو دمان گئے ہم
 جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم
 اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دی جھنجھلا کہیں
 کس کس مز کی باتیں اپنی زبان پر ہیں
 جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
 یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم آگتے ہیں
 مارے ڈالے ہی ہنشین تو ہیں
 گواہ ٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں
 پر سمجھ کر دل میں کچھ سو گند کھا سکتے نہیں
 اٹھ کے ہونے نہ لگے بہ مرے قربان کہیں

قدیم میں ناتوان جب اسکے کوچے سے اٹھاتا ہوں
برنگ مہر جی گردش ہی ہم کو سارے دن
وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرات نہیں
کام رونے سے ہریان اُس کو خبر ہو کہ نہو
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
عیاری تو دیکھو نہ ملانے لے لے آنکھ
کچھ لگا وٹ کا سبب اور نہیں پر جرات
جناؤں دُر محبت تو کس ادا سے کہے
ماون جس سے طبع ہر یار ب جیب کی
روداد اُس سے کہنے تو منہ پھیر کر
جرات اب بندھی تنخواہ تو کہتے ہیں ہم
اجل گرا اپنی خیال جال یار میں آئے
وعدہ پر آنا وہ اور میں رہا جتنا اب آہ
جو اب نامہ لکھا پوچھتے ہو وہاں سے پھر اگر
دم آخر نہ پوچھو وضع آئن ملنے آئے کی
دل وحشی کو خواہش ہو تمہارے در پہ نیکی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب میں بڑا ہوا ہے
گھر کو جاتا ہر ترے کوچے سے جرات تو یوں
لیکے دل کہتے ہو ملنے میں ہر رسوائی وہ
وہ نہ آئے تو یہ ہو جا بے غلط
کھڑا تھا باہم پردہ اور نظر میں نے جو اُس کی
اُس پردہ نقشین سے کوئی کس شکل برائے
گزرے ہر جب اسکے لب و دندان کا تصور

نوشکل نقش باہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھر میں ہمارے دن
وہ گیا پاس سے اور موع نہ آئی مجھ کو
گریہ جون ابر ہر خلقت میں اثر ہو کہ نہو
دور سے شکل نامہ بر کو ویکھ
دیوانہ کیا ہو بہن مشہور کسی نے
یہ وہ چاہے ہو کہ اس کو بھی لگائے رکھے
کرو نہ مجھ سے یہ باتیں دوانہ پن کی سی
ہو جانے کاش شکل مری اُس قیب کی
کیا چپکے سے کہے ہو وہ شامت نصیب کی
کہ خدا دیوے نہ جب تک تو سلیمان کب ویکھ
تو پھر بجائے فرشتہ بری مزار میں آئے
اُس سے شرماتا ہوں میں اور مجھے وہ شرماتا
بنت مصلحت دیتا ہر قاصد باز آئے کی
کہ اگر نقش پر کہنے لگا خوبی نہانے کی
دوانہ ہو لیکن بات کہتا ہو ٹھکانے کی
جو مجھے دیکھے ہو سو نہ کہنے جاتا ہے اُسے
جائے ہر جیسے کہ رستا نہیں آتا ہوا سے
آپ ہشیار بنے مجھ کو دوانہ کو کے
کہ بن آئے نہیں مرتا کوئی
نظر آنے لگی گویا مجھے تیلی سکندر کی
جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانک کر لکے
نچلے نہیں رہتے لب و دندان ہمارے

<p>ناصح مین اور ہم مین بھی ہی طرہ صحبت آہ قاتل نہ مجھ سے موڑ پونٹھ وقت قتل تو یہ تو مین کیونکہ کون کچھ نہیں بھاتا جھکو زخم تازہ کی طرح چرخ کن ای حرات یاد آسے بدی ہم نے ہمت کئی بوسے چھوڑ اپنے گرفتاروں کو صبا دسمجھ کر کیا صلح کو جی چاہنے لگتا ہی وہیں بس یاد جب آتا ہی یہ کہنا تو اڑ جاتی ہی نیند پوچھا یہاں تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر جی خاک مین ملا یا تمھارے ملاپ نے آج بھی اُس کے جو آنے کی نہ ٹھہری تو بس</p>	<p>ہم کچھ نہیں سمجھتے وہ سمجھائے جاے ہی ٹک شرم کیجو مرے گردن جھکائے کی کچھ تو بھایا ہی کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہی مجھے ٹک ہنسنا تا ہی تو پھر خوب رلاتا ہی مجھے ہارے بھی تو کیا ہار مرزے دار نکالی جاتی نہ رہے جان رہائی مین کسی کی لڑ جائے ہی جب آنکھ لڑائی مین کسی کی اپنی ہٹ تو رکھ چکے بس اتو ہٹ کر سوئے لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے اچھا عنہ رض سلوک کیا ہم سے آپ نے ہم وہ کر بیٹھیں گے جو جی مین نہیں ٹھہرائے ہوئے</p>
--	--

جعفری تخلص میرا قری علی پور سید محمد الدین منت کو چک برادر میر نظام الدین ممنون
است و تربیت از ایشان یافتہ در گذشتہ سال ہنگام بازگشت از سفر
حجاز در گذشتہ اور است

آرام وعدہ کی شب ایک دم کج نہ آیا	آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا
تغ یون دل پر خیال نگہ یار نہ کھینچ	ناخدا ترس تو کہے مین تو تلوار نہ کھینچ

جلال تخلص شخصی در فیض آباد بودہ جزا مین حاش مقروح سمع مکشت اور است -

تنگ احوال ہوا ب تو تری شیدائی کا	آکے ٹک دیگر تماشا تو تماشا ئی کا
قتل کرتے تھے دو عالم کو بیک چشم زدن	چشم بد و زورہ اب باندھنے ہتھیار لگے
گیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا	اتنی سی بات یہ تم کھینچے تلوار لگے

جنون تخلص مرزا بخت علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص است کہ پردو
پسر ہر دو از بنارس اند مرزا محمد علی خان پدرش را ہنگام میکہ وارد دہلی
بود و بسر رشتہ داری پورٹو ماسور باسن ملاقات ہارودادہ غلامہ تحصیلدار سی و

وسررشته داری وغیرہ کہ من صاحب جلیلہ صرکار انگریز نیست بیشتر باومی مانده و دین
نہنگام نہ اندام کہ کجا است از کلام اوست

اپنے چہرہ سے مت لفتاب اُلٹ دیکھ جاوے گا آفتاب اُلٹ
دل کو شاید کوئی ستاتا ہے و صدمہ شک تیز آتا ہے

جنون تخلص فخر الاسلام نام از خاندان پیر ترک است و در زمرہ مشائخ ولی معدود
از تلامذہ ممنون است اوراست

اچھی جو شرم تو دو لون ہی دل لے نکلے بجز حجاب یہاں کچھ نہ قاصدے نکلے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضیٰ از برگزیدگان الہ آباد است بوسع و تقویٰ مشہور و
موصوف و در اعداء و عرفا معبود و معروف تھے رغبتش باشعر است از کلمات اوست

ترہی چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنون ہوا کہ جو وہ آتش طاق پر جو بھری تھی مین چھری ہی

جو ہم تخلص مرزا احمد علی شخصی از طایفہ قزلباش است این مطلع از دنگا شستہ شد

آتش ہووہ چمن ہو یا برق آشیان ہو احو مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب تو نشان ہو

جوشش تخلص محمد عبد صاحب تذکرہ اولاد از ابنائے حسونت ناگر
عظیم آبادی نوشتہ انداز اوست

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ رحمتا ہے مدام آبیدہ

تھارے در پہ جو دربان نے آستین کپڑی بزرگ نقش قدم ہم نے بھی زمین کپڑی

جوشش تخلص شیخ محمد روشن از تازہ جنالان عظیم آباد است شعرش صاف و بغیرش

فکرش دلپذیر و دلکش شیدہ گزیدہ اش گزیدہ طرز پسندیدہ اس پسندیدہ و معنادار فن
عروض بسیار جہارت و لہوہ داشت از خیالات اوست

وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ مین اثر تھا ہی چشم نہ نشان تھی ہی دل ہی جگر تھا

گر لون ہی یہ دل در پہے آزار رہیگا ایک روز نہ ایک روز نہ مجھے مار رہے گا

جیسا کہ دل پر زخم ہو اس کے خدنگ کا گلشن مین ایک گل نہیں اس آب دنگ کا

اُس کا خدنگ داغ جگر سے گزر گیا ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گزر گیا

دیکھ کر ایک ستم تیری جفا کاری کا
اُس کی آنکھوں کو دیکھیں اے جو بخشش
جز چشم بتان سیکدہ دہر میں جو بخشش
اُسکی بخشش کا مجھے خون عیش ہو بخشش
یا رکھو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا
کل جو اُسے دیکھ کر ہو گئے ہم بخیر
قیس پھر تاجور بادشت میں دیوانہ تھا
مدعی سمجھوں ہوں جن کو میں اب تیرے لیے
مزا دکھاؤں تجھے تیری بے وفائی کا
عیران ہوں کس طرح ہو وہ انسان میں جلوگر
ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھانے کا
نہ پھولتے ہیں شکوے نہ غمخسے ملتے ہیں
شکل شیشہ آئی جو نظروں جام کی صورت
چھپاتے ہیں بھی صیاد دام اور یہ مراؤ خطا
ہیں تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
روشنی کے لیے ہوں افسردہ
ہمارے حال پر اُس کو نظر نہیں ہرگز
دیکھتے ہم میں اور اُن آنکھوں میں کیا ہوئی ہو
دود کی طرح میں دسوختہ جاتا ہوں جہیز
عسر عزیز گزری ہو رنج و ملال میں
نے دُرس کا ہو جو میں نہ خوف و غلب
کو ہے میں جو کا تیرے ہی شکوہ یا رنج میں
آج ہو غم شکار اُس کا یہ معلوم نہیں

کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفا داری کا
نمہ تو دیکھیں شراب خواروں کا
ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
ہو چکا ہو وہ اسی طرح سے سوا رخصا
میری طرف سے بھی تو ایک لفظ نہ دیکھنا
سنگسے وہ کتنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اُسکو لیلی ہی کی دروازے پر مرجانا تھا
دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانا تھا
اگر نہ وہے مجھے پاس آشنائی کا
جلوہ سے اوسکے طور تو جل خاک ہو گیا
یہ چرخ بام کہن ہو کسی زمانے کا
چمن میں شور بڑا کس کے مسکرانے کا
رہی زیر فلک پھر کون سی آرام کی صورت
دلون کو صید کرتا ہو دکھا کر دم کی صورت
سفید ہو گئیں آنکھیں ہو اگر بیان سرخ
ما تم کردہ جان میں جو نابرہ
کسی کے دل کی کسی کو خبر نہیں ہرگز
لو کے پیاسے ہیں وہ تشنہ دیدار میں ہم
اپنے احوال پر عالم کو نہ لاتا ہوں
عاشق کمان ہونے کے پڑے اکڑال میں
رہتے ہیں مست شام دھرا بنے حال میں
جان مل بیٹھے ہیں آشنا دو چار آپس میں
خون سے مر گئے یا صیدِ دم جیتے ہیں

<p>تھام بستی ہی دست قاتل کو اپنی یہ آرزو دینا ہو اور تو ہو گراست دیکھو اے ناتوانی دوش سے بھگ لگ گئی مشع کو شاید لظہر پروانہ بسکہ نازک ہو مجھے باز ہتھ ڈر آتا ہو ہونے کو تو ہوئے تھے ولیسکن ہو سکے</p>	<p>بیکسی سے یہی گلا ہو مجھے راغب نہ ہو طبیعت گرور و بردو ہو توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے بھگ دم بدم بزم میں کاہیدہ ہوئی جاتی ہو جی میں جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہو شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے</p>
<p>جو شش مخلص حرم اللہ از سقیان دہلی بودہ بتقلید مینوایان اشعار در مجامع میخواند نسبت تلمذ او صحیفہ بچہ کردہ اور است</p>	<p>مین نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گذرا دریا مری آنکھوں سے ایک جاری لہو کا ہے</p>
<p>بولاکہ ابے تیرا روتے ہی بہت گذرا بیدر و تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے</p>	<p>جوان مخلص مرزا نعیم بیگ حسان آبادی از متقسان مرشد زاوہ والا بازار مرزا سلیمان شکوہ بہادر است مدتے مشد کہ ازین دار فانی رخت حیات ابالہم جاوداوی بر بست از دست</p>
<p>یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا کوچے میں ترے سایہ دیوار نہ پایا جب اور کوئی تجھ سا طر حصار نہ پایا کیا روزنوں سے اُسے آنکھیں لڑائیاں ہیں جو لیکے جاؤں تو اس کا وہ آشنا نہکے بہت تک میرے دلدار کی کیونکر خبر آوے</p>	<p>پہلو میں دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا از بسکہ ہوئی گرمی خورشید قیامت ظلم و ستم و جور بھی پہنے اٹھائے دیوار و در کی چھائی سوراخ ہو گئی ہے کسی کو اپنی سفارش کیواسطے اُس پاس جتنا نہیں پھر تا ہے کوئی اس کی گلی سے</p>
<p>جوان مخلص میر بہادر علی از مردم این دیار است بہتیرا از ازی مشہور عہد خود بودہ از دست کچھ نفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے</p>	<p>جوان مخلص میر حسن علی خان از سکنا سے دکن است این بیت از دست</p>
<p>اب ایسے جام میں ساقی شہر آب و روانی بھر کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے منہ میں لے پانی بھر</p>	<p>اب ایسے جام میں ساقی شہر آب و روانی بھر</p>

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام صلشن از دہلی زمانہ ماہ لکھنوی بسر بردہ شورش در سر داشت
یتھارزہ وز خشم ہارداشتہ آخر عمر بوطن مالون رسیدہ بالیخلیب متبلا
شد روز وعظ مولانا عبد العزیز میر شاہ علی را کہ در ولش تخلص دست زخمی زدہ
بزنندان بردند در حبس شہید بخت اجل شد اوراست

وہ کافر مرا درو کیا جانتا ہی | جو گذرے ہی مجھے خدا جانتا ہی
جہاندار تخلص مرشد زادہ جہان مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان نجات بہادر شہید
حضرت شاہ عالم بادشاہ لفہم و فرست و عقل و کیا ست ممتاز اقران و امثال خود بودہ
از نخب بہ لکھنؤ و از ان جا بہ بنارس رفت و در سال ہزار و دوصد و یک
بہد را نخب بلوا اعلیٰ پیوست نقل و سکونش را دواستان درازا ست کہ این عبال
بآن نمی سازد اوراست

مرکس کے تھنارین یہ بے اجل گیا | آنکھیں جو یون کھلی رہیں اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سراپا دیتا | تیرے کوچے میں جو ای شوخ قدم کھتے ہیں
آخر گل اپنی صرف درمیکدہ جوئی | پہونچے دہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو
کونسی بات قری ہم سے اٹھائی نہ گئی | پر جفا جو تری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہنم تخلص مہمن ناتھ نام از روم دہلی است تازہ فکر دہن مشق از دست
دل جوین سیند عشق کی آتش سے جل گیا | ایک آہ کھینچتے ہی مراد م نکل گیا
جینا بیگم حاش چون جالش در پردہ اختفا ماندہ ہانا اقتضای کمال تستر و ست زوت
یہ کس کی آتش اعنم نے جگر جلایا ہی | کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہی

حرف الحاء مملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین نام المعروف بشاہ حاتم از تازہ خمیا لان قدیم است
دربد و شباب سپاہی پیشہ بودہ عافیت بتل و توکل شیوہ کردہ در جہان آباد
آزادانہ میز نیست کہ شمار بابت کر از بہرہ پایانتہ اندازا بخلہ مرزا رفیع سوہ

در اول حال فکر کش مقصور بر تنج قدامت دولی و غیر آن بود چون طرز متاخرین طراز
جیب و دلمان شہرت گشت و سے نیز دست بلان ایشان زدہ بناے دیوان ثانی
برین طریقہ ہناد و ہمدین سمو طبع کے کہ ہمدوش عطلعی شدہ بود دلمان ہستی از
کف سروادان شمار از دست

اس قدر کی صرف تسخیر بر دیوان بن عمر ہجر کی زندگی سے مرگ تجلی تو اذیت پیشہ دشمن ہر نعل میں دل نہیں تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو منفسی اور دماغ اے حاتم کرین بن قریان تو رفیع سرو اور ہم تر و قد کی آما ہر آب تشہ کی طرف جی کچھ کچھ پیری میں آج یار مرا ہمنار ہو + بچو داس دور میں بن سب حاتم دیکھ جراح تیرے مرہم کو وہ وحشی استعد بھر گا ہر صورت سے مری یارو	رفتہ رفتہ نام مہم سلاب پر بخوان ہو گیا کہ جہان سب کہین وصال ہوا دور ہو پہلو سے صحبت کے مری قابل ہیں اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو کیا قیامت کرے جو دولت ہو جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہو ساقی نگاہ مست ادھر کھی کچھ کچھ ساقی شباب آکھ خزان میں بہار ہی اندون کیا شراب سستی ہو میرے سینے کا داغ ہنستا ہو کہ اپنے دیکھ سایہ کو مجھے ہمراہ جانے ہو
---	--

حافظ تخلص محمد اشرف از دہلی بیان است در فن موسیقی خود را لکھا کہ میداند شعرے

متناز از ایشان در میان نیست لاجرم ان بیت ثبت گشت

ابرین سہ کی طرح زلف کے بروئے مین آہ	تو نے گو منہ کو چھپا یا مجھے معلوم ہوا
-------------------------------------	--

حالی تخلص میر محبوب علی از مردم مرشد آباد است اور است

عوض میں بوسے کدی ہر گالی سوال گویا ہے کر	یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر
--	--

جصیب وطنش معلوم شد کہ مراد آباد است	اما ماش دریافت بشت کہ حیت از دست
-------------------------------------	----------------------------------

خانہ دیرانی مری گرچہ کی اس دل نے جصیب	پر خدا حشر تک آباد کے حناء دل
---------------------------------------	-------------------------------

حجام تخلص عنایت اللہ نام عرف کلو از مردم سہارنپور است کہ ہمیشہ حجامی

کہ مجازاً موخر اشراجام گویند کب معاش میساخت و بفر تلذ مرزا رنج سودا
بفلک می افراخت مولانا فخر الدین را علیہ الرحمۃ دست ارادت بدامن زدہ فکرش بدل
میساز و دلتخت از شہار اومی طراز د

روز رخصتار کے لیتا ہوں مزے خوبون کے جیسا نظار پتا تو سنگر نہیں آتا خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہیں ہر وہاں دیلہ عاشق کی تری رسوائی ان ایک روز نصیبوں سے کہیں وہ تین بیچون ہر جی میں کہ اگر دوزمین ان آنکھوں سے پوچھن اس کا دوش مرزا گان کا گلہ مجھے عبث ہر مثال ناقہ لیلے کو ایک دو گام غلط	بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیس ہوگا بے وصل ترے سویہ میسر نہیں آتا حجام کس طرح سے لیں کیا ہنر کریں عشق کی لوگوں نے قسین کھائی ان پھر سر ہر مرا اور درو دیوار تھاری بچتے نہیں کس واسطے میاں تھامے ای آنکھویہ بوسے ہوئے ہنر خاتھار خدا کرے کہ ادھر بھی ترا سمند کرے
--	--

حرمین از عاشر این قدر معلوم است کہ باین مخلص شخصے بودہ در آوان فردوس
آرامگا و محراب شاہ از وسعت

دیران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم چاہیں کہ حل مرین تو کہیں خار و خس نہیں	حسرت مخلص جعفر علی نام خلف البو الخیر از مروج المعنی است آبایش عطار پیشہ بودہ و کے تیر یک چند بدین شغل مشغول بودہ و نظر بظہرت اصلی برین قناعت نکرہ وزر مہر سندسبان مرزا جہاندار شاہ مرحوم جاگزید آخر ہمت بلند شش باین ہم نساختہ حرک دینا گفستہ از بخت و بلند عالم و نشیب رفتہ از روزگار یہ نگران بودہ و در گوشہ عافیت میگذازید و رفیق نظم از تلامذہ سرب سنگھ دیوانہ است و بہ سفاست عبارت و سلامت فکر مشہور زمانہ قلندر بخش جرات از شاگردان ادست اما از بخت و قصب اسبق رہ بودہ اور بہت
---	---

گیا دل سو گیارو نے سے کچھ حاصل نہیں تھا چرخیان چھوڑ چلے ای چمن آراہم تو	اگر رو رو کے جی کو دین تو پیدا دل نہیں تھا تو ہی لیجا یوسر پر یہ گلستان اٹھا
--	---

<p>یہ سبق تھا پہلے بسم اللہ کا دست مرگان میں سدا رہتا ہر سو خاک کا ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مریج خوش نہیسی کہ نوبت آوے سخن کی قسم تنگ پہنچاتے ور نہ ہاتھ ہم اُس کے قدم لگ پانی پانی بکا رتے حسین وے کیا کیجے حسرت ملاے ناگانی سراہن حیات پے نور نہ ہو نوک ٹھیں ہم دے جن کیا یاد کرو گے دیکھ کر اُس کو لے لینے بلا میں دور سے میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے وہ کہتا ہے کہ افسانہ نہیں یہ خواب کہتا ہے کبھی نیند برسو نہیں آتی تھی سو سطحی ہو دکھا گئی</p>	<p>درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا ہر غبار آلودہ یاں تنگ شک اس غمناک کا کل کو نہ تھے خوش کہ نہیں تم آج خوش حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ سچ لیکن سچ کے بات کو سس نے اڑا دیا ساتی مے دے کہ اہل مجلس سے منظور تھا یوں تھ کیجے زندگانیکو نازک دلوں کے جسم کو مریم کچھ نہ کس کا ہی جگر جس پہ یہ بیدا کر گئے بزم میں بیٹھے تھے کل جنے پروردور سے مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے منسا نامل کا جس سے دل بیتاب کہتا ہے یہ بھلا کیستم تھا کہ خواب میں مجھے کمال کے دکھا گئے</p>
<p>حسرت تخلص دو قی رام نام تخلص از جہان آباد است دو سے در سدرخ آباد بسمی بردہ از دست</p>	<p>برنگ آبلہ ای وای یہ کیا زندگانی ہو کہ جس کے بانوں پڑتا ہوں میکو سرگرائی ہو</p>
<p>این بیت زانام جعفر علی حسرت ہم نگاشته اند</p>	<p>حسرت تخلص ہیبت قلیخان نام از اہل عظیم آباد است کتب سخن از مرزا مظہر کردہ اور دست</p>
<p>سدر باد سے ہم سہری کرے کون سر کس کا پھرا ہر یوں مرے کون</p>	<p>حسن تخلص سید غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک تخلص است کہ مرزا رفیع سودا الہاجے ریکہ براے ابو الفلم کردہ نزاوشن از ہرات است دو سے بدھلی از عدم بوجود آمدہ در ریان جو انے بجانب مشرق رفتہ در فیض آباد از خوان فیض نواب سردار جنگ خلعت نواب سالار جنگ بہادر کامیاب بوز</p>

از تلامذہ میرضیا، الدین ضیاست سالم فطرت سلیم فکرت است و بر اصناف سخن فی الجملہ قدرتی داشته لایسا مثنوی نیکو میگفتہ مثنوی سحر البیان کہ مشہور بہ بدر تعمیر است شہرت تمام دارد قطع نظر از پانزماے شاعر سی بہ محاورہ عوام بد نگفتہ بلکہ داد ملاغت داده اور است

گر کیجہ رستم کچھ تری وحدت کے بیان کا
انہارِ خموشی میں ہر سو طرح کی فریاد
تا اشار کیو سچھ نے نہ لگے غمیر کے وہ
چھوڑ دے کوئی کسی کے لیے صبط سے کچھ
بے وجہ تو نہیں چہن اُس گلی میں روز
میں حشر کو کیا روؤں کہ اٹھ جائے ہی تیرے
واسن مچھ اسے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں
دردازہ گو گھلا ہوا جابت کا حسن
جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی پیچھے تیرے
اس کی جب بزم سے ہم ہو کے تنگ آتے ہیں
کنتا ہی تو کہ تجھے میں ہی بنا ہتا ہوں
روٹھا کرے وہ کیوں نہ کسی اور حسن
دل کو کھو یا ہی کل جہان حا کر
غیر کو تم نہ آنکھ بھرد دیکھو
تیرے ہمنام کو جب کوئی پکاری ہی کہیں
دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو اتنی
پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہی حسن
شب وصل صنم ہر آج او ہم کسی دہب سے
پڑی رات داد و دستد کچھ عجب

تو چاہیے خامہ بھی اسی ایک زبان کا
ظاہر کا یہ پردا ہی کہ میں کچھ نہیں کنتا
میں نے اس ڈر سے بھی اُس کو اشار نہ کیا
ہم نے منت میں تری کون پہکان چھوڑ دیا
جا جا کے بات کرنی ہر اک سے پکار کر
برپا ہوئی ایک مجھ پہ قیامت تو ہیں اور
یاؤں دیوانے نے پھیلانے بیابان دیکھ کر
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں
ہم کمان تک ترے پہلو سے سرکتے جاتیں
ایسے ساتھ آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں
تو ہی کہیں ہو سچا میں یہ ہی چاہتا ہوں
یہ سب بگاڑ چاہ کا جو اور کچھ نہیں
جی میں ہر آج جی بھی کھو آؤں *
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
جی دھڑک جاتا ہی میرا کہ کہیں تو ہی نہو
اُجڑے یہ گھرا لیا کہ پھر آباد نہوئے
ایک دم آپ میں وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے
گریبان سحر کو ٹانگ رکھنا داسن شب سے
جو بوسے کو اُس شوخ سی جاڑے

لگاتے ہی لب لب سے بس جی دیا کنے کی مین یہ باتیں کس بن نہیں گذرتی ساتھ دیکھوں ہوں کسی کے جو کسی دلبر کو آجا کہیں شباب کہ مانند نقش یا	حسن اور لینے کے دینے پڑے پر ایک جان تو ہر جس بن نہیں گذرتی مین بھی جی رکھتا ہوں جھکو بھی ہوں تی پر تکتے ہیں راہ تیری سر راہ مین پڑے
---	--

حسن مخلص خواجہ حسن نام خلف خواجہ ابراہیم از بنا ز خواجہ غیاث الدین ہرودوسے
است رحمہ اللہ علیہ لفظ بدو دانش از طریق تصوف آگاہ و در علم موسیقی سلیقہ آتش
و لچاہ مرد شوریدہ و در دمنده است و شخص فرخندہ دار جہند در فنون نظم از تلامذہ
جعفر علی حسرت است و اسبب خواجہ ناشی با قلندر بخش جرأت ربط معقول و محبت
مقبول داشتہ و در لکھنؤ با یکی از نساوان السوق بخشی نام علاقہ خاطرے پیدا کردہ
نامش بطریق التزام در مقام غزلیات می آورد و بعلت درویشی باعتبار مریزیست
از سنج طبع اوست

انڈے کے آنکھوں سے کیا رہ چلے آئو وقت نظارہ نہرو کہتے تھے ای چشم کچھ کیا قتل اور جان بخشی بھی کی وہ تو آیا نہ تماشے کو مرے نزع کے پر وقت و دواع یا ردل بیستہ ار نے دل دلا سون سے کرے ہی بقراری بیشتر ہیں آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہو دیگا بھلا مین دوانہ سہی پر یہ نا صبح آہ کس کس بیو فانی کا تری کیجے شمار اُس نے کس کس طرح ٹالا ہلکا پنہ در سر پر	ہنسی ہنسی مین جو فکرو دواع یا رہوا شدت گریہ سے لے خاک تسو جھا دیکھا حسن اُس نے احسان دو بار کیا ہم نے اس وقت مین بھی اُس کا تماشا دیکھا یہ آہ کی کہ عرش محلے ہلا دیا خانہ ماتم مین ہو پر سو سے زاری بیشتر یہ پہلو مین یہ ایسا دل پر شور جاتی ہیں مرے ساتھ بکتا ہی عاشق کو دیکھو اور تو سب کی طرف منہ بھی دکھانے سے ہے دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے ہے
--	---

حسن مخلص مولوی ابوالحسن فرزند مولوی الہی بخش المخلص بہ نشاط از مردم تہہ بکا نہ
بودہ بمیر ٹھہم میگذا زائندہ از دست

<p>جواب نامہ نہوے جواب نامے کا کیون میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینا لڑ گیا رہتی تھی ترے عشق میں چھائی پر سدا گرم</p>	<p>جواب لایو قاصد شتاب نامے کا منفصل ہوں دست و پا بھی مار نیسے وقت بچ گو تو نے لپٹ کر نہ کیا ہم کو ذرا گرم</p>
<p>حسن تخلص حسن علی خان جزائیکہ از مردم کشمیر است دیگر از حاش و توف نشد اور است</p>	
<p>ہر چہ کیا ضبط یہ سیلاب نہ ٹھہرا</p>	<p>آٹھوں میں مری قطرہ غناب نہ ٹھہرا</p>
<p>حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رحمتی خان بہادر این پیش از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد</p>	
<p>دل کو دے کر اس بت کا فر کو سہزادی حسن</p>	<p>جس قدر ناحق یہ کھینچی ہر ذامت کیا کہوں</p>
<p>حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبدالعزیز و حال تخلص العزیز بود و چون در میرٹھ کی از اہل فنک را درس دادہ بگلتہ ہم کہ ارش افتادہ اور است</p>	
<p>تھا عرش سے بڑھ کر جو داغ انیا دہی ہو</p>	<p>یون چرخ نے کو کر دیا عجیبو کسی کا</p>
<p>حسین تخلص نواب غلام حسین خان از خانقاہ فاعنہ و روسای شاہجہان پور است نوشتہ اند کہ آداب و اخلاق درست دشت این ابیات از غلطی شد</p>	
<p>دل بھی پہا میں یرقان تھا مجھے معلوم نہ تھا بیقرار می تو مجھے اس کے تو دہک پہونچا دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل در بھی</p>	<p>میں تو تیر میں تھا زخم جگر کی مصروف آگے شے کی کوئی راہ مکل آئے گی تشنہ آب دم خجسہ بسل اور بھی</p>
<p>حشمت تخلص میر حشمت علی خان خلف میر باقی بدخشان تیرا است و مولد شش شاہ جہان آباد در زبان پارسی خیالاتش رنگین ترا اصل بدخشان دیا قوت رمانی دودہ و بابا میر محمد نسل ثابت و شیخ عبدالرضا سے متین معیتا و اشتہ و طارحات نمودہ در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و سہ بمقامات و رگدشت اللہم حفظ از وسوسہ</p>	
<p>شور ہو غل ہو قیامت مست آتی ہو بہار</p>	<p>گور کے سوتے دیوانوں کو جگاتی ہو بہار</p>

حشمت تخلص میر محمد علی از پیشینان است از افکا راوست

خطا نے ترے حسن سب گنوا یا | یہ سب زدم کہان سے آیا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد فی الجملہ در عربی بہرہ داشتہ اور است ^{۲۷۳} سے اس نے خود لکھے

نہ پاؤں کو جنبش نہ ہاتھوں میں طاقت | جو اٹھ کھینچوں میں دامن اس دلربا کا
سہراہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی | کہ اللہ یا اور ہر بیدست و پا کا
یہ جو چشم بڑا آب ہیں دو لون | ایک خانہ خراب ہیں دو لون
بیان مجھ میں نہیں ہے حبان باقی | وہاں اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم دفنا سمجھے تم کو ہم کرم سمجھے | اُدھر کچھ دل میں تم سمجھے اُدھر کچھ دین تم سمجھے

حفظ تخلص محمد حفیظ نام از دہلیا است اصلاح شعر از حکیم قدرت اللہ خان قاسم گرفتہ بخاندن مرآت بطور زواید ششمہ شہر بودہ کست از سال است کہ زیر خاک شد اور است

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے | اگر اکدم ہنسائی ہے تو پھر پہرہ دن روتائی ہے
روبر و غیر دن کے شکوہ کیا کروں میں آپ کا | ہو رہیں گی پھر کچھ باتیں ہمارے آپ کے

حقیقت تخلص میر شاہ حسین صلح از بلخ و دے در بر ملی متولد شدہ نشو و نما در کنگھا یافتہ کسب سخن از قلندر بخش تبرأت نمودہ وہم تنقیض اشعارش ہوئے متعلق بودہ اور است

کیا ترے عشق میں اے عربدہ جو ہاتھ لگا | زلیست سے ہاتھ کھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا
ولا اب دو لون مل کا ٹینگے اوقات آہ دار میں | ہوئے بیمار ہسم بھی لے تری بیمار داری میں

حکیم تخلص محمد اشرف خان خلف حکیم شریف مانند پور خویش از اطباء بمبیل زمانہ است در چارہ ساز کے یگانہ وار علوم متعارف ہم بیگانہ نمودہ زمانے بیش نیست کہ جہان گذران را پر و دو کردہ از کلام او است

میر سونے نے مجھ کو اُس سے کھو یا | سمجھے اس دیدہ تر نے ڈوبو یا +

کون میں کیا بزرگ زحمت ناسور	ہنسا کی بارگر سو بار رو یا
حکیم مخلص محمد بنہ خان فرزند رشید محمد شریف خان المشور بزرگ شاکر و خواجہ جسیر علیہ الرحمۃ المخلص بدر لودہ در اکل فلز شاکر مخلص سیکر آخر بقا حنای ہمارتی کہ در فن طلب ہشتہ تیر مخلص حکیم نمودہ گویند کہ در تاریخ و موسیقی آگاہی دلپسند و در فنون آخر نیز سلیقہ بلند داشت از قلم طبع اوست	ایک تکیہ ساہی اُس شوخ کی دیوار کو پاس ہم کو تو تعجب ہے وہ کب مسلمان ہو اسی خانہ حسد اب تو کہ حسد ہی کہتے ہی بندگان خدا جان سے گئے گر عنایت کرو عنایت ہی + سر شک خون تبا کی اس سے پاک ہوئی
حقیر مخلص میرا ام الدین نام المعروف بمیر کلواز سکناے جان آباد مردی بود حریف و ظریف اور راست	ہون ہست نیست عالم تصور کی طرح دل میں ہی بیٹھ رہیں در چشم ہی کے حقیر یاد میں اُس بت کافر کی ہون ایسا مصروف پامال ہوئے ہم تو حقیقتہً آہ جہان میں حیرت مخلص الموسوم بمیر مراد علی از باشندگان مراد آباد است پی تجارت کو ہستان رفتہ بود ہم در انجا در گذشت از دست
کمان ہوشیہ مومختسب خدا سے تو ڈر	میری لعل میں چھلکت ہی آبلہ دل کا
حیرت مخلص غلام محمد الدین نمبرہ نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ محمد الدین در کا لیے شب بروزی آورد این دو بیت از ورگرفتہ شد	جوانی میں جس طرح سے جان نکلتے
ہم اُس بزم سے یوں پُر امان نکلتے	

ایک عالم اسی کو ہے کا تاشائی ہے	یتم دیکھوں کن آنکھوں سے مین امی غیرت عشق
حیرت تخلص پنڈت اجو دھیا پر شاد کشمیری لکھنؤئی از شاگردان قلندر بخش جرات ست دیوانے مختصر و چند مثنوی وار دکھ نظر ز سیدہ در فن موسیقی مسلم و بہتیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنؤ و کٹرک بھان آباد گذر انیدہ درسی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت از دست	حیرت تخلص پنڈت اجو دھیا پر شاد کشمیری لکھنؤئی از شاگردان قلندر بخش جرات ست دیوانے مختصر و چند مثنوی وار دکھ نظر ز سیدہ در فن موسیقی مسلم و بہتیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنؤ و کٹرک بھان آباد گذر انیدہ درسی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت از دست
برنگ نقش با اس کی گلی سے اٹھ نہیں سکتا	برنگ نقش با اس کی گلی سے اٹھ نہیں سکتا
حیدر تخلص نامش میر حیدر علی مولد شش جہان آباد بیشتر در مالک شرفی شب بروز آدودہ از تلامذہ سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور شاعری و ماغش قتل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جاوید در صنم بہار کشتہ شد و قاتل راہم ہمراہ بردار افکار دوست	حیدر تخلص نامش میر حیدر علی مولد شش جہان آباد بیشتر در مالک شرفی شب بروز آدودہ از تلامذہ سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور شاعری و ماغش قتل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جاوید در صنم بہار کشتہ شد و قاتل راہم ہمراہ بردار افکار دوست
ہم نکلتا ہر اب کوئی دم مین مین نے حیران کو جو دیکھا روتے اُن کی خدمت مین ادب سے مین نے مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ نذین گذرتا ہے بجو لے سے ہمارے خاک پر گڑ جب کہا مین نے مرے گھر چلیے تیوری کو چٹھا لگا کئے مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم مین بن گئی دو کھنے کی گھات مری عرض کی دیکھی کرامات مری بندگی قبلہ حاجبات مری کھڑا سو اس سے دود و پیر دامن جھٹکتا ہے اس مین کچھ کم نہوگی محبوبی رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی دیکھو اختلاط کی غوبی
حیدر تخلص نامش حسام الدین ابن بیت از و ثبت کشتہ	حیدر تخلص نامش حسام الدین ابن بیت از و ثبت کشتہ
لک خصال پری و شش فرشتہ خو کہتا	لک خصال پری و شش فرشتہ خو کہتا
حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خود شش رنگ سکیمت ریختہ از اولاد پنج عبدالقادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ و راست	حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خود شش رنگ سکیمت ریختہ از اولاد پنج عبدالقادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ و راست
ارادہ ہے بیٹھ سب کچھ شش چشم ترکا	خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا	بارے جنوں کی دولت اپنا یہ نام نکلا
حیف تخلص میر چراغ تلے نام ازار باب لکھو	تلا مذہ میر شیر علی فسوس است از دست
جس کی ہر اک امید تبدیل ہو یاں ہو	کیا اُس مریض عشق کے جینے کی اُس ہو
ہوا اپنے تو نزدیک و ناغوب و لیکن	ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آئے

حرف الحاء المعجم

ٹھاکسار تخلص محمد یار در مقامیکہ شہرہ بقدم شریف دار و خانہ از نے بنا کردہ در بنایت لفظ طاع
میگر از ایند سید است در دمند و در ویشی است مستمند گویند کہ در ریعان جوانے بالما روہری
و بجانب سادہ رویان نظر سے داشت و ہر کہ بد نظر اومی بود تعلقات و دیوی می گذشت
از معاصرین میر تقی است از دست

ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ
کہ نرگس کو بویا نہ بویں یہ آنکھیں
تین قاتل سے رہے محروم بد قصیر ہم
روز محشر کو آنکھیں گے اس لیے دلگیر ہم
خاک کی تخلص حیدر بیک نام نزادش از بدخشان است لعلش ازین کان برخاستہ روزگار
شد کہ بد کن رفتہ سپاہی پیشہ ہست اور ہست

ہم عشق بھی سبکین اگر مستاد ہو کوئی
دل تو ہی تبادے تجھے گریا دہ کوئی
خادم تخلص شخصی از مردم کتھن بن مصاف صوبہ سرہند است از نامش
نشانی یافتہ نشد اور راست

عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر
اس کے ہاتھوں اک جہان ویران ہو
صد آفرین ہو میری بھی عالمی پسند پر
چشم بھی میری کوئی طوفان ہے
خادم تخلص کے از باشندگان پانی پست است اہل تذکرہ ہاش نوشتہ اندواں بیت بنامش نوشتہ اند
رات بھر ماتم پروانہ میں روتی ہو شمع
اشک سے داغ جگلا اپنے کو دھوئی ہو شمع
خادم تخلص خادم علی خان از اہل سمرخ آباد است و ہست از نواب

تا صر جگ نبکش کہ از حکام آن بلده بودہ امتیاز دہشتہ گویند کہ در فارسی صاحب دیوان است
ملاحظہ شد اور راست

مجھ کو کہتے ہو کہ چسل با ہر ہو | آپ کے کہنے سے کب با ہر ہو
خان تخلص محمدی خان از دکنیان است الکتاب معیشت را بدلی گزارش افادہ بود
از شاگردان سعادت یار خان است کہ تخلص نگین اندوست

یاد جس وقت تری آتی ہے | مجھ کو جھکی وہین لگ جاتی ہے
خان تخلص اشرف خان دہلوی الاصل است بہ لکھنؤ رفتہ در زمان اقامت این یار
رنگ مشاعرہ سیر خیت از شاگردان غلام بہدانی مصحفی ست اور است

احمر خان غم فراق میں تم زہر کھامد | اس کے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری
خبر و تخلص نواب فخر الدین محمد خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان کہ خدمت
بخش شیکری تن جاہ افزاے ایشان بود بمکارم شمیم و محاسن خصال آراستہ ہے
بادلے وارستہ و خاطر می از ہر گستہ بخوشی بال و نکوئی حال زندگانی می کند
مروست بھیج خر سند صاحب ہمت بلند تشریف زرین و خرقة پیشین در نظر شش
یکیت و گوہر شاہو از پیشش از دانہ اشک گران ارز نیست در عنفوان عمر بدین فن
سری داشت اکنون عمر نیست کہ شاہد ان شعار را در حجلہ گاہ ضمیرش بار نیست
با صرا دواعی از گفتہ ہائے پیشین ابیاتی چند آدروہ بود کہ دل انتخاب پسند بدو بیت
از ان قناعت کرد تا ریخ دیوان تغیر بانمایہ خوبی گفتہ کہ خامہ نتواند شش ستود و
ہم برین تذکرہ تاریخی و پسنددار و دآن بجاسے خود مذکور شود اما تا ریخ دیوان
رہنہ نظم عالم پسند گفتہ است و تمیض مسودات من علاقہ با ایشان دارد مختصر
سخن آن دو بیت نیست

ہماری آن کی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہو | ہم نہ کو دیکھ کے روتے ہیں اور وہ ہم پہ ہنستیں
لبوں پہ جان ہی جلدی پہنچ گئیں ظالم | یہ آرزو ہو کہ دم تیرے رو برو چٹکے

حستہ تخلص محمد عبداللہ خان کہ میر جیون معروف است کشمیری الاصل بودہ

دولہ و منشايش شاه جهان آباد است و الدش از متنبان مجدالدولہ عبد اللہ خان مرحوم بودہ اور است	سایہ سان پوینچے تو تھے یا توں تلک گزر کر
اُس نے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا	خستہ تخلص غلام قطب کا زاولا و سید محمد کرانی است قدس اللہ سرہ العزیز مرہ و خدام
مزار کثیر الاذوار سلطان لہ شاخ رحمہ اللہ علیہ در شمار می آید از بہور بخان آشفہ کسب سخن کردہ اویگوید	جلوہ اُس سے نے جو ناگاہ لب بام کیا
روزر خورشید درخشان کا دہن شام کیا	خشنود و تخلص از حال دے اطلاعی نیست این بیت بنامش دیدہ شد
ہو غرق رحمت پروردگار	آج ساتی کا سیا کہ ہو گب
خلق تخلص الموسوم بمیر حسن بن میر حسن صاحب ثنوی سمراللیان ک شہرہ	بر برنیر است کسب سخن از پدرش کردہ اور است
عجب عالم میں بیہوشی کے وہ جھکو نظر آیا	کہ اتنا بھی نہ آیا ہوش جو پوچھوں کدہ سہ گیا
بمقاری میں کئی رات تو یان اپنے تین	چین سے زلف میں دل کیونکر رہا ہو دیگا
دل لگاتے تو لگا یا بہ نہ تھا کچھ معلوم	جی یہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہو دیگا
خلیق تخلص میر حسن کہیں برادر میر حسن خلیق است و درین فن براو بزرگتر آمدہ تھے	نسبت تلذذ دے بولیشتن کردہ است اکثر گریہ رنگ گلش مرا فی واقع کر بلاست اور است
اشک جو چشم خون نشان سے گرا	تھا ستارا کہ آسمان سے گرا
ہنس دیا یار نے جو راج خلیق	کھا کے ٹھوکر اس آستان سے گرا
غفلت میں فرق اپنے تجھ بن کھوہ آیا	ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تونہ آیا
کھا میں نے جو اے گل کچھ دنا کر	تو دوہیں ہنس پڑا وہ ٹھل کھلا کر
کس کے خرام باز کا پا مال ہوں فلیق	الگتی ہی جو طے دل کو مرے ہر قدم کیساتھ
خندان لیے از شہرہ بودہ از غیبات طبع اوست	
گردش چشم پر تری جبکہ گاہ کیجا	خاندہ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجے
خود غرض تخلص شاعری از فرخ آباد است از افکار اوست	
بند قبا کو مکھول کے گلشن میں تو بنجا	ہو دے نہ گل گلے کا کہیں ہار دیکھنا

خیال تخلص غلام حسن خان آبالش صاحب عتبار بوده اند برکت اللہ خان برکت
تخلص کہ از موزنان فارسی است عم او میشود خیال درستی خیالات خویش بہ برکت
صہلح برکت نموده نوشته اند کہ دو دیوان دارد متربیب لصد ہزار بیت و انچہ
ما از وی گزیدہ ایم اینست

تجھے تو غیر کو منظور مسخہ دکھانا تھا جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ بارہ غریب پھر تے سے مہا خاند مجنون آباد حاضر ہن ہم تو آؤ شمشیر کین بکالو جرعہ افشان ہو ہاری خاک پر غافل بھی مژگان کی یہ کاوش نہیں ناؤں گئی ہو پیرا عشقت کی پہ دل آیا ہوا اور خیال	نقاب کھولنا گرمی سے ایک سہانا تھا کہ چون چلین شمشک رہ گیا نظارہ غریب پانوں جب ہم نے دھرا آنکے دیرانے پر جو دل کی آرزو ہو اُس کو کمین بکالو ہم بھی اس ساقی تری مجلس کے سوا نہیں ابر کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہو اگر غمخیز نہ رہے تجھے بھی ہوا لگی پڑے
--	---

حرف الدال لہلہ

داغ تخلص میر مہدی نام فرزند میر سوز جو اینست نیکو روئے دزیا شامیل و باد خود
دلربائے بہ بیدی مائل شہبہ گل با او بھر دو مسخہ درست است کہ ہم سینہ جاک است
و ہم سینہ ہر بد ریدن میدہد و مشابہت لالہ باوے بہر دو صورت موافق کہ ہمیشہ
داغ است و ہم داغ برد لہامی بند با بھل در بست سالگے عند لیب گھرونی شدہ یک چند
لصد عشرت چون بلبل لقص گل بوصل آن نو بہار حسن بہر برودہ آخر ہدام بھوان آمدہ
بی طاقی دل کار برد تنگ کردہ نزد یک بود کہ رشتہ جانش بگلدہ یاران سخی در آزادی
آن لاگر تھار نفس فراق بجا آورد نہ دآن سرو ناز را تکلیف فیتا رکروند چون ہنگام
جلوہ نیامدہ بود مکل خود را نتوانست عرصہ دادا مانی سکین شورش دیوانہ خویش
مفرجے مرکب از وعدہ زود آمدن فرستاد عاشق ناشکیب گوہر وعدہ مند و الوو
وعدہ فرداے محشر دانستہ تاب انتظار نیامد و دوبہ امید انیکہ ازین کشمکش

یابہ ہستی در گسلانید آید دانست کہ در گور از پنج حجبہ ران می توان رست حال آنکہ دل شد گانرا کمال چہین است و کھیل کہ صادق باشد ہر حال دم جان دادن اینست
بر عنوان کتبش نوشت از دست

از جان رستی بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبیرم خوب گرفتگی
اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ہی ہنشین دیکھو	اوسہر دیکھو اوسہر دیکھو ہین دیکھو کین دیکھو
اسی کے پاس چورہ رہ کر یہ جو سکر آتا ہی	اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہیں گر کچھ سمجھ ہوے	ہوائی رنگ دیکھو ہاتھابی سی جبین دیکھو

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند مرزا ولیعہد بہادر ظفر تخلص است از دست

کسی کی چشم میگون کا تصور ہم کو ہی دارا	قدم اٹھتا نہیں ہی لغزش متانہ کھین
--	-----------------------------------

وانا تخلص میر فضل علی از مردم دہلی شاکر دیر شرف الدین مضمون بودہ اور است

دل میں ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا	یوسف مصر کر تو ہی ہے اے یار عزیز
-------------------------------------	----------------------------------

واووب کے از پیشینیان است شاید تخلص باسم باشد اور است

جان دنی کی سیر کو کس طور رکھے وہ صنم	دیکھنے نہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں
--------------------------------------	-----------------------------------

ورومند تخلص کریم اللہ خان از خوی شان عمدۃ الملک است بعصر شاہ عالم بادشاہ

بوقت میں زیست از دست

گنارے سے کنار اکب لے جو بھر کا یارو	ایک گنے کا مضمون دیدہ پر آب کیا جانے
-------------------------------------	--------------------------------------

ورومند تخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر تخلص اجند لیب کہ از

احفاد شیخ بہار الدین نقشبند بودہ قدس اللہ سرہما العزیز از طبقہ صافیہ مصوفیہ است

حد فضایل سورے و کمالات معنوی وی غایب از حد رشم و بیرون از نیر وی قلم است

یارب از درستی و انقطاع ایشان شرح و مدیا مذکور و قلموے پرداز دیا از تہذیب

باطن و تزکیہ نفس حرت زندیا از گداختگی دل و برشتگی جگر و درو مندی خاطر با زگوید ہوندا

حوصلہ این عجالہ ذکر این مقدمات را بر نمی تابداگر باوراک سرے دارے مصفا لاش کہ دین

نہ ہمارا نختہ قلم قدرت است مطالعہ کن و در یاب کہ سختم از خطا و اغراق پر کران است

از لطافت طبع و شگفتہ نظم و در شاقہ مضمون پیدا است کہ خواجہ را درین فن نیز مانند کمالات
 اخروے مکتبے ارجمند و دست گاہی بلند است فکرش صحیح و نظمش فصیح و تقاریرش از رکاکت
 و اغلاط پاک و در جنب گہماے خیالش گہماے حین ہم از حس و عاشاک دیوانش از نظر
 گذشت از شمار پرکن خالی است و اکثر ابیات با علومعانی و مومضامین و کوش و حالی فن
 موسیقی را نیکو میدانست تاریخ آدرینہ بست چارم صفر ندای یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی
 الی ربک مراضیتہ و غیرہ سبع رضا صفا نموده و کان ذلک نے نہ تسعہ تعین مائے بلطف من ہجرۃ خیر الانام
 علیہ الوفاء و صلواتہ و سلام این شمار از دیوانش منتخب ترین یا غرضت قتاد

پر تری عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
 درو یہ مذکور کیا وہ ہشتا تھا یا نہ تھا
 ہم نے سو سو طرح سے مردیکھا
 مین جا ہون اور کو تو یہ مجھے نہو سکا
 مین نے تو در گذر نہ کی جو مجھے ہو سکا
 بس ہجوم یاس جس جی گہرا گیا
 اک عمر سے سیر ہون زلف دراز کا
 جی مین نہ رہا ہے یہ آہ بھی کر دیکھنا
 جب تلک پونچے ہی پونچے لاکھ کا یاں میر تھا
 تو کہ کب تلک آزما تا رہے گا
 نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا
 عاشق تری گلی مین کئی بار ہو گیا
 اس چشم شکبہ را یہ کیا جھکو ہو گیا
 دیکھین گے کوئی وٹ کرے گا
 ہم رو سیاہ جاتے ہے نام رہ گیا
 افتادہ ہون پہ سایہ قد کشیدہ ہون

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
 بھول جا چپ رہ عبرت وہ سابقے میں کر
 آن لبون نے نہ کی مسجانی
 تو اپنے دل سے غیر کی الفت نکھو سکا
 گونا لہ مارا ہو نہ ہو آہ مین اثر
 سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
 ہو کو تھی اجل کی طرف سے ہی دور نہ مین
 نالہ دل کا اثر دیکھ لیا درو بس
 کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے سکو بھی
 جفا سے غرض متحان و فاجر
 اس نے قصہ ابھی میرے نالے کو
 ہی کچھ خبر نہ تھی کہ ادھر اٹھ کے رات کو
 پھرتی ہی سیدی خاک صبا در بدر لیے
 گر ہن بھی ڈھنگ تیرے ظالم
 مثل نیلین جو ہسم سے ہوا کام رہ گیا
 کھینچی ہی دور آپ کو سیدی فرو تخی

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
 تر دامنِ پیشخ ہمارے بختِ یو
 دامنِ دشتِ ہر پر لالہ گل سے یارب
 نزعِ مین تو ہوں ولی تیرا گلہ کرتا نہیں
 کرتا ہوں پس مرگ بھی حل مشکلِ عالم
 تو مجھ سے نہ رکھ غیبِ رجبی مین
 ہر چند نہیں صبر بچے دردِ لیکن
 نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
 ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
 کا سنِ تاشع نہوتا گذر پروانہ
 اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے تنگ ہو
 یار و مراش کو ابھی بھلا کیجئے اس سے
 خدا جانے کیا ہوگا انجامِ اس کا
 ساقیا یا ن لگ رہا ہے چل چلاؤ
 کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا
 دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
 نہیں گئے اگر کسے گا تو
 کب ترا دیوانہ آئے قید مین تدبیر سے
 سب بُرا کہتے مین تو کہنے دو
 اگلے معافے کو اگر کیجئے معاف
 دردِ اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
 اس طرح سے یک لخت جو آنسو نہیں بہتی
 تیری گلی مین مین نیلون اور صبا چلے

دل ہی نہیں رہا ہے کچھ آرزو کریں
 دامنِ نچوڑے تو فرشتے وضو کریں
 خونِ عاشق بھی کسین ہووے بہادر مین
 دل مین ہر دوجی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
 بیس ہوں پر ناخن کی طرح عقد کشا ہوں
 آئے بھی اگر مزارِ رجبی مین
 اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بزمِ اکسین ہو
 محکم تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی بنا ہی ہو
 گردِ دل ہوں تو آرزوہ خاطر ہوں تو بخیم
 تم نے کب قبر کیا بال و پر پروانہ
 لوحِ مزار بھی مری چھائی پر سنگِ ہر
 مذکور کسی طرح تو جا بکھیجئے اس سے
 مین بے صبر اتنا ہوں وہ تنہا ہو
 جب تک بس چل سکے ساغر چلے
 محبت کیا بھلے چٹنے کو دیوانہ بناتی ہو
 آن مین کچھ ہو آن مین کچھ ہے
 تیری خاطر ہمیں مقدم ہو
 جون صدا نکلا ہو جاے خانہِ زنجیر سے
 بات لائے ہو تم بھلی ایسی
 لگ جاؤں اب گلے سے مکافات کے لیے
 جو سانس بھی نہ لے سکے سواہ کیا کرے
 معلوم ہوا دردِ کسین آنکھ لڑے ہو
 یونہی خدا جو چاہے تو بندیکا کیا چلے

<p>اُس بی وفا کے آگے جو ذکر و فاعلی ایک تو پارہی اور تہہ طرح دار بھی ہے گر صبا کوے یار میں گزرے دن بہت انتظار میں گزرے ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے</p>	<p>کہہ بیٹھو نہ درو کہ اہل وفا ہونیں دل بھلا ایسے کو ای درو نہ دیکھے کیونکہ یہی پیغام درد کا کہنا کون سی رات آن پلے گا روندے ہی مثل نقش قدم خلق یاں مجھے</p>
<p>در بیغ تخلص سید زین العابدین از بنائے سیف الدولہ سید رضیخان بہادر بہت مصلح سخن از شاہ نصیر گشتہ از خیالات اوست</p>	
<p>یون وہ بولا دیدہ تر دیکھ کر دوچار کے</p>	<p>ڈوبتے مجھ کو لکھ آتے ہیں گھر دوچار کے</p>
<p>در ولایت تخلص میر شاہ علی نام شیش لہا الہ دیا کہ از ستارح عالی مقام است و مشہور خواص و عوام میر سید فتحی از فنون صمیمہ کسب کردہ و کتب متداولہ بہر استاد خواندہ بعظمتان شباب شعر سلیقت و مشورہ سخن بامیر نظام الدین ممنون میگردہ اور بہت</p>	
<p>در ویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا غنی اک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یا رسول</p>	<p>اس ملک عشق میں سلطان سمجھ کر روز روئے ہیں وہاں کے درو دیواروں</p>
<p>دل تخلص مولوی شمس الدین از صاحبان شکور است و باد امر مالوف و از مناسبت ہی تقور درین بلکہ خجستہ می بودہ اور بہت</p>	
<p>صبح ہوا آئی ہے اور رات چلی جاتی ہے</p>	<p>تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہے</p>
<p>دل تخلص زور آور خان از باشندگان سرکار کول است دیوانے میجر و مشنوی ہاے شعور دار در کہ بنظر نرسیدہ نو بے عنایت حسین خان فرزند ایشان و استانی بہک شہوی ایشان رو بروئے نعت یہ خواندہ بود این شعر راز تذکرہ ہا انتخاب یافت پچہ</p>	
<p>مست پھر اسہ مرا ای ناصح جاہل اگر کیا سینے کو وا کسے لگائی آگ گلشن میں فانچہ کو عربستان سے جو زوار آئے ساقی نے جو بلایا مجھے میں نے پی لیا</p>	<p>پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہیں دل کر عیان ہن داغ حسرت لالہ حرا کی چھاتی پر لائے تربت پر مرے وہادی مجنون کو گل زاہر تجھے خبر ہے حلال و حرام کی</p>

دل تخلص آزاد خان بذریعہ قبول اسلام از آتش جہنم آزاد گشتہ اور راست	
یہ تماشا ہو کہ قاصد کو ملو ہر دو شام	خط کا انعام کیا نامہ و پینام کیا
دل تخلص دیبی پر شاہ از ساکنان مرشد آباد است از افکار راست	
امید وصل اس سے عبث تو رکھے ہر دل	جس سے کہ رسم نامہ و پینام بھی ہو
دو تھو سن تخلص بہادر سنگھ کھتری بنیرہ راجہ خوشحال رائے کہ در عہد محمد شاہ بادشاہ از اہل ثروت بود اور راست	
ہون تری مجسمن جون ویدہ نگرس حیران	چشم پوشی نگر اپنے نگار سے مل
ولیر تخلص دلیر شاہ نام درویشی بود در عظیم آباد از دست	
محیر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو	یار ہو مے ہو گلے مین بہت ہو
دلسوز تخلص خیراتی خان نام از کردہ افغانہ و باشندگان قصبہ ٹیل و تلامذہ شاہ	
نصیر حیران آبادیست دور خدمت نواب ظفر یا بجان میگذاشت و دام بٹنفل مدام بہر برہی نقل کردہ اند کہ درجے پورا زین عالم نقل کردہ اور راست	
ارادہ پائے بوسی کا تھا اے بیدار دلہا جلو فراق کے صد ہون سے لالہ زار رہا تب فراق کے بیمار کی جو دیکھی بنض وہ تو کہتے ہن راز دل اپنا اور بان دل کی بیستہ داری سے وہ منہ زلفون سے ٹوٹا کئے ہن نوہم تو بہا دی ہن سب سمین گے ہم اگر لاکھ بڑائی ہوگی رات تم اُس طرف جو آن پھرے	گر اقد ہون ہی پر تیرے کتا جسوقت سڑنا ہیان خزان مین صد موسم بہار رہا طیب کو بھی کئی دن تلک بجا رہا ست کسی اپنے یار سے کہتا روز دو تین چار سے کہتا وہ دن کو رات کہتے ہن تو ہم تار و کھاتی مین پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی دن مرے کچھ تو میری جان بھرے
و لکیر تخلص میر حمایت اللہ خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جدہ اردو علی نعمتی نہ ملا سرفراز بہت دور فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل مہارت خوشی دارد و بہت شہرت و احترام ہم می رسد و رزمائیکہ طسوج مشاعرہ می افگند و ای را	

ہم تکلیف می نمود این شہار از افکار دوست

جس طرح ناک من دم لایا ہوسرا یہ شیخ	یافزا اس کے بھی چھپے پون ہی شیطاں پڑے
دلگیر سے تم چپکے سے گر آن کے ملتے	رسوائی مسر کو چہ و بازار نہ ہوتی

دولہن تکچم حالش بسان رویش در نقاب است این دو بیت از ان عصمت ماب است

بہا ہر پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا	حری کی راہ سے جاتا ہوتا قلبہ دل کا
جہان کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں	مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں

دوست تخلص ہمیش معلوم نشد اعظم الدولہ در ازاہل فرخ آباد پوشتہ از دوست

روشن گریہ مری چشم سے سیلاب لے لی	بقیہ اری دل بیتاب سے سہا لے لی
----------------------------------	--------------------------------

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان نام از مردم بنارس است بمناسب ممتاز انگریزی
سفر از ماندہ در ایامیکہ بھراہی روشن الدولہ کو لبرک ناظم جہان آباد بجان آباد آمدہ بود با فقیر
ہم در خوردہ این ابیات از دوست

اُس کا آئینہ ادھر ادھر کلام ہوا	اپنا قصہ ادھر ادھر تمام ہوا
بتاؤ تو دست جنون کیا کرو گے	گریبان میں جس دم نہ اک تار ہو سکا
چلتے چلتے ایک دن دوا نہ بس اٹھ جائیں گے	جون چراغ صبح دم ہم سینہ سوزان سمیت
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر	خاک اُس کے پیچھے آپ کو ہم نے کیا بحث
مری سر گشتگی کو دیوانہ	پونچے کب آسمان کی گرد و شش

دیوانہ تخلص اے سر پنگا از شاہ شہرست اکثر موز و نان بلاد شرقیہ کسب سخن از کردہ از جعفر علی
حضرت میر جید علی حیران از انجملہ اند اکثر میل طبعش بہاری بودہ گاہے ریختہ ہم موز و ن ہمینو این شہار از دوست

جان پر آغی ہم مری خاموشی سے	بات کچھ بن نہیں آئی ہوا اب اظہار بغیر
دل ہر کہ تیری بیچ کے آگے سے ٹل بجائے	رستم کا کب جگر ہی جو زہرہ پھل بجائے

حشر الذال المعجبہ

ذاکر تخلص مرزا محمد بیگ شاگرد مرزا رستم بیگ شخصی است از جہان آباد اور ہست

چو طر اسلام کو اور پکینج کے تشقہ ڈاکر	طالب کفر ہوا اس سبت عیار سے مل
ذوہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر منصب پیکاری نظارت حضور والا ممتاز دودہ اور راست	
ترے کو ہے من روز و شب طرا پھر تا جیہ ذوق	بجا ہوا ایسے دیوانے کے مطلب کو رو کر بنا
دوکا تخلص ذکا را اللہ خان نام لکھنوی از اولاد نواب محبت خان بن حافظ رحمت خان مرحوم	ہست کہ جلائل آثار ایشان از غایت مستہار نمازند لہذا نیست در ہست
آہ کس طرح سے اُس پردہ نشین کو دیکھوں	اُس کے طرح میں تو کو کی روزن دیوار ہنیں
دوکا تخلص غوب چند کا تھو دہلوی شاگرد شاہ نصیر ست روزے با فقیر بر خور وہ بود کیفیت	کہ تذکرہ در ریختہ نوشتہ ام ملاحظہ شد از اوست
آسیاب کہ چلے سر پہ ذکا نیند کسان	ہاتھ سے حبسج کے ڈھونڈھے ہو تو آدم کین
پتھر ہوا بروے دلدار دیکھے کیسا ہو	کمان کمان چلے تلوار دیکھے کیسا ہو
نقش یا خالق گیتی نے بنایا ہمسکو	جسکے قدموں سے لگے اُس نے مٹایا ہمسکو
شرم سے ہو گئی پانی تری دولت سے بن	سوج دریا بھی مری پانوں کی زنجیر کو دیکھ
<p>ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی مخاطب بجا قافی ہندی آئینہ طوطی بلاغت ہست</p> <p>وطوطی شکرستان فصاحت جائزہ سحر بیانی ببالایش راست دوا من آتش زبانی از</p> <p>باوقش شعلہ افزاست رنگینی خیالش جلوہ لالہ و گل بنظمی فزادہ و شمع فکرش</p> <p>پروانہ دار دل می رہا بد اگر لفظ بنشین در کلاشش آید جانفز از ارقم عیسی ہست و اگر جرن</p> <p>برود رخش گذر و دلکش تر از خوش آمدی شاہزیا بہر مہر عشق تیر لیست از ترکش کمان</p> <p>ابروان برجستہ دہریش و شہنہ ایست دلہا خراشیدہ و سر ہا شکستہ از مدت سی</p> <p>سال بمشق سخن می پرواز و دورس کار مرشد زادہ آفاق مرزا ولیعہد بہادر علم امتیازی</p> <p>افراز ذوق مشتقی کہ او راست دیگرے را دیدہ نشد و معہذا طب و یابس کہ شہوہ بسیار گویان</p> <p>ہست در کلامش کثیر و جمیع اصناف سخن قدرت تمام دار و بالجلہ از شعراے مسلم و مقرر ہست</p> <p>و باین ہمہ کثرت فکر و هجوم اشعار ہنوز بہ ترعیب دیوان نہ پروا خدہ صحبتش گاہ گاہ اتفاق</p> <p>می افتد از مستحبات زمان و معلمات ددران ہست</p>	

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا
ہم میں اور سایہ ترسے کو چینی دیوار دکھا
مجھ کو ہر شب بھر کی ہونے لگی جون روز حشر
مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
کسے ہر خجرت اتل سے یہ گلو میرا
لبوں پر جان عبت ہی منتظر وہ شوخ کلبیا
تامل کچھ ذوق قیدن دیکھیے کیا ہو
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
لکھے اُسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریاں عدن سے
ٹھہری ہو ان کی آنکھیں بیان کل پہ صلاح
مجھ میں کیا باقی ہو جو دیکھے گا تو ان کے پاس
نہیں تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو شکستے ہیں
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا چذاب میں
وہ جنازے پر مرے کسوقت آئے دیکھنا
ہاں تامل دم ناوک فگتی خوب نہیں
اُس حوروش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
دیکھا دم نزع دل آرام کو
عبث تم انار کا وٹ سے منہ بناؤ ہو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
تو جان ہی ہمار سی اور جان ہی تو سب کچھ
رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکائی

مجھ کو ماہتابی پر دھوپ میں ٹھپا یا تھا
کام جنت میں ہو کیا ہم سے کھنگارو دکھا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینو لگا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
کئی جو مجھ سے کرے تو یہ لہو میرا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانیے آبا
کہ آتے آتے کب کب کر نیکانین قاتل کو دھبنا
زخم پر قسمت سے میری کار گر اچھا ہوا
پر ضعف سے ہاتھ نہیں قلم اٹھ نہیں سکتا
باغ ہستی سے چلا ہوں مایہ بیان چھوڑ کر
ای جان برب آمدہ تیری ہو کیا صلاح
بدگمان وہم کی دار و دہنیں لقمان کے پاس
نہ دل چھوڑے گا سکو اور نہ ہٹ سکتے ہیں
ہو فاپوچھے ہو کیا دیر ہو لجانے میں
کیا جانے لکھ دیا اُسے کیا اضطراب میں
جب کہ اذن عام میرے اقرار کئے کو ہیں
ابھی چھاتی میرے تیر و نسے بھی خوب نہیں
پروان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں
عید ہوئی ذوق و لے اشام کو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو
ایمان کی کینکے ایمان ہی تو سب کچھ
مژدہ خار دشت پھر تلوار کھلا ہے

کون وقت ای دای گزرا جی کو گھبراتے ہے
وہ نہ جاگے رات بہو مند سے نخت خفته کی
قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان طوفان شدت ہی
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادھر
زخمی پن ہوا ہون مری درد دیدہ نظر سے
وہ اپنے سینہ میں ہی آہ آتشیں ای دوق
نگہ کا دار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے
کہتے ہیں لوگ موت تو سب جلدے جلدے ہی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
زخم دل پر کیوں مرے مریم کا استعمال ہی
جوش گریہ کا مرے تم کچھ پنو چھو ماجرا
زبان پیدا کروں جو نہ سیاحت میں سیکانہ
فلک کیا فتنہ ساز میں ہو بہر چشم فغان سی
یہاں تک نہ تو ان میں ہم گذر جائیں اگر جان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو ایون دی ہی
صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
موزون کو حق نہ دے تجھیں کہ تالوین بلا
ای غم مجھے تمام شب جسد میں نہ کھا
بل بے غور حسن زمین پر رکھے نہ پاؤں
نہ ہو آب شہادت سے گھو تر نہ ہو ا
جکے میں خاک ہو اتو بھی رہا دل مضطر
ذوق بیار محبت ہی خدا خیر کرے

موت پڑتی ہی اجل کو بیان تلک آتے ہے
بج گیت آخر کج زنجیر کھڑکاتے ہے
پارہ پارہ دل ہی جس میں تودہ تودہ حسرت ہی
سو بھی آکر تا سیر مرگان جیاسے پھر گئی
جائے کا نہیں جو مرے حرم جگر سے
کہ برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے
چلی تھی بر چھی کسی پر کسی کے آن لگی
یہ درد سہر الیسا ہی کہ سہر جائے تو جائے
پر میرے پاس او سے بھی کوئی کھائے جلدے ہی
کر کے بین ضبط ہنسی دیکھوں ہون ناخن پڑی
مشک اگر مٹا گیا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی
چادر آب روان منہ پر مرے رومال ہی
دہن کا ذکر کیا یاں سر بھی غائب ہی گریبانہ
گرا تھا یہ بھی اشک سر نہ آو اوسکی مرگانے
اٹھائے مور لاشہ کو ہائے دست مرگانے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہو جم میرا
عین حکمت تھی کہ معدوم لبہ عرق بنے
رہتے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خیر نہ ہوا
یہ وہ سیاب ہی کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جان بر نہ ہوا

اوس نے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
کل جہان سے کہ اٹھا لائے تھے احباب مجھ
مین وہ مجنون ہوں کہ مجنون بھی ہمیشہ خطا میں
بے یار و وزیر شبِ غم سے کم نہیں
دیتا ہی دورِ چرخ کسے فرصتِ نشاط
پی بھی جاؤ قنکر پیش و پس جامِ شراب
فجھک اُس بوسہ و دندان نے پس از بوسہ لب
تری کو چہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
نکد کیا اور مرثہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
ستم کو ہم کو کم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
ہر اک گردش میں سوا اندازِ نازِ الفتہ را سمجھے
ندری رخصت نظر کو میری جانب کیوں لغاف سے
حسابِ صلا نہ پوچھے مجھے میرے دل کی زنجیر کا
سجھ ہی میں نہیں آتی ہو کوئی باتِ ذوقِ اسکی
تصور کس طرح بھولے ترا اس چشمِ گریان کو
بکا بون کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
دانہ خرمن ہی ہمیں قطرہ ہو دریا ہم کو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو
ہم وہ مجنون ہیں کہ دل اپنا ہی صحرایم کو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
جا بجا نام تو جون نقشِ قدم چھوڑ گیا
اثر کفر ہو طاعت سے بھی اپنے پیدا
اپنا ہی کعبہ مقصود فقط کو صبرِ دل

جا ہیے جاے کفن چادرِ مہتاب مجھے
لے چلا آج وہین پھر دل بتیا ب مجھے
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا ہے العتاب مجھے
جامِ شراب دیدہ پر خم سے کم نہیں
ہو جس کے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں
لب پہ تو تیرے دل میں ہوس جامِ شراب
دیے نقتل نکمیں چند پس جامِ شراب
اجل کو جو طیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قصا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ کو اُس بت سے خدا سمجھے
فلک کو ہم تنسی کا فر کی چشم سر سہا سمجھے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی نجات ناسا سمجھے
حسابِ دوستان در دل اگر وہ دل ربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نکا لے پھرتے ہیں کوئی کیا گھر سے نمان کو
نہ پیکانِ دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکا کو
آئے ہی حزمینِ نظر کل کا تماشایم کو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہم کو
اور جون خیمہ لیلہ ہی سودا ہم کو
کرشکستون سے بنایا ہی سراپا ہم کو
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے غنقا ہم کو
نقشِ سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہم کو
طوفِ گردابِ صفت چاہیٹا پناہ ہم کو

ایک دم عمر طبعی ہر بیان مثل حباب
اک حلاوت ہر عداوت میں بھی اُس ظالم کی
ذوق بازی گیر طفلان ہر سراسر سیر زمین
مرتے ہیں ترے پیار سے ہسم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہسم آغوش
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہیں ترے رشک خطر خسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
بعد مردن بھی خیال چشم فغان ہی رہا
میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پانوں کب بکھلا رکاب حلقہ زنجیر سے
کب لباس دنیوی میں چھپتے میں رو شخصیر
آدمیت اور شری ہر علم ہر کچھ اور چیر
سبکو دیکھا اُس سے اور اسکو نہ دیکھا چون نگاہ
آگے زلفین دلیں سب تھیں اور اب انگھیں تیری
حلقہ گیسو میں دیکھی کس کے خسارہ کی تاب
مجھ میں اُس میں ربط ہو گیا رنگ بوسے گل
دین و ایمان ڈھونڈتا ہر ذوق کیا ہوتے ہیں
می ملا کر ساقیان اسلامری فن آب میں
زلف نہی دش کو دھوے گردہ پرفن آب میں
چشمہ آئینہ میں کب تر ہوا باسے نگارہ
پھر تا ہر سبیل حوادث سے کوئی مرد و مکمل
نصبت صافی دلون سے ہون مکدر تیر و دل

شکر امروز ہر ذوق ہر عزم فردا ہمسکو
کہ دیا زہر بھی جو اُس نے تو بیٹھا ہمسکو
ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہمسکو
تو لطف میں کرتا ہر ستم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ
بیدالب افغی سے ہو ستم اور زیادہ
دل میں آئینہ کے جو ہر خار سے
جو نلک ہر کم نہیں طومار سے
سبزہ تربت سیرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق بچان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولاں ہی رہا
جامہ فانوس میں بھی شعلہ غریبان ہی رہا
کتنا طوطے کو پڑھایا پردہ حیوان ہی رہا
وہ رہا آنکھوں میں اوتا نکھوٹ پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
شب سہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا
آب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
کرتی ہیں جادو سے اپنی آگ روشن آب میں
ہو دے جاتے موج پیدا مار بہر آب میں
اس طرح جاتے ہیں دیکھا یا کدین آب میں
شیر سپد ہا تیرا ہر وقت فتن آب میں
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہر آہن آب میں

اب بھی گریہ سے نہیں فرصت مجھے فوارہ واپاس
 قلیان میں رکھا ہے اس نے ابرودہ کو
 دیکھنا آبی ڈوبٹہ مٹھ پہ اس کے دمخت خواب
 میں وہ ہوں تفتیدہ دل کر جائی اک بکاو چہ
 یوں رہا میں زندگی بھر شہ دیدار یاز
 سایہ سرد چین تھ بن ڈراتا ہے مجھے
 وعدہ ہے آنکا اس کے ابر کھل جائے تو آئے
 خطا کو ہم کھنے چہ بیٹھے آنکھ سے اڑے یہ شک
 تیر چٹکی میں لیا اس نے بی جان عدو
 نام میرا اس کے مجنون کو جھپٹائی آگئی پ
 مجھ کو ہر شب بھر کی ہونے لگی جون روز حشر
 لے کے آئینہ جو بھیجی حسن کی اپنے بہار
 حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
 موت اس کو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
 رات کو اس کو ذوق اس کی نوک مرگان کا خیال
 زندہ تو ڈوبے ہوا تیرے ہی مردہ آب میں
 مت لگا اے عشق دل کے آبلہ پر نقش غم
 باندھ دے ناقرہ کی گردن میں لٹلاں قیس
 کہاں تلک کہوں ساتی کہ لا شراب تو دے
 کھلے ہر ناز سے گلشن میں غنچہ نرگس
 بلا سے آپ نہ آئیں پر آدمی ان کا
 صبا بگولے میں ہو کشنگان زلف کی خاک
 بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر

گو کہ میں ڈوبا کھڑا ہوں تا بگردن آب میں
 ڈوب مر رو رو کے تو اسی ابر بہن آب میں
 برج آبی میں ہر سہ ماہر روشن آب میں
 گر ٹری گر ذرہ سیری خاک مدفن آب میں
 جیسے سستی کا دم ہوتا گردن آب میں
 اژدہا بن بنکے شب اے رشک گلشن آب میں
 ڈالتا ہوں دم بدم اٹھ اٹھ کے رخن آب میں
 بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق سن آب میں
 رشک میرے دل میں کیا کیا چمکیاں لینے لگا
 بید مجنون دیکھ کر انگڑا اسٹان لینے لگا
 مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسان لیتے لگا
 اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دھان لینے لگا
 شمع کی ٹکڑی جب سمھ میں زبان لینے لگا
 یوں ترا بیا غم جو چمکیاں لینے لگا
 تن پہ ہر موسے مرے کا رستاں لینے لگا
 بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے
 ٹوٹ جائیگا یہ گبند اس کس کے بوجھ سے
 بوجھ کم ہے اس کا اویلی جیس کے بوجھ سے
 ندے تو حام ڈو کر کوئی کباب تو دے
 ذرا دکھا اسے بوجھ نیم خواب تو دے
 تسلی آکے مجھے وقت صطراب تو دے
 کہ بعد مرگ بھی معلوم بیج و تاب تو دے
 بچھا پر اسکی ذرا آتش عتاب تو دے

نشہ میں ہوش کسی جو گئے صاب کرے
جواب نامہ نہیں گرتو رکھ دونامہ یار
رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل بہت کا
خنک دلون کی اگرشت خاک دفن میں
ہو بچ رہوں گا سر منزل فنا ہی ذوق
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیے منے پرست ہو
دولت کی رکھ نہ مار سرگنج سے امید
غفانے گم نشان کیا نام کے لیے
یہ ذوق ہے پرست ہی یا ہی صنم پرست
شوق نظارہ ہی جب سے اس رخ پر نور کا
نزع میں بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
دادی ظلمت میں اپنے دخل ہی کب نور کا
تیرے کو چہ میں تن لاغر ترے رنجور کا
میں وہ ہوں پنجیر جس کو دیکھتا ہی وقت بچ
اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
دل کا یہ احوال ہی غم میں ترے احوست ناز
حق تو یوں ہی یہ امانیت عجب غماز ہے
عشق کے مکتب میں ہو فرما دسب ہی تیر تو تن
جھانکے ہیں وہ میں جس روزان دوار سے
کھینچے مانی اس پر کی کون کہ تصویر گفت
تو ہو بعد از مرگ بھی گرا ہی محبت و سنگ
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا

جو تجھ کو دینے ہیں بوسہ حساب تو دے
جو پوچھیں قبر میں عاشق سو کچھ جواب تو دے
نہیں یہ اتنا کہ بھر کا نہ حساب تو دے
پڑے تو واقعی ایک بار گدا اب تو دے
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے
حورون پر مر رہا ہی شہوت پرست ہی
آئینہ خاک صاف ہی صوفت پرست ہی
سوزی وہ دے گا کیا کہ جو دولت پرست ہی
گم گشتہ کون کتنا ہی سرت پرست ہی
کچھ ہی بلا ہے لیک محبت پرست ہی
ہی مرامغ نظر پروانہ شمع طور کا
مجھ کو شربت میں مزا آیا مگر انور کا
ہر ایک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا
ایک غبار نا توان ہی کا روان مور کا
دیدہ حسرت سے حلقہ جو ہر سا طور کا
بال بھی بانڈے جو سے پر تو زلف حور کا
جیسے مرجھا یا ہوا دانہ کوئی انگور کا
قصہ ہو بچا بازبان وار پر منصو رکا
تین دن چائے اگر تو یذ سیری گور کا
داسے قسمت ہو اسی روزن میں گھر زبور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ ردی حور کا
استخوان سے جو مرے دستہ تری سا طور کا
لکھ دیا تھا کہ کن بھی نام ایک مزدور کا

بل بے وحشت اب ملک بھی شاخ آہو کی طرح
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہر جس کی خاک تین
شمع نازان نہ ہوا ک رات بہا آنسو گرم
مہر دش بل دترہ جو حسن جہاناب کی تپا
دست خورشید کی عیشہ سے سپر جلنے چھوٹ
دل عاشق کے جلانے کا ہر سارا سدا
کو لسا سوختہ جان صبح سے ہو گرم فغان
ہم تو سنتے تھے سدا کل جھوٹ بارود
قبرین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہر
ہم نے جانا تھا کف پائین تھارو خال ہر
ابر بربون رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
میرے دو ماہ سے یاں تک زمانہ ہی سیاہ
دل میں شگل یا رکب آئے نظر بے اضطراب
مین وہ مجنون ہوں کہ میرا کاغذ تصویر بھی
جیسے ہر دل میں کسی کی نوک مڑ کا نکی غلش
دل پہ ہوں گرداغ سوزاں شق مین ہر کوہن
کھاؤن مین بڑا جو اس بن کو نہ کر دل بکڑے نہو
ہن جہان مدفن تھارے کشنگان نصف کو
شعخ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہر رنگ پان
بسکہ ہر نور و ناپنا اکت پ بادہ سے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خفا کے پڑو
ہو اسیران محبت کی بلا سینہ میں گ
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہتین

تج کھاتا ہر دھوان میرے چراغ گور کا
ہر در تاج سلیمان بیضہ بیضہ سور کا
برسون یاں چشم سے ٹپکا ہر می لو ہو گرم
خ سے گرم آئینہ ہوا آئینہ سے زانو گرم
کھینچ کر تیج کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم
بنی شعلہ ہر حرری رنگ مہجو کا رو گرم
کہ ہوا آتی ہر کوچہ سے ترے گلہ دو گرم
ذوق ہونا ہر وہ کیوں ہو کے ترش بارو گرم
لوح بالین پر بھی لکھا سورہ زلزال ہر
لیکن اب دیکھا سویدک دل پامال ہر
خاک میرے ڈھیر کی اڑنے میں جیو رال ہر
آفتاب آسمان رنگی کے منہ کا حال ہر
قلعی سیاب بن آئینہ بے مثال ہر
مثل عیدی باعث خوشنودی طفل ہر
نشر زبور توتن پر مرے جو بال ہر
پھر تو خسر و کا بھی گنج سوختہ کیل ہر
چو رنگ پان ہر وہ مجھ کو شیر کا سا بال ہر
نقل کجا بید مجنون ہر وہاں یا جل ہر
خون اعجاز مسیحا سے لب اس کا لال ہر
دور سا غرہ کو ساقی گردش یکال ہر
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہر
شعلہ جو الہ سان طوق گلہ تک لال ہر
گر ہی اسی ذوق طول نامہ اعمال ہر

موسے سر ماران سید کا ایک سر اسر لشکر ہی
 آبلہ ہائے سینہ جو خیمہ سے دیکھائی دیتے ہیں
 ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید شہت بلا
 کہہ تو بہ خدا ہی لکھے آج کہ جوش برہنیں
 میں وہ شاو کشتہ زخم ہوں یار جسکے ساتھ سدا
 گاہ ہجوم یاس میں ہی دل گاہ ہجوم حسرتاں
 خال چشم جانان کا رخسار سے مجھل دیکھو تو
 ہووے ام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھو ابھی
 میں ہجر سے مرنے کے قرین ہو ہی چکا تھا
 جینا نظر اپنا ہمیں صہلا نہیں آتا
 وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
 کیا تھری وقفہ ہو ابھی آنے میں اسکے
 دل بقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہی
 کرے ہی شرع کا پاس نہک مدام شراب
 یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کارِ سعید
 بہار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
 فرقت کی رات جی چلے ہم تازان صبح
 پر نور ہی تراخ نہیں بان صبح
 اب میکہ میں شام کو ناتوس چھوٹکے
 ریش سفید شیخ میں ہی ظلمت قریب
 ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
 چمن سے بعد ہیں جبریں سین و کاف قفس
 پر کرتے کو جو صیا دے چاہی مقرض

ہانگ جو ہی ایک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہی
 مزرع دل پر سیری بڑا کیا غم کا اگر لشکر ہی
 دریا اسکے شامیون کا وہ زلف معبر لشکر ہی
 ایک صحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہی
 جوش اشک کی دولت سے چون بوج سمندر لشکر ہی
 ہی یہ مرد سپاہی پیشہ بھرتا لشکر ہی
 او تراپشت پہ مچھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی
 ہوتا گرد اسلامیدن کا چون بھگت ہر لشکر ہی
 تم وقت پر آپہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا
 گر کج بھی وہ رشک سیما نہیں آتا
 پر میرا جگر دیکھ کہ میں آفتابین کرتا
 اور دم مرا جانے میں تو قف نہیں کرتا
 دینا کے زرد مال پہ میں قف نہیں کرتا
 حرام ہی نہیں لیکن نہک حرام شراب
 شروع دیکھ کے کتبے مہ صام شراب
 کہہ ای طیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج
 ہو گی اذان گو رہساری اذان صبح
 آنکھیں ہیں تیری مست صبحی کشان صبح
 مسجد میں مدون رہی تسبیح خوان صبح
 اس نکر چاندنی میں نکر ناگمان صبح
 قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ
 قفس میں بند ہیں ہم مثل نایاب قفس
 ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

ہوتا ہر حق میں مری مطلع آہی مقرر
ناخن شیریں چرخہ دم ماہی مقرر
لفظ قلق کی طرح سے ہون ہیں رہا قلق
ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں
ماند سایہ سر سے قدم تک جبین ہوں
میں ہوں تنہا را سایہ جہاں ہم دہن ہوں
آہن کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں
مغل میں آس کی میں کوئی چو سکرنگ ہوں
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کو بون کہ بے وضو کرتے
تو گل کھو نہ تمناے رنگ و بو کرتے
مقابلہ میں جو ہم تھم کو رو برد کرتے
اٹھیں گے خواب سے ساتی سب و بو کرتے
تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے
پھر زلف بنے وہ دست ہو جبین اٹھ کر آتش ہو
دریا پر سی حباب کے شیشہ میں بند ہو
اوجھ سکتا ہو کوئی برق کے بھی خار و اسن سے
اگردن دس تار میں گر ہو عطا ایک تار دہن سے

نام فریاد سے ہوتے ہیں جگر کے ٹکڑے
جگر و برین ہر ہر اک کو ہوس قطع و بر
پھر کرا دہر آدھس بھی نہ اپنا گیا قلق
غنا کی طرح خلق سے عزت گزین ہوں
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہوں
میں وہ نہیں کہ تم ہو کمین اور کمین ہوں
میں وہ شکستہ دل ہوں نہ دوزخ میں تک ہوں
جو ہر سو پہلے میرے اٹھانے کی منت کریں
مزے جو موت کے عاشق بیان کچھو کرتے
غرض بخی کیا تو تے تیر دن کو آب پیکانے
اگر یہ جانتے چن چن کہ ہم کو توڑین گے
نہ رہتی یوسف کنعان کی خوبی بازار
یقین ہر صبح قیامت کو بھی صبحی کش
سراغ عمر گزشتہ کا کیجئے گرد و ق
جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہو گرا سین لعل کش ہو
بو شاک آبی آپ کو گر دل پسند ہو
لگی اس شعلہ خوکے کون مجھ سا نار و اسن سے
لگتا ہو اس تمنا میں میری ہر خار و اسن سے

ذوقِ تخلص ذوقِ شاہ نام ازاہل بنارس در دیشی است سر و پا پر ہنہ رخت بہ میرٹھ
ہم کشدہ اور است

نے بام کی ہیں زیب نہ زینت کسی در کے
ہم باٹ کے روٹے ہیں اور ہر کے نہ اوس کے
ذوقِ تخلص ذوقِ بام نام از مراد اباد است نسبت شاگردے بندگی مدی علی وار و
بسر واد قافش بے فروختن است گویند در موسم ہولی کہ زمان عشرت ہستہ بان است

تقلید فرقتی نوا یان در کوہ و بازار اشعار می خواند اور است	
مٹنے سے تصور میں کچھ کلمہ نہ مزا دیکھا	گروہ ہوا اُس کی تصویر ہی اور میں ہوں
دو مئی تخلص المعروف بشاہ ذوقی درویشی است از لکھنؤ اور است	
اپنی یہ چاہ اُس کی وہ صورت	ای عزیزو ہنگامہ سیکھے گھا +
رکھ ہاتھ وہ قبضے پر برہم ہو لگا کئی	اب تو ہی ترا سر ہی شمشیر ہی اور میں ہوں
حرف الراء المسملۃ	
راقم تخلص غلام محمد در اکثر خطوط دستگاہی دارد بقاری دانی ہم معروف از دست	
بس کر چلے عاشقی مری جان	غصے سے ترے جوڑ گئے ہم
جب میں نے کہا تم نے ملاقات اُڑادی	تو اُس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑادی
راقم تخلص بندر ابن نام بعضہ اور از بابتدگان متھرا بعضہ از سکناے جہان آباد	
نوشتہ اندرون نظر بر اسم و ترش می توان پذیرفت کہ از اہل متھرا باشد تلمذے اختلاط کردہ اندیکے شاگرد مرزا مظہر ویکی تلمیذ مرزا رفیع سودا نوشتہ بہر حال شمار گوش	
کیندہ دین قصہ بحث فراموش	
مری بد شرابیوں سے کرین تو بے گیساران	رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یا ران
یا ن تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	تا سب کسین کہ راقم رحمت تری وفا کو
راقم تخلص مرزا سبحان علی بیگ نام ایرانی نژاد است و مولدش جہان آباد دہلی	
بانا شہلا شہ خان بر طرف فتادہ و ابا جے رکیک گفتہ از یاران سعادت یار خان گزین	
است اور است	
ریشک چمن جو اٹھ گیا آج چارے پاس سے	پنے بزرگ گل یہاں اُڑ گئے کچھ واس سے
منہ دوپٹے میں چمپا یا اُس نے	دل کو پردے میں لہجہ یا اُس نے
راقم تخلص رفعت احمد نام سلسلہ نسبش بہ شیخ احمد شہرہ مجدد الف ثانی	
قدس اللہ سرہ العزیز میرسد و مولدش لکھنؤ سکنش رام پور شاگرد قلندہ بخش جرات	

بارہا بدلی رسیدہ و طریقہ رضیہ صوفیہ از غلام علی شاہ یادگرفتہ در صنائع لفظیہ بسیاری کوشش اور است	
یکسی مرگان کی آہ یارب پھرے ہن بزم ہاگزیر	اک شکل غربال پڑ گئے ہن ہزاروں وزن ان جگرین
راسخ تخلص غلام علی نام درویشانہ میرنیشی در سنہ یکہزار و دو صد و پہل فوت شد اور است	
دشمنی در پردہ کی ای و اسی تم نے کیا کیا	آپ تو پردہ میں بیٹھے اور بہن رسوا کیا
اب اور لگا ہونے ایجا و گلستان میں	راؤن کو لگا رہنے صبا و گلستان میں
راجہ تخلص راجہ بہادر فرزند راجہ شتاب رائے ناظم صوبہ بنگالہ اور است	
یہ رحم دل ہمارے مرہم تلک نہ پوچھے	ہم اون تلک نہ پوچھے وہ ہم تلک نہ پوچھے
رجا تخلص شخصی است تجھول الحال از کلام او است	
مرد کی شب کو آنے کی بیان دھوم و دھام ہی	بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے
رسا تخلص یکے از خانوادہ امیر تیمور است اور است	
ہم بھی ہن رسا دقت کے یا ان اپنے سیدان	ہن قید میں ہر ایک پری زاد ہمارے
رسا تخلص مولوی علیم الدین از سکنا سے ضلع شرنی بودہ اور است	
کب حوصلہ تھا دل کو شکر کی چاہ کا	خانہ خضر اب ہو نگہ رو سیاہ کا
رستم تخلص سید رستم علیخان متوطن جالندھ کہ من مضافات سرکار سہا پتور است از بنابر لوا ب عبدالمدخان فرخ سیری است اور است	
کب ملک ہجری دن دیکھیے ہم دیکھیں گے	آستین اشک سے ہر رات کو غم دیکھیں گے
رسوا تخلص آفتاب رائے نام جو ہری پٹری بعد محمد شاہ سر بسوا لے براوردہ کوچہ کوڑ بیابان تو ردی بودہ و دی بے شغل بادہ نمی آسودا ز لب رغبت دم مرگ حضار یالین را وصیت کردہ بود کہ از شراب شست و شولش کنند گویند بچان کردند از جامہ انداسن بوسے نمی آمد الہدۃ علی الراہے اور است	
کوئی جا نہیں زمین پر کہ شکون سے غم نہیں	رسوا بھی اس زمانے میں مجنون سے کم نہیں
وصل میں بخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو	اس دوائے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

رضا تخلص کی ازاہل رام پور است اور است	
اب کوئی غلطین مجھوں پہ بلا آئی ہے	جس ناتمہ بیٹے کی صدا آئی ہے
رضا تخلص میر رضا علی طغرانیس ازاہل لکھنؤ است از دست	
ہر ت ناز جو کل سینے کا صندوق ہوا	تیر جو دل میں لگا سولب معشوق ہوا
ست پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی	ایک دل تھا سوکھ بیٹھا ایک سری سوسودائی
رضا تخلص حمید الدین حلف حکیم کوئی چاند پوری است اور است	
آہ کیا دن تھی کہ ہم ساتھ تری ای کلر و ق	وہ قدم صحن خیابان میں چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہو کہین چپ کے تری کوچ میں	ہن گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے
رضا تخلص میر محمد رضا از سالکان عظیم آباد است پرتوی از میر ضیا یافتہ و در غفوان جوانی پورع و زہد گرا آئیدہ از فکر است	
اس کا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک	حسن روز افزون وہاں یان عشق شور افرا دیا
رضا تخلص مرزا جیون ابن مرزا جان از ملاذہ میر نظام الدین ممنون ازاہل امین دیار است و صاحب دیوان بار اقم تعارف داشتہ چند سالست کہ فوت کروا ورا است	
ہتھارے وصف دندان میں یہ بھی شعر ہوئی ہیں	کہ گویا رشتہ مضمون میں موتی پروتے ہیں
غیر سے گرم اختلاط ہو وہ	ہم بھی سٹھتے ہیں اور جلتے ہیں
کون سے وحشی کی اسکو ہتھ دے یا د آہ	سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کُسا رہی
رضا تخلص میر محمدی سید است از لکھنؤ و از تلامذہ میر ضیا است اور است	
نقش شیریں کاٹے پتھر سے پر اس کا خیال	یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرما دے
رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ ازاہل شاہجہان آباد و از امرائے والا نہاد بدانتگی مساکن اثنا عشر یہ معروف بود چند روز است کہ این جان گزین را گذاشت با فقیر ہم تعارف داشت او است	
مرے قتل کرنے میں دو قائدے ہیں	ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا + +
بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی تہین	جبکو نہوے عشق وہ انسان ہی نہیں

دیکھ ملک شمع کو عاشق کے ستارے والے	اکس طرح جلتی ہیں اور ون کے جلاتے والے
رضی تخلص مرزا رضی خان نجم از مراے لکھنؤ است و سطر قریباً با نواب وزیر المملک دلدو مشنوی ایلی و مجنون بزبان ریختہ از خامہ اش تراویدہ بنظر نگار مشتہ اور است	
دل کی طالب ہو اور رشت ہو جان کی	یہ ہم یہ مہربانی ہو اس مہربان کی
ترغبت تخلص میر ابو المعانی ساکن لکھنؤ است از فکر تداوست	
یاد ہو را توں کو چھب چھب کے وہ گانا اپنا	چنگیان میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا
ترغبت تخلص شخصی است از اہل مراد آباد از ناسن اطلاع دست بھم نفاذ این بیت از وثبت افتاد	
جسکو اپنی نین پر داسے جگر سوزی کچھ	اوسکی ہر بات پہ کیوں جیکو جلاتے پھرے
رفیق تخلص مرزا سدیگ از مردم دہلی و تلامذہ تارا اللہ خان خرق است بزم مشاعرہ می آراست اور است	
رہمن رہنے گا داغ دل عاشقان دم	ہو گا نہ شہر تک چہراغ مزار گل
ہیبتا گرے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے	مانز نقش پا ترے کو چہین مرٹے
رفیق تخلص امین اللہ از فکر تداوست	
رہ عشق کی کج و بدیچہ میں جو رفیق تھے سوجدا ہوئے	مگر ایک نالہ آہ کو مری دم سے جسفر می ہی
رفاعت تخلص مرزا ملکین نام از تلامذہ جرات است آغا از شباب عمرش با انجام رسید از دست	
وان کیونکہ روئے کہ نادای جہان یہ ہو	زبان پر سر کو دھڑکے نہ بیٹھا کرے کوئی پ
برسون کی ایکدمین رفاقت جو چھوڑ دی	کیا ایسی زندگی کا بھروسہ کرے کوئی
رفیع تخلص رفیع الدین خان از شیخ زادگان لکھنؤ است بہ مراد آباد آبادہ و بزیارت حرمین شریفین رفتہ اور است	
ناواون کے ستارے سے حذر کر ظالم	عشق بھی آہ سے منظم کی ہل جاتا ہو
ترقت تخلص مرزا قاسم علی صلش از مشہد مقدس و یکے از بزرگان شکر شیر سگونت	
درزیدہ دوسی درین بلکہ متولد شدہ بہ لکھنؤ مشافقتہ و کسب سخن از جرات ساختہ اور است	

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا ہمارے سامنے ست ابر بار بار برس چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی دیوار گلرخان کا سایہ مگر ٹراہی	یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا جو ہم سے ہو سکے تجھے نو ہزار برس اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی زاہد بتا تو مجھ کو طبع میں شلخ کیا ہی
--	---

زنجبیں مخلص سعادت یار خان خلف محکم الدولہ نلاسپ یک خان لکھے از مستنون
سپاہی آگاہ است اکثر بلا در اہکام سیاحت پیوودہ و درایام جوانی عشقا در زیدہ مرد
خوش صحبت و خوش اختلاط است با پیرانہ سلسلے طرائف الطبع تمیز شاہ حاتم
است چند دیوان با اصناف سخن نظم کردہ و آنرا در مجلدی فراہم آورده نورتن نام کردہ
چون دواوین دیگر بینی برہزل درختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمی سازد
بنابران از دیوان ریختہ و بختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شد بعد بپایان آمدن
این تذکرہ عرض لسرآمد یکان ذلک فی شہر جادوی الثانی سنہ ہزار و دوصد و پنجاہ
و یک ہشتاد سال زندگی کرد و از غرائب امور آنکہ می گفت درین سال سخت
بعدم آباد می کشم چون سبب پرسیدہ آمد گفت سالہا است کہ بخواست مصرع
تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال از انجھانے شدن من خبر میدہد قصہ شاہ
حاتم کہ شاعر مشہور است و استاد او بود نقل کرد کہ ہمہ برین نظم ایشان را اتفاق افتاد
خلاصہ چہچنان دیدہ شد اوراست

بہ تو ہم کہ دیگر ثابت گناہ کیلے غرضمند اپنے مطلب بگر کھے جو کام ای رنگین کھینچ لائے جو اسے اس خوش دل یاں تک آسے جو شوق کمانی کا ان دنوں میں بہت کیا کرتے ہونا صبح تم نصیحت رات دن جھگو برند بکا بنین مقدر جو دان جائے پرانے کر اپنے دل میں تو انصاف میں روٹھا ہوں کیونکہ	گر قتل تجھ کو قاتل منظور ہے بہارا وہ آئے یا نہ آئے میں بلائے میں شین ہستا یارے صد شکر کہ تجھ کو بھی یہ مقدور ہوا یہ طور خوب ہو احوال دل سنائے کا اُسے بھی ایک دن کچھ جائے سچا تے تو کیا ہوتا کیونکہ گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیس ہوگا اگلے میں ڈال کر باہن منانا حیرا د آیا
--	---

وہ اُس کی چھڑکیاں کھا کر تراجمسور ہو جا
جائے ہیں دہریں تو عنہم دیکھتے ہیں ہم
ہر ان سے اپنی گزر جائیں گے ہم
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام میں
تو وہ دیکھ کر تجھے جان کر حبلاتا ہوں
اُن کو پاتے ہیں تو پھر ہم آپ کو پاتے نہیں
اک چند سے اب سیر خرابات کو جی ہی
دینا میں تو ایک نازنین دے
دینا ہی جو کچھ سولاوسین دے
اُس کے کرچے سے آج کل نکلے
مجھ میں اُس میں جب صفائی ہو چکی
بھلا یوں دیکھنا دیکھ تو دیکھا جائے ہی مجھ سے
اس میں کیا تیری شان جاتی ہے
خدا شاہ ہے کچھ تقریر مجھے ہونیں سکتی
نشانی اُن کی چھٹا تھا سو اُس کی یہ نشانی ہے
روز جی میں ہے کہ طینچو اپنے تصویر نی
اگر اک دم کے دم آنے میں وہ تاخیر کر تا ہے
وہ ہر جانی ہوا و بن شغل ہر بھی نہیں سکتے

قسم ہی ایک عالم کو لڑ لادیتا ہوا رنگین
زاہد بتا تو کبے میں کیا دیکھتا ہی تو
تو نہ گزرے گا جہنم سے تو یار
گھر سے تیرے روٹھ میں جانا ہوں روتا ہوا
جو پوچھتا ہوں تغافل سے کیوں جلاتے ہو
دیکھتے ہی اُن کو ہو جاتے ہیں شادی مرگ ہم
مسجد میں رہے کعبہ گئے دیر میں بیٹھے
حور و قن کے عوض مجھے آلی
کب مجھ کو بہشت کی ہی خواہش
یہی رونا جو ہے تو ہم رنگین
صلح کو تب آئے اپنے ہم نشین
اُسے میں چپ کے دیکھوں بکا وہ غیر کو دیکھے
وہ نہ آئے تو تو ہی چپ رنگین
یہ میرا جی ہی جانے جو تری لکنت کے عالم کو
اس اپنے ہاتھ کی گل کی کون کیا اک کمانی ہے
دم بدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا اُس کا
بنے گی اُس سے صحبت کس طرح کچھ کہ نہیں سکتے

رنگین تخلص پورن لعل کا ستھ دہلوی از فکر ادست

باد و صبا دے می سے بھرا ہوا یاغ گل

رنگین نہیں ہیں قطرہ شبنم یہ باغ میں

رنگین تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری از تلامذہ جرأت است اور است

جان چھ سے اس قدر کس نے مکر کر دیا

مل چکا میں خاک میں اور دل میں ہر تیری عمار

وہ دیکھنا کسی کا نظریں چہرا چرا کر

روتا ہوں چپکے چپکے آتا ہوا جس دم

<p>ہم ٹھمن مشہور اپنا چاہنے والا کرین کیسا کیسا اب ایسے بگمان کو خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہو سو ہو چو کھٹ سے اُسکے مرگئے سر مار کے</p>	<p>ماننے ہو گر بُرا معشوق کئے سے توجان دیکھیں جو کسی طرف تو رک جائے وہی فغان ہو وہی آہ ہو وہی نالہ نکلا کبھی نہ مگر سے وہ بیرحم در تلک</p>
<p>رند تخلص مہربان خان از متوسلان نواب احمد خان بنگش ہست کہ ناظم فرخ آباد بودہ دیر لہبہ نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم بر فاقہ فراسیاب خان گذارہ مرزا رفیع سودا آزار مدحت طراز ان ہست لغتی در فنون علم موسیقی نیز شناسائی داشت اور است</p>	
<p>اُسکا عالم رقیب ہووے گا دیکھیے کیا کرے صیا و نفس کی تنگی رند اس دل کو خوار ہونے دے آتا نہیں تو آپ تو تلوار سلجھی دے</p>	<p>جس کا تجھسا حبیب ہووے گا دل کا گھبراؤ کہوں یا کہ نفس کی تنگی ہی مری جان کا یہی دشمن دیتے ہن عقد حسن بن عاشق عروس جان</p>
<p>ربیع تخلص میر محمد نصیر نام دہلیہ و جادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ بہ اکثر صفات حسنہ موصوف و فہم روز موسیقی معروف صاحب تسلیم درضا محبتش دلکش و دلکشاداعی نیز بوسے برکت صحبت ایشان دریافتہ است و مذکور شعر و سخن در میان آمدہ در شناختن شعر سلیقہ خوشی دارد بالفعل نظم اشعار نئی پر داز و ہنگام جمع این ادراک خیالات ایشان را از خدمت ایشان طلبیدہ پس از انتخاب ثبت شد</p>	<p>خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم آٹ گیا یقین ہو گیا دیکھ کر اس کا قامت کھڑکی نکال جانب دشمن نہام پر یاد دلوا کے جو سمبستری پارڑ لائے</p>
<p>فاصد ادھر بدیدہ پر غم آٹ گیا کہ بیشک قیامت میں دیدار ہوگا کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص عام پر سودہ نقویہ نہالی ہی بے نسل کا دشمن ایں سنا ہے کہ اسے بھی خفکان رہتا ہے ہر طور جدا پسند جہانی میں کسی کی</p>	<p>بول چیں کے لیے پلوین تان رہتا ہے و کبھی نہیں حالت یہ خدائی میں کسی کی</p>
<p>روحانی تخلص میرزا امجد علی خان از مردم عظیم آباد است اور است</p>	

نقش باکی طرح تیری راہ میں افتادہ ہوں	رحم کراہی دوست گاہی خاکساری پر مری
روشن تخلص جالش روشن نشد از خیالات اوست	جی میں یہ تھک کہ حسان کیجے نشانہ
ایک دم بھی وہ بے وفائے رہا روشن تخلص روشن شاہ نام از برلی کہ مولد اوست فصل کردہ بہرے سکونت گزیدہ لباس علایق از برکشیدہ بدامن از باب تخر و جنگ در زد و بفرار غ خاطر و جیت باطن و ظاہر سبیری برداز فکر اوست	دیکھ کے جھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا غیر سے ہو دین یا رک کی باتیں آپ کرتے ہیں بار بار نہیں کون سی جا ہو کہ جس جائے گزر سکا ہو دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہو کوچے میں تری بیٹھ گئے جب کہ ہم ای بار آنکھوں میں ذرا ٹھہر لو تا دیکھ لین اسکو تیرے کوچے کے اشتیاق میں یا
دوہری تیری دانشندی میں بھی اک کام کیا ہن یہ پروردگار کی باتیں ہم کو ہاں کا بھی اعتبار نہیں مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اسکا ہو سینہ اگر مہی ہو تو دوزخ بھی گرد ہو جون نقش قدم پھر نہیں اٹھنے کے زمین سے اقرار یہ ٹھہرا جو دم باز پسین سے گھر سے دیران ہوے وطن سے گئے	دیکھ کے جھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا غیر سے ہو دین یا رک کی باتیں آپ کرتے ہیں بار بار نہیں کون سی جا ہو کہ جس جائے گزر سکا ہو دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہو کوچے میں تری بیٹھ گئے جب کہ ہم ای بار آنکھوں میں ذرا ٹھہر لو تا دیکھ لین اسکو تیرے کوچے کے اشتیاق میں یا
حضر الزار المعجم	
نرار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی است در خط شکستہ دستی معقول دارد اور راست	نرار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی است در خط شکستہ دستی معقول دارد اور راست
کب وہ دیکھے ہو خدا کا بھی اگر نام لکھوں پر کبھی ہسم نہ کامیاب ہوے	کیونکہ اُس بت کو یہ حال دل نا کام لکھوں چرخ کے کیسے انقلاب ہوے
نرار تخلص میر مظفر علی در خدمت ذاب احمد علی خان شوکت جنگ بوقعت سیر بردہ اور راست	نرار تخلص میر مظفر علی در خدمت ذاب احمد علی خان شوکت جنگ بوقعت سیر بردہ اور راست
نچا میں اُس کو ای واضح و الفت ختاری ہو	اگر کچھ بس چلے اپنا تو کا ہی کو یہ خواری ہو

اب رہائی نے کیا اور بریشان مجھ کو
خوب تھا اس سے دہی گوشہ زندان مجھ کو
نہاں تخلص میر جنوں ہلش از کتیر و مولش این بلکہ جنت ظہیر است نوشتہ اند کہ در اوائل
مرد شوریدہ بود آخر سودا بر مزاجش غالب آمد باز افاق یافت و زینت جنوں عشق
بنود کہ از الیائے محال بودی بالجلد این شعار از خیالات اوست

ایک دن پہلے ہی دینا سے اٹھنا ہم کو
لیجاؤ گے تم اس کی گلی سے جہان مجھے
یہ الہی شب فرقت نہ دکھانا ہم کو
آرام جو بیان ہی ہو گا وہاں مجھے
نہ کی شیخ ہمدی علی از اہل مراد آباد است مدتنا و کھٹو لبہ بردہ و با شعرا مشہور
بر خوردہ چندی بہ پیشکاری تحصیل مضامین سہارنپور گزرا سیدہ نو بہتے ہوا کے
دیدیم بدلی آمدہ و از اتفاقات باوجود لگرمی ہائے شوق جاگرم نہ کر دہ برگشتہ بار
دگر وارد شدہ و روزے چند گزار دہ نامت قیام شاہجہان آباد ہر روزہ پیچور
مردوز کے است می گفت کہ کتب تحصیلے راز علما و فرنگی محل کہ محملہ ایست از محلات
الکھنڈ درس گرفتہ ام در فن تالیف و مستحکام ہے تمام وار و قصیدہ در وچ
اصف جاہ و لعلہ حیدر آباد شہر چندین صنائع گفتہ است چون حوصلہ این عجاہ محل
بنود خواہہ از ایرادش عنان بر تافت صاحب دیوان است دیوانش ملاحظہ شد و
ایں ابیات از ان لفظ گشت

وحشت ہر آشکار ز لیجا کے حال سے
آفتین اتنی اٹھائیں عبت ایجان حنین
شعلہ حسن کبھی برقی حسان سوزنو
ترک ملاقات کی بوجھ نہ بات
جمال یار پہ ہم نے یہ تمکلی باز بھی
آتش عشق کہیں بھر بھوک اٹھے نہ زکی
سب یچکا وہ جان و دل و طاقت نہ توان
ہوے ساتی سے غفل واہ ہی کھڑنی دل
آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا
بھر کا نام ہی سنکر تجھے مرجا تا تھا
آفت جان زکی دل ہی کا آہ تا تھا
ہم سے نہ ملنا اسے منظور تھا
کہ اپنی آنکھ کا تل اس کے منہ کا خال ہوا
اختلاط اس سے بہت گرم تھا را دیکھا
کیون آئے اب بیان اسے کیا کام رہ گیا
بوسہ لب کی طلب پہلے ہی پسانہ پر

<p>دھوم دیوانے اُڑاتے ہیں پر زادن کے یہ سگر دل کا ہر ای سوز محبت ورنہ کب ہی تھیں کہ عمر دور و زہ کرے وفا شب آنے میں قاتل کے جو دیر گزری اُٹھائے بہت سے مزے زندگی کے ایک دن اور چاہتے ہیں زندگی ✽ ہم گرفتار ہیں ذیال و پری کے پابند یوسف کا اپنے دھیان ہر تحریک کے وقت ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہو محجب دل ہم سے رہا جدا ہمیشہ جب یہ سنا کہ پانڈن کو مندی لگی وہاں حسرت ای تازہ اسیران نفس آتی ہے ہم غم منداق گئے آرزو سے وصل حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن</p>	<p>شع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر پھینک دیتے ہیں شرر سینے سے تھوہر کیا کیجیے زندگی کسی دیر آشنا سے ربط مجھے اے اجل یاد کرتے رہے ہم بہت تجھ پر ای شوخ مرتے رہے ہم عاشق طرہ دو تائیں ہم ہر نصیبوں کا کلمہ شکوہ صیا و نہیں ڈر ہے کہ نگلیں ان یہ سلم ہوں سلم کے ساتھ اپنے جلے سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی گو یا وہ ضمیمہ منقص سل ہے شعلہ جھٹک ٹھٹھا نگہ نظر سے دھوم سے فصل بہار کی برس آتی ہے کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے راہ پھر بھی تری ای عہد شکن دیکھیں گے</p>
---	---

زر کی محفل جعفر علی خاں نام از امرائے شاہ عالم بادشاہ بودہ از دست

عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پردہ کی کیا تھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جیتی ہے

زمان محفل سید محمد زمان محفل بود در امر و ہم از فکر است

عارض ہر گل کا صاف و لیکن جھلک نہیں
زر گس کی چشم ہر پکیسلی پیکر نہیں

زینت محفل ز نے است از شاہدان بازار و عشیقہ ایست ازین دیار

حسد آثار با مرزا ابراہیم بیگ بہت قول کہ کشتہ نازش بود فظہر

بر اسم و نفا داری دوری از وطن واصل وطن گوارا کردہ بہ گشت

سہتافت اور است

شب مہتاب میں تاسع زینت
غیال ماہ رو ہو اور ہم ہیں

حسن السین لمہلہ

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ صہلش از دست تچاق پدرش در کشمیر رنگ سکونت
 ریختہ دے بریلی آمدہ دست ارادت بنحو احسن میر درد علیہ الرحمۃ دادہ آوردانہ
 کہ بزبان فارسی فکر خوشی داشت تاریخ نیگومی گفت قصیدہ در مدح خرم خان
 صوبہ دار کشمیر باین صنعت کہ از ہمد مصرع دو تار پنجے بر آید و از پیشگاہ
 شاہ عالم بادشاہ ماسور بنظم شاہ ناسہ مشتبہ و تالیع ایام خلافت
 گشتہ و باتکام ترسانیدہ بود کہ سال عمرش باتمام رسید آن
 قصیدہ و ششوی ملا حظہ گشت و دوسرے غزل حسب خواہش احباب خود بش
 در ریختہ گفتہ بود از یک غزل دو بیت نوشتہ شد باین علت کہ درین
 زمان این ہم از وفیت است

ہم گچہ بین تھارے کو کس راہ سے پہنچیں	دشمن ہیں ہمارے درو دیوار تھارے
مرغانِ قفس دن کو پھڑکتے ہیں لیکن	دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تھارے

سائل تخلص مرزا محمد یار بیگ قوم اوزبک دلاور بش در جان آباد درودادہ ابتداء
 شاگرد شاہ حسن نام بودہ چندی تہودا گرویدہ اور بہت

وہ مسائل ہو گیا دست شکستہ کی طرح	آہ اپنا جس کو میں نے تو تھا بازو کیا
----------------------------------	--------------------------------------

سلمان تخلص میر محمد ناصر از باشندگان جو پورا است بزمان محمد شاہ بادشاہ وارد
 دار الخلافہ گشتہ بود اور راست

رقیب اس طرح جلتے ہیں بہین دیکھ	اگر پرشتہ میں ہیں اس شمع و کے
--------------------------------	-------------------------------

سبحان تخلص بہ عبدالسمان از شاگردان آبر دست از دست

جان و دل جو تہ بول سب جانا	پر حلی میں تری ہمیں آنا
----------------------------	-------------------------

سبقت تخلص مرزا سائل فرزند مرزا علی اکبر اخوند از تلامذہ جرات است
 صہلش از ایران زمین و مولد و منشائش جهان آباد ام تر زمین کتب درسیہ

مطالعہ کردہ فی الجملہ طبعش بہوار معلوم می شود اور است

جان کیون پر گئی تو بھی مستانہ نہ کم ہوا ہر کوئی اُس غیرت لیلے کا مجنون ہو گیا بولی کیا میرا بھی یاں اسی ساربان دل لگ گیا کس فائدہ ہی گریہ بے اختیار کا احوال جانتا ہوں میں اسیدوار کا افسوس اُس کو ذوق نہیں ترکستار کا کیون نہ پھر خبر ترا قاتل بنے اور ٹوٹ جلا	تا کجا یہ صطراب دل نہ ہوا ستم ہوا میں ہی کچھ تنہا اُس کو دیکھ مفتون ہو گیا نافہ لیسلی جو ٹھہرا وہی مجنون ہیں آہ کچھ فائدہ کی بات دلا اختیار کر دے سبقت سناؤں کیونکہ خبر دل کو پس کی کس کس طرح سے اسے تین کرتے پایاں قصہ مجھ سے بیگنہ کے قتل کا جب نہیں ہو
---	---

سجیاد تخلص میر سجاد از مردم اکبر آباد ہنگام درود دہلی بزم مشاعرہ ترتیب میداد از تلامذہ
ابر دست و متبع طریقہ اواز دست

جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب خواہ زلفین خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم سب مزے در کس رہتے ہیں زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں * ہوں گے کیسی ہی ہم گئے گزے	شتابی سے دے لے کہ جاتا ہی ابر ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لیجا دو اسی جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں لب شیریں پس کے مڑتا ہوں ہرگز آنے نہ دین گے غم کو جان
---	--

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین صلح از کشمیر و دی درجہ ان آباد متولد شدہ از فن طب
آگاہ ہست گویند کہ در بار سے ہم شعار دار اور دست

جو ہن جان نکلی رہن آن نکلا *	بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا *
------------------------------	--------------------------------

سخن تخلص دیوانی سنگھ نام کا لیتھ سرگروہ انشا پردازان دفتر شاہی است اور است
گریبان رکھے ہیں ترے یہ چشم تر نہ گھٹے
طوفان نوح آگے ہے اب پھر نظر مجھے

سخن تخلص مرزا زین العابدین خان فرزند رشید نواب سالار جنگ اکثر ملازمت
کتب دینی و علم لغتینی و شتی واز ملا ہے و منا ہی علی الرحمن دودمان
خود بچے محنت بر بودی بزرگانش بزمان دولت منہ رخ سیراوشاہ ہند آمدہ دربار کار

سلطانی فرادان لعل رب داشتند صاحب دیوان ضخیم است متصفی چارسال درزمه
شهر ابد متشرف شرف حضور و شسته از افکار دوست

دکھا دینگے تجھے اس کا اثر ہر دم باغ آتا ہی نظر خانہ زندان تجھ بن وہ صورت تجھے پاری پیاری کسی کی کشمش دل ہر کہ تھینچے لئے جاتی ہے تجھے	ہماری آہ پر ہستا ہے کیا تو کب خوش آتی ہے ہمیں سیر گلستان تجھ بن میں روتا ہوں سر سبز آتی ہے جب یاد اس کے کوچے کی طرف میں تو بجادوں سر سبز
--	---

سراج تخلص سراج الدین علی سراج بزم علم و دانش است آوردہ اند کہ روزی
در بر گزیدے سراج پروانہ سمعہ سی از طائفہ ہنو گشت چون مخالف ہند سب در میان
بود مدنے آن شہر رنج من افتادہ بیدہ می لوخت احسنہ زائش عشق گیر نگے پسند دہی
سوز زخمی در دل مرشد پدر آن ماموش انداخت کہ برائے وصلت آن ہر دو ختہ
آتش سراق پدرش را ہدایت ساخت وے لظنہ لبس طعقاد
اعضاصل نتوانست کرد در دم شمع را بہ پروانہ داد یعنی دخترش را بسراج
دیوانہ چون کام پروانہ از وصل جانان عنبر از جان دادن نیست سراج پروانہ داد
گرد آن چہ دل محفل سبب گردیدہ جان بجان آنسہ بن سپرد
از نیز شمع کردار لختہ بر شمع سوختہ خویش گزستہ مرد فرو تو ہم
شب را بس کی می بری ای شمع کم فرصت + گرفتہ سوختہ پروانہ آتش بجان با +
با جملہ غزلے کہ شعری انسان ایراد کردہ ہے شود از شوہرت تمام دارد و جہان چیز
دیگر از و مسموع نگشتہ

چلا و شربت عشق میں وہ ہوا کہ جن سرو کا جل گیا	مگر ایک شاخ نہال غم ہے دل کہیں پوہری رہی
---	--

سراج نامتسل معلوم شد از اورنگ آباد است و معاصر اکبر و از دوست

نہیں ہر تاب مجھے تیرے سامنے جانان	کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب
نہ پوچھو نہ بخود کرتا ہوں تعریف سکتے قامت کی	کہ یہ مضمون مجھ کو عالم بالائے آئے ہیں

سرو و تخلص عظم الدولہ نواب سید محمد خان حلف الصدق نواب ابوالقاسم خان

شاگرد محمد جان بیگ سامی از اجلہ اراکین جان آباد است و از اعظم امرای عالی نهاد
 با فن شعر در نہایت مرتبہ مالوت است و در ہر بزم مشاعرہ شریکے شو و غزل
 در ہر طرح سرانجام می کند شاعر قدیم است و کلاش مستقیم است تذکرہ
 مبسوطی مشتمل بر شعرا و ریختہ گویان تقدیم و ماتاخر نوشتہ بخط رسیدہ صاحب
 دیوان است گاہ گاہ بار اتم حروف ملاقات دست ہم میدہر الحق صاحب اوصاف
 گزیدہ و اخلاق پسندیدہ است بعد ضبط ترجمہ وی پیش از انکہ این تذکرہ بانجام
 رسد عرضش بانجام رسید و کان فلک فی شہر شوال سنہ خمسین و ماتین بعد
 الف من محبت خیر الوہرے علیہ الوفا النیتہ والثناء وراست کہ خدا بیش

در بہشت برین جاد ہر

دیکھا تو ایک عرصہ جولان نالہ تھا
 صدے سے جدائی کے جوکل جائے تو اچھا
 بازوؤں سے جو ہلاتا ہی کہو ترپنکھا
 تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
 جل نہیں سکنا ہی صلا شمع سے پروانہ آج
 دیکھ کر یہ رشک آیا روزن دیوار پر
 شوخ شہ کو بھی ہو دے کا جگانہ مشکل
 بالین پہ لاؤ گروہ رخ سادہ ہی کہین
 یار کے ہاتھ کا لکھا ہی سباد امٹ جاے
 آسیب کہین اس رخ روشن پہ نہ آئے
 دوستوں سے نواوہ جو ہوا دہن سے
 ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہی

ہم جاتے زمین سے تھے دور چرخ کو
 ہی وصل نکل جان حزن کج چین سے
 نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے
 ہاتھ اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی
 میری آہ سرو کی تاثیر فیصل بین ہی
 میں رہوں محروم وہ دے ہوسہ چشم یار پر
 کو چہ یار میں خوابیدہ اس آرام ہی ہوں
 مجھ کو دکھاؤ آئینہ کوئی نہ وقت نزع
 دیدہ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور
 گہرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلا بین
 غیر لایا اسے یہاں بہر تاشاد م نزع
 عبث ہی نامہ و پیغام کی امید تھے

سرور محکم مزار جب علی بیگ شاگرد آغا نازش حسین خان نازش بودہ از خوشنویسی
 و موسیقی بہرہ داشتہ وراست

ہو شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے	کو سون ہی تلک حالت کتنے چلے جاتے ہیں
ذرا دست جبنون کی دیکھو جودت	کیسا ہر قبر میں ٹکڑے کفن کو
سعادوت تخلص سعادت علی از مردم اسروہ بعد محمد شاہ بادشاہ بودہ اور است	
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں	یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہیں
سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلع الصدق قاضی القضاۃ نجم الدین عثمان از اہل کاوری کہ قصبہ ایست از لکھنؤ شخصی است ذبیحہ وغیرت صاحب اخلاق و عروت مدنے خدمت فتاہ ایشان ماندہ بعیش و نشاط تام و وقع و وقار تام بسر اوقات کردہ بتقریب دورہ بمعیت یکی از اہل فرنگ دار طین نواح شدہ بود یاد اعی ملاقاتش اتفاق افتادہ گوئید کہ ایدون چشمش از حلیہ نور عاری شدہ لہذا چون مرد و کچشم خانہ نشین بہت در بہت	
بہدماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری	اکہ پری کو نہیں خوش آتی ہو انسان کی بو
سکندر تخلص خلیفہ محمد علی صاحب مراتی مشہورہ از مردم پنجاب است مزاج بزمایش غالب بودہ از تلامذہ محمد شاہ کرناجے شمر دہ می شود شرب شرب بیشتر پرداختہ گویند کہ از وطن سفر دہلی کردہ از اینجا بجدیر آباد رفتہ در اینجا در گذشت اہالی اکن معمرہ استخوانش را بکمر با فرستادند اور است	
قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرما درہا	میں بگوئے کی طرح دشت میں بر باد رہا
نہ کھیا ہو جو کسی نے حساب دریامیں	وہ دیکھ لے مری چشم پر آب دریامیں
سوغندہ راچین میں کو نساخو رشید رویا رب	کہ شبنم محل کے منہ پر آب تلک بانی پھر کتنی ہو
سلطان تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا نیز دہخشاں بہادر عرف مرزا نیلی از کلام اوست	
دور رکھ دور ان سر سے گردش دوران بھی	است رکھ ای دیر خراب آباد سرگران نہ بھی +
سلطان تخلص ابواب نصر اللہ خان مرحوم از طائفہ شریفیہ فاغنیہ است قرابت مصاہرہ با ابواب فیض اللہ خان مرحوم کہ والی رامپور بودہ دہشتہ از خیالات اوست	
اس لب سے کب غسل کا جب تک برابر	دیکھا تو نہیں اس کے یہ پاسنگ برابر

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہا ور خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ
مرتبہ جلوہ فرمائیے لکھنؤ بودہ اکثر شعرائے آنجا از خوان نعمتش بہرہ ور و کامیاب بودند
چند سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود الحال زینت فزائی ستقر الخلافۃ کبر آباد است
من استیج افکارہ

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اٹھا گالیاں سیکڑوں ہریات میں اب دینے لگے کس طرح لون میں بلالین کروں کیونکہ عظیم رقم گرا ایک شمشیر اس کو اپنا دروغم کجے برقع نہ اٹھا بزیم میں تو سندھ سے وگرنہ	کہ شورِ نالہ ہر ایک خانہ بزمیر سے اٹھا دیکھو جھڑتے ہیں کیا سندھ سے مرے یا کہ کھول دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یا کہ کھول تو پھر یہ چلے ہیے سارے نستان کو قلم کیجے حالت ابھی ہو جا لیگی قفسِ کیر کی
--	--

سلیمان تخلص شخصی است بھول الحال از کلام دوست

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھو طندی مل	کچھ بھی دھڑکا نہ کیسا بلے جگر داری مل
----------------------------------	---------------------------------------

سلام تخلص نجم الدین علی خان بن شرف الدین علی خان پیام از کبر آباد است اور است

حدیث از لطف چشم یار سے پوچھ	درازی رات کی بیار سے پوچھ
-----------------------------	---------------------------

سودا تخلص سرخیل شعرائے عالی مقام مرزا محمد رفیع نام صلحش از کابل و سولہ
و منشائش جہان آباد است بہ سن شباب بہ لکھنؤ رفت و مہر ران جا وفات یافت
وفاتش رازمان بسیار آمدہ از مقربان بارگاہ وزیر الممالک نواب آصف اللہ ولہ بہا در بود
استاد مسلم است و در سنون سنخوری از ہمہ پیش قدم لطف طبعش چون عشق
دلدار سراپا گماز از ہر برگ و در نظمش می بار و حلاوت کلامش جاشنی نوش
لبشکرین شاہد ان شیرین شمائل میبار و فکرش چین جنت است کہ گھماے
کس نخچیدہ ازان می خمیند و اندیشہ اش چشمہ حنلہ است کہ جوے شیراران
میریزد و ذوق کلامش ہم اثر شہر آب است اما نہ شرابی کہ از رنگ تاک بر آید و نہ دروغ
ضمیرش ہم جلوہ آفتاب است اما نہ ہنسی کہ بکسوت و آید طائر خیالش با نسر طائر
ہم پرواز است و ہمہ سائے فکرش بر ایوان کیوان سائے کسترو جلوہ انداز بافتون

شاعری مناسبت تام دارد و بر اصناف سخن قدرت تام دانگه بین الانام شهرت پذیر
 است که قصیده اش به از غزل است حرفیت حمل بر نظم فقیر غزلش بر از قصیده
 است و قصیده اش به از غزل اگر گوئی که غزل از اشعار برتر مملو است و قصیده از ان
 خالصه زیاده ازین چه توان گفت که قباحات این تحقیق بر نظر اربابان دیوانش خالص
 و دغلیه السراشت که قدما را مانند فصحاء متاخرین پیرامون خاطر و جاگزین دل نه
 این بود که هر شعر دلپذیر آید و هر بیت خاطر نشین لهذا در کلام اینان قصص الجمل
 واقع شده چه در قصیده و چه در غزل مع انهم اولون و اواخر جسدون والا خاطر بجمع فنون
 متعذر است معین و مدد درین قال اعلم للکتاب آخرین پس بنا برین مقدار
 برین بزرگان دارد گیر زینار سزاوار نیست و طعن و تعرض لائق نه معذرا
 شعرا منتخب و منتخب ایشان باید نگریست که در چه رتبت عالی و مکان
 فخر جلوه ظهور گرفته و بدل علی فلک اقال شرف الاصل فخر الاصل قدوة الحقین
 مولانا محمد صدر الدین ادام الله تعالی ظلہ العالی معارفی است فیضین و حر سہ
 عن آفات یوم الدین المتخلص به آنزوده در تذکرہ خود که با سجا و اختصار تمام
 در حال ارباب نظم ریخته نوشته است تحت ترجمہ سیرتقی المتخلص به سیر در
 شرح کلام دے حیث قال پستش اگر چه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند
 حسان این کیفیت کبیت خامہ بخشی درین عرصہ بجز آن آمد به که عطف عنان
 حاصل مدعای زیم مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت
 اما جے کہ یکہ بسیار گفت و بان شیوہ دہشتہ مضامین دلا ویزی یافتہ و پوشش
 بنظر سید و ازان تعجب گردید

ہو بچے کب اس کو ہاتھ ہمارے حنار کا
 لیکن نہیں خواہاں کوئی و ان جنس گرا لکا
 پانی بھی پھر پیسین تو مزا ہر شہر اب کا
 ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

واسن صبا بچھو کے جس شہسوار کا
 دکھائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
 ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
 کیا کروں گا ہاتھ سے حور زکوفا غلط لیکے جام

کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
 پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤں گا
 بازی اگر چہ پا نہ سکا سر تو کھوسکا
 اے روسیہ تھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
 اُڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو بیاں بکا
 دی تھی خدائے آنکھ سونا سو رہو گیا
 دروازہ کیست قبول کاہمور ہو گیا
 کتنی غلط یہ حسرت بھی مشہور ہو گیا
 دو چار چھ کلکون میں بدستور ہو گیا
 تا صبح جو یہ گریبان تو نے سیلو پکڑا
 تو بھی ٹک اس کو جا کے سمگا رو دیکھنا
 (سیر باغ دہ گلدازار دیکھنا
 تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا
 صبح تابشام کئی بار دیکھنا
 پڑھنا یہ شعر گر کبھی شب رو دیکھنا
 پر جو خدا دکھائے سولا چار دیکھنا
 مرے لمو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
 کونسی شب تھی کہ میں وان پس دیوار نہ تھا
 پردے میں چھپا اس کی تین تھ کو نکالا
 کیا جانے تو نے اسے کس آن میں دیکھا
 چشم خوابان کے جو بجا رکھا چار نہ کیا
 ہاتھ میں آنکھ مشرق کو نظر آخر شب
 کچھ بھی اسی خانہ خراب اس دلکے سمجھانے کی طرح

زبان ہر شکر میں قاصر شکستہ بالی کے
 چھیر طست باد بھاری کہ میں چون نکلت گل
 سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہن قطع
 کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہر عشق باز
 پرے رہ برق خارتیان سے میرے کتا ہون
 بننا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
 بھٹکے پھرے ہر کب سے خدایا مری دعا
 سودا کو نکتے ہیں کہ ہر اس سے مصاحبت
 اور ون کی نسبت ان دلوں کچھ لگ جلا تھا
 کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا
 تجھ بن عجب معاشس ہر سودا کی اندون
 (حرف و ذکایت و ذی شعرو نے سخن ق
 خاموش اپنے کلبہ احزان میں روز و شب
 یا جا کے اس نگلی میں جان تھا ترا گذر
 تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو بہر شغل
 کتنے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھ کو غیہ ریاس
 سب داہو کوئی ظالم ترا گریبان غیر
 صحبتوں کا نکر و غیر کی مجھ سے اخف
 اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کو
 سودا جو ترا حال ہو ایسا تو ہنیں وہ
 یاں پھر اس شرم سے عینے نے گزار نہ کیا
 اس قدر شیفہ جو شکل کا اپنی کسدا
 یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام

ساتی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
ای لالہ کو فلک نے دیے جھک جاد داغ
سنے بھی پائے نہ لب سے تری خوشام تمام
یکدمت اگر زمانہ جانکے لٹا کے گل
ہر شرط در دیون کہ بجز حکم عندلیب
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
بھری ہر دل میں ترے یاں ملک محبت غیر
نہ زرنہ زور نہ طالع نہ تیرے دل میں رحم
عاشق تو نامراد ہر پر اس قدر کے ہسم
کیا چاہیے تجھے سدا انگشت چرمن
تو نے سودا کے تین قتل کیا کہتے ہیں
کام ہر چشم کا نظارہ نہ بہنا شب روز
بوسہ ہنس نہ دیا اُس نے سولے خوشام
کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہر سودا
ناوک نے تیرے صید پنجہ طراز مانے میں
سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
کیا گلہ صیاد سے ہو کو یوں گزری عمر
کہے ہر تو بہ یہ زائد کہ تجھ کو دین تو نہیں
ظاہر میں دیکھنے کا کچھ سباب ہی نہیں
جی تک تو دیکھے لون کہ تو ہو کارگر گین
ہونی نہیں ہر صبح نہ آتی ہر مجھ کو نیند
ساتی ہر ایک تبسم گل فرصت بہار

تو منتوں سے جام دی اور میں کہوں کہ بس
ای جان نکل جب کہ لگی متصل آتش
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
سر کو بہار سے خاک نہ دیو چہ جا ہی گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل
ذرہ بھی ہم ٹر پئے نیائے کہ بس تمام
کہ جا نہیں مرے کینے کو مہر تو معلوم
جو چاہے تجھ سے یہ دل کا سیاب ہو معلوم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہسم
جس بیگنہ کے خون میں جاہن دو بولیاں
یہ اگر سچ ہر تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں
آنکھ خالق نے رقیبوں کو دی ناسور ہیں
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہیں
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں
ٹڑپے ہر مرغ قبلہ نا آشیانے میں
اپنی تو نیند آگ لگی تیرے فسانے میں
اب اسیر دام ہیں تب تجھے گرفتار چمن
بھڑا دے غم ہی مرے منہ سے چل نہیں تو نہیں
آئے مگر وہ خواب میں سو خواب ہی نہیں
ای آہ کیا کروں نہیں بلکا اثر گین
جس کو بچا رہا ہوں سو گستاہی مر گین
ظالم بھرے ہر جام تو جلد سے بھر گین

کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہر داد خواہ
 سخت مشکل ہے کہ ہر بات کسنا یہ سمجھو
 لخت جگر آنکھوں سے ہر آن نکلتے ہیں
 سو نہوں ہوں جس کو منصفی رکھے ہر جرم میری سر
 سن کے یہ کہتا ہے میرے نالہ جان کا وہ کو
 اس کشمکش سے دام کے کیا کام تھا ہیں
 احوال مرا کہ کہہ عنہ در کیا اُس کو
 مقتل پر مرے آکے انصاف لگا کرنے
 جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی پر زار ہے
 اب تو میں چھوڑیکا نہیں اُس کو نا صحا
 پیغامبر نے دیر لگائی تو ہر دے لے
 مستی سے اس بجھاہ کی نے مختص خبر
 سودا کسی کو وہ تو ستائے نہ بے سبب
 مت پوچھ یہ کہ رات کئے کیونکہ مجھ بغیر
 سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لیا
 یوسف تجھے کہ بیٹھے زلیخا کو کھول کینا
 انصاف کس کو سوئیے اپنا جگر خدا
 ایک غماز نے اس ترک پسر سے یہ کسا
 سن کے بولا یہ کو میری طرف سے اسکو
 دل لے کے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
 عجب پیدا وصرت پر مری صیاد کرتا ہے
 عیان ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذی
 قاصد کو اپنے ظن الم جو کچھ میں دون بجاہی

ق

جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہوں
 ہر زبان میری بھی گفتار کروں یا نکروں
 یا دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہیں
 بسکہ ہوئی ہر جگہ گورہ خانہ بخانہ کو بکو
 کیوں نہ گئے ایسا بنا یا کیا کمون اللہ کو
 اے الفت چمن ترا حسانہ منسوب ہو
 اغیار تو کھے ہی تھے پر بار بہت تھفہ
 تقصیر سے ان آگے تفسیر نظر آئی
 مرزہ بادای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیار ہے
 ہوئی جو کچھ تھی قبلہ حاجات پو گئی
 دھڑکے ہر دل کہ یہ نہ کئے رات ہو گئی
 دنیا تمام بزم حجابات ہو گئی
 کیا جانے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی
 اس گفت گو سے فائدہ پیارے گزر گئی
 جاتا ہوں ایک مین دل پر آرزو لیے
 عاشق وہ ہوئی وان کہ جہان جاہ ادب ہے
 منصف جو بولتے ہیں سو تجھے ڈرے مجھے
 ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے
 باز دھنا خون پہ کمر انی نیب مضمون ہے
 ہم بھی تو سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جان ہے
 دکھاتا ہے مجھے اس کو جسے آزاد کرتا ہے
 کہ جب کھولے ہے تو اسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے
 جدیتا پھرے تو اجرت ورتہ یہ غوغا ہے

ترا غمہ و درما عجب نہ تا کجا طلب الم
گذرا ہر کس کی نفس پہ ظالم تو بخیر
سو دھون شمع بنین گرمی بازار نہ مجھے
ہر قسم غم کو خاک دی تو جان تک چاہے
نہ ضرر کفر کو فی دین کا نقصان مجھ سے
تصور میں ترے کیو صبا اُس لاؤ بالی سے
ہزاروں نیش زن پاتا ہوں میں یاں کام میں آئے
کیا ضد ہو مرے ساتھ خدا جانے دگر نہ
بے خوابی سے مرنے پر شب چہرے میں کودا
میں بھی ہوں ضعیف ہمدردی ہو کہ وہ آب
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیہ کرے
قاتل ہماری نفس کی تشہیر ہو ضرور
کم بولت ادا ہو ہر چند نہ اتنا
پیش از طور مرغ چمن خادمان عشق ۛ

ہر ایک بات کی آئندہ کچھ اتسا بھی ہو
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہو سو ہو
ہوں میں وہ جس کہ آتش دے خرید لکھے
جلوہ حسن اُسے حسرت دیدار نہ مجھے
باعث دشمنی اسے گبسہ و مسلمان مجھے
گلے لگ لگ میں رویا رات تصور پر نہالی سے
ترے گھر سے تو ظالم خانہ زبور بہتر ہو
کافی ہو تسلی کو مرے ایک نظر بھی
اب کہنے کو افسانہ کوئی لودہ گر آئے
گذرے مرے سر سے جو ترے تامل کر آئے
اپنا ہی تو فریفتہ ہو دے خدا کرے
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
مند جائے چشم عاشق تو بھی لب کھولی
ٹپتے تھے رشتہ رگ گل و ام کے لئے

سوزِ مخلص محمد میر نام لکھنوی در تیر اندازی دستکار ہی دہشت خطِ تنقیعاً و تسلیق
زیبا مین نگاشت بخواندن شہرِ لطیف مطبوع مشہور جہان و کلامش از جلاوہ
مستقیمہ بر کران اور است

اہل ایمان سوز کو کہتے ہیں کافر ہو گیا
تر تپتی کیوں ہو ابل بل کمال اتنا تو پیدا کر
قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہو تو کس کا
غیر سے مل کیونکہ ہم چمنوں سے پھر ہو گے دوچا
قتل سے یہ بیگنہ راضی ہو اپنے اس لیے
کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا

اے یار رب را ز دل آن پر بھی غما ہر ہو گیا
کہ تیرا شک جس جا گر پڑے گلزار ہو پیدا
دہشت سے اُسے یاد مرا نام نہ آیا
آئندہ تک سہ دکھانا تم کو مشکل ہو بیگا
ہاتھ میں ایک روز تو دوا مان قاتل ہو بیگا
جو تم سے تو ہو گا سوا اللہ کرے گا

<p>وے میں بھی کیا ہوں کہ رنج و مینج بنایا منہ کہ ہنسدا کاشیں میں اُن کا نام نہ ہو تا دان بچے کیا تھی کی یاں تھکوا کیا درکار تھا نہ دیکھوں جب تک آنکھوں نے کچھ باور نہیں آتا بوسہ لون اس طرح کہ خنا کو نوخیز ناصحاب تیری بلا سے چھوٹوں ہمارے عکس کی آئینہ میں بھی جانے سوز ہو یا شکار ہے کیا ہو عاشقی معلوم لیکن لے تو بے آرام ہو دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے مرنا تو سلم ہو ارمان گل جائے خورشید پہلے آنکھ تو تجھے ملا سکے تیری گلی کی خاک بھی ہوں تو ہو بس بچے</p>	<p>بہم اُس سے شجہ بگڑ گئی تو خفا ہو مجھ کو لا دیا جن کے نام نہ ہو سچے ہوں تجھ تک سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو یہ سب باتیں ہوں قاصد یا میرے گھر نہیں آتا رخصت جو دے تو بھٹک تو میں تیرے پاؤں کا میں اگر قرب حیا سے چھوٹوں الٹی دل میں کسی دوست کے صفائے کھینچ کر تیرا بیٹھے بس لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص ہو عاشق کہیں اشک خون آنکھوں میں اگر جسم کے سر زانو پہ ہو اُس کے اور جان گل جائے منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے دامن تک تو تیرے کمان دست رس بھی</p>
---	---

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ بن مرزا علیخان از بزرگ زادگان
 لکھنؤ است اور است

<p>فرقت میں اُسکی سوزان ناحق تو جان لے ہوا اُس بیوفا کو غم ہو مرنے سے کیا کسوے</p>	<p>سہراب تخلص سہراب بیگ از سکناے شاہ جہان آباد در فن رل مہارت تمام دارد حیدر صلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ گاہ گاہ برے خورد از دست</p>
<p>نہ ہوئی کوئی شب وصل مسیور ہم آئے بتنگ زیت سے پر تا عمر ہم ہی تری چھوڑینگے ہم نہیں کس دن نہیں خیال دہان و کمر بھی یہ عجب ہو کہ نہ تو ہر تماشائے</p>	<p>دیکھتے شوق محبت سے میں کیا کیا کرتا اے خانہ خراب تو نہ آیا ہوں سایہ وار ساتھ ترے گوہر میں وہ روز کو نسا ہو جو سیر عدم نہیں ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہو</p>

سیادت تخلص میرجاہ الدین از شاگردان میر نظام الدین عنون است اور است

مثل صبح پیرا بن توہر کہیں | پروہ گل شکفتہ نہ آیا نظر کہیں

سید تخلص میر غلام رسول شخصی است از مشایخ مراد آباد اور است

خوبرویون کے توٹنے سے نہ باز آئیگی | ایہ تو بدخونین جانیگی مگر جان کے ساڑ

سید تخلص میر قطب علی شہور بہ قطب عالم از سکناے سکندر آباد است

فی الجملہ کتب طب خواندہ در انجا بہ معالجہ سے بردار اور است

جادوگری ہر شہر میں سید کا پختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگا لہ بن گیا

سید تخلص میر غالب علیخان المصطفیٰ بسید اشعرا سیدیت جلیل نسب

سرگردہ انشا پردازان دست ہر شاہی بودہ بخشش صحبتی مشہور دیر گاہ است کہ

این جہان گزیران را پرورد نمود تاریخ ایرما شہر سے کہ اکرام نام سے از نقیان

حضور والا برون دروازہ لاہوری ساختہ بودہ الحال از وراثت سے باقی ماندہ

بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ شد درہ ع مشب کرمی کن بیلے اکرام اور است

نہ غمازہ نہ گلگونہ ہونے رنگ مناسا تو

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار و زیکا

سید سے یہ عداوت اللہ سے کفر اوبت

زلف و کا کل خط و خال ابرو و چشم و لیسو

نہ ہیں گردون نہ سنگ آسمان ہم

جب نہ تب شکل بتان اس میں نظر آتی ہو

یہ دھڑک دل کی جو ہو عشق میں کچھ اور ہی ہو

میں اور تو کہ عشق یہ امکان ہی نہیں

جو وہ در سے آنکھ میں لڑا جانتے ہیں

بار و مری بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو

بنکے کفر و دین اک تار سے ہو

ای خون شدہ دل تو کسی کام نہ آیا

کیونکہ مرض ہو مجھ کو ہر آزار دہنے کا

بڑھنے خستہ ازہ اسکا سب آئے تو نہ آیا

اس دل زار کو کس کس نہ بلانے جا یا

وے رہتے ہیں گردش میں سدا ہم

دل کو اللہ کا کس سے مکان کہ نہیں

وہ مرض اور ہو جب کو خفقان کہتے ہیں

اصح کی بندہ سے کو یاں کان ہی نہیں

تو ہم بھی کہیں دل لگا جانتے ہیں

حالت مری اچھی نہیں کیا جانے کیا ہو

کہ سبجہ منعقد زمار سے ہو

تیغ قاتل کی مرے تن ہی سے لذت جانی	کہ بھرا آئے ہو ہر زخم کے ٹھہر میں پانی
ابرو کے اشارے تھے لڑتے ہوں بھی سے	تو اور ابھی بزم میں چلتی ہو کسی سے

حرف الشین المبحمہ

شاہ تخلص الہ یار یک نام کیانی نسب است از تلامذہ علام ہمدانی تھیں اور است	اگر چاک سینے کا ہسم واکرین
گلزاروں کی بیوفائی کا	داغ دل پر مرے نشانی ہو

شاہ تخلص کے از برہمنان سکندر آباد است از فکر ت دوست	اُس رنگ چپٹی کا پڑا جس پرین عکسرا
چنیا کے پھول اُگتے ہیں دانے برائے	شاہ تخلص متوطن بڑھانہ بودہ نامش معلوم نیست بدکن ہم رفتہ اور است
پائے جو کہیں دل کی مرے ٹک خبر آتش	بھر رشک سے لوٹا کرے اٹکا روٹ آتش
خون ٹپکے تھا آنکھوں سے لگے جھڑنے شر بھی	اکال ہوے فن اپنے میں یہ دیدہ تر بھی

شاہ تخلص میر احمد حسین بزرگانش در عہد سلطان شمس الدین لٹمنش از جانا	بہند آمدہ بودند و بالفصل در شکوہ آباد میگذازد از دست
---	--

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا	کام آئیگی قیامت کو سچائی کیا
شاہ اب تخلص خوشوقت رے نام از جانا پور است و از تلامذہ قائم بودہ اور است	جب تک ہو کام مرگائے تو ابر و دست چڑھا
تیر کے ہوتے کوئی کھنچے بھی ہو تو اور کو	

شاہ ادان تخلص میر رجب علی نام از تلامذہ بھوسے خان آصفیہ تھیں است درویش از دست	دل نہ دیتے کہ شاہ ادان طفل اتیر کو بھی
یاد ہو گئے یہ حضرت استاد سے	

شاہ تخلص شاہ شاکر علی از امالی دہلی مرویت عقیل درویشی است صاحبیل اور است	اسکی آنکھوں نے نہ اک خلق کو مار کیا
زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا	

شاہ تخلص محمد شاکر جزا نگر از شاگردان محمد علی شمس است زیار	برودادش و قوف نشد از دست
---	--------------------------

کیا پوچھے ہر حال ببلوں کا ق	جو ان پر گذر نی ہو گذر لے
گلچین سجھے کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو تو گود بھر لے
شاہ تخلص شاہ سعد اللہ صاحب لے است	در ویش خستہ جانی است بگریش از دست
دا بستہ ہو تھستہ اپنی یاں زلیست	اجب تو ہی نہیں تو بھر کہاں زلیست
کھچی ہو اسقدر اگھو نہیں خوب صورت یار	کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب زشت تجھے
شائق تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق بودہ	بیشل خیاطے
سراپا اُس پریر وین لطافت ہو صفائی ہو	انصاف بین ہم آسکے جسے بہ صوفیائی ہو
موسم گل کی خبر سننے ہی بس آئینگی	ہر گئی اور ہی صورت سے دیوانگی
شائق تخلص میر حاجی شاگرد مرہایت علی کیفی تخلص شخصی است	باوصاف
نیک موصوف و مجاہد پندیدہ معروف	درفن موسیٰ کامل عیار بودہ از دست
نہ پوچھو یاں کی آسائش کہ ہم اس سحرستی ہیں	حباب آسا کو کیم کے بیان مہمان بیٹھے ہیں
اُس سنگدل کے دلمین ذرا بھی نہ راہ کی	ناشیر بننے دیکھ لی بس اپنی آہ کی
شائق تخلص بیر محمد نام اولاشاگرد ہاشمی نام شاعرے	بودہ آخر زانوئی
ادب بجدست جرات تکررہ اور است	
تا شاد دیکھ کر جراح کے مر ہم لگانیکا	ہمارے زخم تانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں
شائق تخلص محمد نذیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی	
ارشیخ زادگان بریلی است از دست	
چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا	دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ نام از سکناے لکھنؤ بودہ	اور است
ترکان اُسکے بر چھی ہیں یا سحر ہیں یا بھالے ہیں	سینہ سیریاں ہم بھی ہیں سب بچے دیکھے بھالے ہیں
شرف شیخ شرف الدین در مقامیکہ شہرہ بقتدم شریف است	خانہ داشت
دار و غلی کر ڈرو بی متعلق بود بیشتر بفراموشی	پرداخت از دست

اب دن بھرے ہمارے یہ ہمیں بیان ہوا	وہ مسجین جرات کو پھر مہربان ہوا
شرفِ مخلص میر محمدی فرزند سید جعفر خان کہ صوبہ دار مرشد آباد بودہ از دست	یک صفائی قلب بس بہر تغیر جهان
تشریف مخلص مرزا شریف بیگ از دو دیوان شریف است	خاتم دست سلیمان بہر نگین آئینہ
شرفِ رونے پر آبائیں گریہ دیدہ تر	تو ابرو نہ رہے کچھ کھٹا برسنے کی
شرافتِ مخلص مرزا اشرف علی نبیرہ میر مشرف کہ از املے مشہور است	ساکن لکھنؤ شاگرد ممنون اور است
جہاں کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات	نظر میں بھر گئی دامن کی وہ کناری رات
ضدبے صیدا فگنی کی جب صنم چڑھ جاوے	سیل خون صیدا تا بام حرم چڑھ جائے ہی
شہرِ مخلص مرزا جعفر کہیں براور حکیم مرزا محمد امتیاز تیشق از مردم دہلی است	بمجد آباد رفتہ عازم پیشتر گشت یعنی ازین ارغناخت سفر بربست اور است
ای عشق جگر سوز شرر کی بجھے سو گند	ایک شعلہ جالسوز کہ مشتاق فنا ہوں
شہرِ مخلص مرزا صادق شخصی بودہ کہ ترک دنیا نمودہ اور است	گئے دونوں جان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے	
شہرِ مخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نواز شل حسین خان نواز شل از دست	
جھوٹی ہی محبت تم بیان کسکو جتاتے ہو	تقریر میں لکنت ہی کیوں باتیں بناتے ہو
شربت کے سے گھونٹا بچ پیتے ہو شر ہر دم	یون اس شکرین لب کی اب گالیان کھاتے ہو
سامعین کا نہ نقطہ سننے سے دم رکتا ہی	سرگذشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکھتا ہی
شہرِ مخلص کے از مردم جو الاہور است و از دورہ سابقین اور است	
پھر تا ہے ہی چار پہر مضطر آفتاب	روشن ہی یہ کہ محو ہوا تجھ آفتاب
شعلہ مخلص امر ناتھ نام اصلش از کشمیر و مولد و منشاوے لکھنؤ است	
طبع خوشے دارد از دست	

جان دی شعلہ نے حسن بہت پرینز کر تھے نہ سیاب موس فی طلا زگر کے ہم جسدہ گلزارا براہیم آتا ہی نظر غم اسیروں کی بھی کچھ ہوا مال زخم کا رخ محبوب کو وہ دیکھتے ہیں عین بیت میں غبار راہ بہن برای ہواے عالم بالا	حق میں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا کیا سمجھ کر چرخ نے ہسکو ملایا خاک میں اگر ہمار حسن تیرے رف آتش ناک میں باغبان پھول ایک در کھد قفس کے چاک میں کوئی خدمت نہیں دنیا میں خوب آئینہ داری فلک پر ایک دن پوچھیں گے ہم سب غلہ ساری
شفایا مخلص حکیم یار علی بنی اسرائیل از خیالات اوست	چگونہ ڈاک کے دینے سے دونالکے ہیاوت
شفیع مخلص محمد شفیع نام از پیشینان است از فکر اوست -	چکا ہو رنگ بان سب جو ہر ترے لبوں کا
شفیق مخلص علیخان از شاگردان شہداء اللہ خان فراق است اور است	میںد کافر ہوں جو ساری رات آتی ہو نہیں
آمین جن میں مرا گلزار حریف	جانی جلی بسا رہی ہو بہن ہزار حریف
شکوہ مخلص محمد رضا لکھنوی کشتہ شہداء اصحاب مرزا قتل است از دوست	
گر جہ کتے ہو پھر بھی آؤں گا نہ اُس کا وصل ہو ممکن نہ تاب ہو دلکو تھوڑی بھی نیک و بد کی گردہ تیرے کھے	ہو یہ انگار میں سمجھتا ہوں عجب طرح کا الٹی عذاب ہو دل کو کافر ہو پھر جو اُس سے دل کو عزیز رکھے
شکوہ مخلص میر شکوہ علی ساکن راہ زیادہ برین حالش معلوم نگشت اور است	
نہ دم میں دم ہو نہ اب ہم رہا ہو آنکھوں میں	ابھی جو روئے تھے خون چم رہا ہو آنکھوں میں
شکیبا مخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر بزمہ شعراے پایہ تخت حضور والا محبوب بودیت اول ادبائیت و لذتیر فقیر است	
نیم بسمل اُس نے گر چھوڑا شکیبا عم نہیں چکا ہوں میں طبیب یہ امکان ہی نہیں تیری چین جبین ہو سورج طوفان	پر یہ غم ہوا اعتبار دست قاتل اٹھ گیا تو نبض دیکھتا ہو یہاں جان ہو نہیں اسی سے ہم کنا ہے ہو رہے ہیں

نیو چھو واجب البحران کی شب کا نخت آفت	اسے تابان بھی میرے سر پر خورشید قیامت کی
شکر تخلص راد باکشن کا بیت از مراد آباد است اور است	
دیکھ تو اگر چشم بیل اشک طفیلی میں ہو	اگر سب خال اپنا کہ دیوار مرثہ بانی میں ہو
شکفتہ تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا حاجی خلف الرشید مرشد زادہ	
آفاق مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم است بعیت پدید بزرگوار خویش	
بجانب بلاد مشرق رفتہ ہوئے بنارس باطبع ایشان سازگاری کردہ از آہنگ	
باز گشت بازداشت از دست	
مشکل ہو نہیری اسکی ہو صحبت برار آہ	امین جلد باز ہوں وہ تغافل شمار ہو
شکفتہ تخلص مرزا سیف علی خلف الصدق شجاع الدولہ بہادر مغفور است	
فکرش سچی کاظم بیک جوان تہذیب یافتہ جوان صاحب مروت و اخلاق بودہ	
از خالات اوست	
انکھیں چڑکے شب وہ بہانے سے اٹھ گیا	حرف مروت آہ زمانے سے اٹھ گیا
خبر نام ناز ترا بس مری نظر میں رہا	تمام عمر ہی میٹھا میں رہا ہلکڑ میں رہا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں	گالیان دیتے ہیں یہ آب غضب کرتے ہیں
غم نہ کھاؤ دل اگر شب بے لف کی تار یک ہو	پاس ہو نرخی اسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہو
شکفتہ تخلص بدھ سنگھ از مرادان است مشورت سخن با بھورنجان آشفقہ کردہ از دست	
پروانہ وار جل کر گویا ہو گئے ہم	پیر شمع و نہ چو کا اپنی شرارتوں سے
شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبر آبادی کا تب تقدیر منصب نامہ نگار سے مرزا	
منظم بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت بہ بخت و سے فوشستہ گویند دیوان رنجستہ	
افارسی فراہم آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بقوانین السلطنت ہنگامیکہ	
بہ کشمش شوق بہ تنگ گاہ جہان آباد سیر سدیر سم رہ آوردہ پیشکش شاہ میکند	
وفاتش در اسلٹہ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک اوست	
میکھے جو رنگ اس مرثہ اشکبار کا	دل نخلتون سے آب ہوا بر ہزار کا

ابن خاکسار کو کوئی کیونکر اٹھا سکے	جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا دین را
شوق تخلص جواہر یک لکھنوی ارث گردان مصحفی است فن نغز و مہاسبت	بہ مشہد مقدس رفتہ اور است
جہمہ بن قلق بچہ بستر غم بر تمام رات	تڑپا لکھنوی مراد دل مضطرب تمام رات
ہمارا حال زار ای شوق وہ اگر ادریکھے	یہ کیا ممکن ہو جو آنسو نہ چشم یار سے پیچھے
شوق تخلص مولوی قدرت اللہ دانش در جبر کہ افضل ثابت است از باشندگان	قصبہ موی بودہ این شعر ازو بنظر آمد ثبت شد
ای خدا یون مٹی کبھی تیری خدائی ہوگی	کہ بچے اسکی جدائی سے جدائی ہوگی
شوق تخلص یکے از ساکنان جہان آباد و شاگردان سودا است از دوست -	
داسن کو تیرے خون زہے بن بھرے ہوئے	جھوٹے نہ اپنا عشق تو قائل رہے ہوئے
شوق تخلص حسن خان از افغانہ وار ملازمہ سراج الدین علیخان از دوست از دوست	
دکھا دیدار ای یار سے کہ میں فرقت در گزرا	مرا فرماے محشر کج ہو میں کل سے در گزرا
مدت سے یہ بحث در میان ہو	پر علم نہیں کہ کسان ہو
شوق تخلص بھوگے لعل نام از فکر دوست	
کہیں مرقدہ آنکلا بت ایمان شکن میرا	گلے میں ہو گیا زہار ہر مار کفن میرا
کہیں وہ شوخ بھی آجائے لڑکونین تانے کو	مبارک جب بچے ای شوق ہو دیوانہ میرا
شوق تخلص روشن لال در علم موسیقی دستار نوازی علم استاد می افراشت اور است	
گر کشت چشم دکھانا نہ گل اندام کہیں	در نہ ٹوٹے کی صراحی کہیں اور جام کہیں
عقدہ دل نہ کھلاناخن تدبیر کے ساتھ	آخر شمس کام بڑا بخیہ تقدیر کے ساتھ
شوق تخلص محمد بخش نام حاشیہ کما ہی معلوم نشد اور است	
ای شوق اچھے ہووہ شیشی کو تھے میں	منظور کسی کی تو اسے دشمنی ہو
شوق تخلص غلام رسول از جہان آبادی است بدولت حفظ کلام اللہ تن را	
از آفات فاقہ نہاد و امانت مسجد کہ بھمن خانہ عزیز آبادی است حضرت	

دلی عہد بہادر برہ مسلمہ داشتہ اندو تعلیم اطفال نیزے کند نسبت شاگردی بشاہ
نصیر دارد اکثر کلاش بطراز استاد خود است ازین سبب بسزادر تودیک شعر
درین رسالت ثبت افتاد

لکھا ہوا تھا یہ اُس مدحین کے پردہ پر | انہیں ہی کوئی اب ایسا زمین کے پردہ پر
شوکت تخلص مینف علی خلف میر رستم علی از مردم بخنور است من نظم را از
علی عشرت بریلوی گرفتہ نقل کردہ اند کہ وے را در بنارس با شخصہ از اہل فرنگ مخالفت
فرادان رودادہ تطبیع و تحریص وے العیاذ باللہ ترک اسلام گفتہ بردش نصارے
برآمدہ اکنون در میرٹھ بتعلیم اطفال تسمی ازین طائفہ لبرمی برد و مینف مسج نام کردہ است
این ابیات ازان متبع مسج و جال است

کاٹ ہے جو ابرو کے نسیم دارین | ہو یہ برش کب کسی تلوار میں +
چھو میں اور ابرو میں ہی معرکہ آرائی آج | سرخ رو رکھو تو اسے دیدہ خوبار مجھے
شور ہے تخلص مرزا محمود بیگ عرف چھوبیگ ایرانی نثرادرست و مولدش این بلدہ
مینو سواد در معرکہ کارزار کارش با تمام رسیدی سپاہی بیشہ و درست اندیشہ بودہ ادرست

ایک آہ سرد بھرنا اور دل کو غلام لینا | ہوتا ہی گاہے گاہے یون تیرا نام لینا
وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہیں | یان کلمہ تمہادت ہم یاد کر رہے ہیں
غضب آنکھیں تھرپڑ رہی غصائی ہوئی | خدائے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہوئی

شورش تخلص غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبائلویس جوان شوریہ مزاج است
گاہ گاہ بہ نظم اشعار می پردازد و از مومن خان استفادہ سے سازد و باداعی طریق کشائی
می سپرد این اشعار از و نگارش یافت

نامہ جو نیالا یا ہے قاصد تو صنم کا | بیان نکھو نا کسی مایوس کرم کا
کیا جانے عدد و خون جگر پینے کی لذت | شورش سے فرما پوچھے تلخ آب الم کا
کھو رکھیا کج محب کو غیر ادیدہ ترا یک دن | شمع سان لعل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
کیا قیامت ہو کہ روز حشر ہو ہر روز جسم | تعاقبات کے لیے یارب مقرر ایک دن

جب وہ بنجاب غم دوری اغیار سے ہو چشم عاشق سے جو دریا کو کئی دے تشبیہ ہو دم شب ہجران میں اجل بھی تو نہیں ہو ما خواب میں بھی جلوہ نشہ دزائے ہو تو	شکوہ پھر کیوں نہ مجھے طالع سیدار سے ہو بس وہیں روئیکہ ہو جائے بہانا جھک حال اپنا کہیں کیا درد دیوار کے آگے ہم کو چہ اغیار میں فریاد کریں گے
---	--

مشورہ شمس غلام حسین از ارباب عظیم آباد است اصلاح سخن از میر باقر
گرفتہ گویند کہ رنگ تندرہ موز و نان ریخت ریخت است و فاقش در زلف آلودہ است
اور است

رفیق گر جہت بر خلافت ہی تشرش شہرت کی از ستارگان جرات است اور است +	ہوا کرے بہن ہی یا اپنے کام سے کام
---	-----------------------------------

دل ڈھونڈتے ہو پاس مے دل لہان ہو شہرت غلص امیر بخش نام سپر علی خان ہمراہ پر بد کن رفتہ بذریعہ شاعری ملازم سرکار دیوان چند و لعل گشت و صلہ پایافت و نوجوان مرد کب فنون نظمیت از نثار اللہ خان زاق کردہ اور است	اک شعلہ آتش ہو کہ پہلو میں لہان ہو
---	------------------------------------

جہت بازی نیکی بر شمع مزار سے شہامت غلص شاہ شہامت علی کی از درویشان بلاد شرقیہ بودہ اور است +	آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے
---	-------------------------------

یاد حق کر ہونہ دل میں تو ہو قالب نفس نوم شہید غلص شاعر از معاصرین میر و محمود است اور است	ہوم ہو جانا ہو دارت خانہ ویران کا
--	-----------------------------------

لکے برباد اپنے نال و نہر باد باقمت شہید از مقید تا بہن حسرت میں جی مینا	ہم سار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد باقمت ہم سارے سر پر آکر پھر گیا جلا دیا قمت
--	--

شہید می غلص کراحت علی نام باشندہ لکھنؤ طبع خوشے دارد و در عشر و ض
دستیکا ہی معقول و در حساب مکاتے مقبول در بلاد پنجاب و جرات بیشتر بسز بردہ
گاہ گاہ بدلی دارد شدہ ہنگام درود ملی بار قسم آثم ہلاک ہو خوردہ مرد
نے ملکف و دار استہ مزاج و دلیج الشرب است آزادانہ میزد اور است

<p>خوار رہتا ہو پرانا تو پشیمان نیا خمسر تو بون گلے پہ مے بار ہا بھرا آنکھوں سے تری زگس خان نے دکھایا مجھے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا یہ نہ سنا لے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا پھر قیامت ہو جو وہ شوخ شکر آیا وہ تہیسی کے جانے پہ مقرر آیا وہ اُسی وقت نہ آئے اگر آنا ہوتا + بھلا لے جی کوئی درو دیوار دیکھ کر کیا خوشنود اُس بت نے خدا کو ایک بوسہ میں کچھ نہ روئے آہ اگر ہم عمر بھر رو با کیے</p>	<p>قدر سب چاہئے والوں کی تری دیکھ چکے گر کچھ مزا ملا تو تہیسی اُسی کے ہاتھ کا نوسے سنا کرتے تھے ہم چادر ہر اک شر عام ہیں اُسکے تو الطاف تہیسی سب پر ہم نہ بیوی بچے اپنے مطلب کو نہ پہنچے پر خدا جلد انصاف چکا خلق کا لے دا ورتہ نام مرنے کا سننے سے جدی غش آنا ہو وعدہ شام پہ کی پہنچے عہت جاگ کے صبح خالم کبھی تو یام پہ آجا انسان ملک تہیسی میں تو کیا بون لیکے بوسہ سنگ سرد کا دلکے جانے کا تہیسی حادثہ ایسا نہیں</p>
--	--

<p>شہید اخلص جزائیکہ ساکن مراد آباد است کرتے ہو گیون شک تم در سے مجھے اٹھا کے کیا میرے بیٹھے کا خاطر پہ بار گزرا</p>	<p>شہید اخلص خواجہ ہینگا اصلش از کسروے بغن علاقہ بندے علاقہ داشتہ از تلامذہ میر محمدی شہید است</p>
--	--

<p>جانین مشتاقون کی لب تک آئیاں جا کان میں باتون کے بہانے لیا بوسہ</p>	<p>بلبے ظالم تہیسی لے پردائیاں دیوانہ ہون تہیسی امین بڑا کام کیا ہو</p>
--	---

<p>شہید اخلص نواب معین الدین خان میرہ نواب عنازی الدین خان مرحوم متخلص بہ نظام کہ جلال تاثر ایشان مقرب مع خاص و عام است بکالے سکونت دارد گاہ گاہ تہمان آباد میرسد نئے از ابیاتش کف آمدہ بود بعد انتخاب ثبت گشت</p>	<p>آشنا داک ہو مزاج لے بت قابل تہیسا بیٹھا رہتا ہو جزائو پہ جھکا لے شہیدا</p>
--	---

<p>کہ تڑپتا نہیں دل کھول کے بس تہیسا باتون سے کس کے سراپا ہو ہا بل تہیسا</p>	<p>آشنا داک ہو مزاج لے بت قابل تہیسا بیٹھا رہتا ہو جزائو پہ جھکا لے شہیدا</p>
--	---

جواب زبانی بھی اُس کا نہ آیا +	وئے میرے ہی خط مجھے سب نے لاکر
جمع تک ٹھنڈی اُٹھی بزم سے اُسکی پرہم	اُٹھے تو جل کے اُٹھے بیٹھے تو جل کر بیٹھے

شیفۃ تخلص شاعری از پیشینیان است اور است +

بعد کے دن بھی نہ لکھا اُس ہلال ابر و کوآہ	چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ لکھا چاند سا
---	---

شیفۃ تخلص حافظ عبد الصمد از خاندان اہل علم است دوسرے لکھا ہی وضع بودہ قوۃ عظم	
---	--

از لہوئے خان آشفۃ آموختہ اور است

بے سبب کامل مشکین کو یہ نہ کیا تھا	اُنھ جھپٹا نا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا
------------------------------------	---

شیفۃ تخلص راقم آغ است از کم وز نہانے خواست کہ بزمہ موز و نان بشمار آید	
--	--

اما ہامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پیدا رند و خطارا صواب انکار ندرتے از گفتار	
--	--

نوشین کہ ناخوہر چون کردار است سامع خواستے میکند

شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ بخشید کرم
----------------------------	-------------------------------

تو ہم ار بد سے بننے اندر سخن	بخشلق جهان آنسین کارکن
------------------------------	------------------------

دیش از عرض افکار بقدر یاد گذارش کیفیت خود می نہاید کہ فقیر از	
---	--

آدان صبا با بن فضل منوط بودہ اشہرے عمر گرامے را را یگان داد چون	
---	--

رابطہ باین فن از دیگر اشغال عالیہ و فنون شریفہ باز می دارد اکنون	
--	--

دیر گاہ است کہ سر و کارم نیست مگر تحریک مخلصان گاہے از دار دات	
--	--

جدیدہ اتفاق سے افتد و آنہم بعد سائے نہ کہ ما ہے و چنانکہ پاس چوم ولہ	
--	--

مشاقان ریختہ وقتے بغور و فکر ریختہ مضطر سے کند ہنسان رعایت جو شش	
--	--

شوق آرزو مند ان پار سے گاہ غنائل بیاسے سے کشد و در مراتب سخن	
--	--

اگرچہ ارادے خاص با من است اما طبع باہر روش چنان مناسب افتادہ	
--	--

کہ بہر شہوہ سخن میکشم کہ چنان طرز خاص من است و این سخن را اگر عجوبہ نظم و نشر	
---	--

من بینی مسلم پیدا سے و ہر آپسہ در قدر سی محسانہ بخش من داشتند از دست	
--	--

ساتی مصطفیٰ سخن موسن خان بکاسہ ہم ریختند و این چند بیت از خیالات پریشان خود	
---	--

کہ جمہیت دیوان گرفتہ عرضہ می ہر

تیرے رنج و کوجہتے ہوئے عجب ان دیکھا
کہ بہت اُس نے سنگر کو پشیمان دیکھا
جس کو دشوار سمجھتے تھے سو آسان دیکھا
باقی ہے انتقام ابھی عشرت کی رات کا
کیا اعتبار ہے اُنھیں دشمن کی بات کا
رکھا ہے اُس نے سوگِ عدو کی وفات کا
کیا کروٹ مے دل میں سوزِ بان پر آیا
وہ تو اُسے نہیں میں آپ میں کیونکر آیا
اہل ماتم میں یہ چسپاں ہے کہ دلبر آیا
دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
شفیتہ ضد چہ جو وہ اپنی سنگر آیا
جو ہلالِ غم تھا سو ماہ کا مل ہو گیا
طالعِ اعتبار سے جلا دے عادل ہو گیا
کامِ بمان کیلئے دامن ترکا +
خون لیا تو مے کیو ترکا + +
کام ہے یہ اُسی سنگر کا + +
ہو اب ملک خیال اُسی غفلتِ شعار کا
دیکھا اثر یہ نالہ بے احتیار کا +
دعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا
مسکرا ہی ہو گیا بھین غلاب الیم کا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بہت خود کام اپنا

کوئی جانِ جہان میں نہیں جیستہ لیکن
نہنے کیا جانے کس ذوق سے دی جانِ دمِ قتل
ایک نالے میں ستم ہائے فلک سے چھوٹے
کیا ہووے شامِ روزِ جزا ڈھبِ بخت کا
نہتی ہیں جان جانتے ہیں یہو فاجھے
سے مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو
اُس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
تیرے اٹھ کے ہی دھیان مکر آیا
لے اجل نیم نگہ کی تو مجھے مہلت دے
دیا ہاے مجھے لذتِ آزار نے چمن
شوقِ مردن تو ہر پہنچنے سے بن آئنگی
بے خراش ناخنِ غم میں بھی کیا بالیدگی
ہاتھ اٹھایا اُسے قتلِ بگینہ سے میرے بعد
شعلہ رو پارِ شعلہ رنگِ شراب
لقنِ قنیرِ غنیر کو اُس نے
میری ناکامی سے فلک کو حصول
کیا دون جوابِ داورِ رودِ شمار کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
کب طالعِ خفہ نے دیا خواب میں آنے
لیے جہاں بار میں پائے نرے کہ بس
سکہ آغا نہ محبت میں ہوا کام اپنا
ذکرِ عشاق سے اتنی ہے جو نفرتِ اسکو

کیون نہ وہ تیرے تیرے مجھے غم پیش کر
 تاب ہو سکی کہسے دین بھی وہ اب شیفہ کر
 اب جو مینے رہے شب بزم میں +
 غنیمت کی گواہی بن گئے اب شیفہ
 یاس سے آنکھ بھی جھکی تو توقع سے نکلی
 شب بجران نے کہا قصہ کیسے دراز
 کب ہمیں حاجت پر ہی سہی پڑی
 خونی نخست کہ پیمان عدو
 کس لیے لطف کی باتیں ہیں پھر
 پروانہ بنا میرے جملانے کو وفادار
 پروانہ وار طلبند دستور ہے ہمارا
 یان سبک حرف ملاست یان گران عرض نیاز
 ہائے افس برق تہان سوز پر آنا دل کا
 ہے ترا سلسلہ زلف بھی گنتا دل بند
 دیکھتے ہم بھی کہ آرام سے سوتے کیونکر
 مجھ کو حسن سے سب جن دلبر ہیں تغیر
 کبھی میناب کو دیکھا کہ ہوا اگر مہ عثمان
 نہ لکھنا تھا غم ناما کا می عشق
 نے پردہ وہ آئے مجھے کس طرح نہ وہ
 شوکت گل موں آگیا تھا دیکھ گل پھر غم ہو
 کیا کہیں سے گر ستم دیکھے کہ اک بیدار تر
 میرے آنے سے تم اٹھ جاتے ہو
 کیا بن گیا ہوں صورت دیوار دیکھنا

سب کو دنیا میں پسند آئے ہو آرام اپنا
 کر چکی کام بہان لذت دشنام اپنا
 جان کو دشمن کی مین رد یا کیا
 کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
 صبح تک وعدہ دیدار نے سونے نہ دیا
 شیفہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
 غم نہ کھایا تھا کہ ستم یاد آیا
 افس کو ہنگام ستم یاد آیا
 کیا کوئی اور ستم یاد آیا
 محفل میں کوئی شمع بدل جائے تو اچھا
 اُس شمع رو بہ مرنا مشہور ہے عسکرا
 سخت جان ہم کب نہ تھے اور نازنین تو کب تھا
 مجھے جو گرمی ہنگامہ جملانا دل کا
 پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھٹانا دل کا
 نہ سنا تم نے کبھی ہائے فنا دل کا
 میرے رقص کو دعا ہے سلیمانی کا
 کچھ نیا ڈھب ہے ترے رخس کی جولانیکا
 جواب نامہ نے نہ عسا کیا
 اے شیفہ ہنگامہ عشر کی شکایت
 یاد آئی مجھ کو اُس چاک گریبان کی بہار
 شیفہ عاشق ہوئے وہ شوق میرا دیکھو
 بزم دشمن میں نہ آؤں کیونکر +
 صورت کسی کی مین سردیوار دیکھ کر

دینا کسی کو دل تو وفا دارد دیکھ کر
 اکدم ہوا جو خمد ہر بند قبا سے ربط
 کیا دیر میں ہوا ہمیں زود آشنا سے ربط
 محروم ہیں کس واسطے تفریق کے مشتاق
 ہیں میرے کو تو بھی ترے تیر کے مشتاق
 ہے آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تک
 کے رہیں گے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تک
 ہو نچا دو یہ پیام اجل جان طلب تک
 شکر بخار ہا گلہ بے سبب تک
 باہر و شمع کو ہرگز نہ جلا نا شب وصل
 ڈھونڈتے ہیں چلے جائیں گے بہا نا شب وصل
 جنت میں پہلی مری حسان کو ہولے گل
 شعلہ اٹھے زمین تہن سے بجائے گل
 بستر پہ میرے کا نٹون کے بدلے بچھائے گل
 کیون لکھتے ہیں چشم یار میں ہم
 مر گئے تیرے انتظار میں ہم
 تاسے کو ڈھونڈتے ہیں صبا اور صبا کو ہم
 دیکھے ہیں اُس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
 اے مرگ داد چاہتے ہیں چل کر خدا سے ہم
 شام شب فراق نہ مرتے بلا سے ہم
 بیٹھے ہیں دیکھ بزم میں کس التجا سے ہم
 شرمندہ ہو گئے تو ملی شرم و حیا سے ہم
 ہوئے نہ اس قدر جو کلمہ بنوں میں ہم

کتنا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفۃ
 نیناخن و خراش میں بگڑھی کہ کیا کمون
 صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
 ہر جسم نہیں جرم وفا قابل بخشش
 لکھتا ہوں زبیں آرزوے قتل میں نامے
 رنجائے کیون نہ ہجر میں جان آ کے لب تک
 کہتے ہیں برفا جگھے میں نے جو یہ کسا
 ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بے طلب
 یان عجز بے ریا سر نہ وان ناز و لفریب
 صبر پروانے کا بھج پر پڑے ڈرتا ہوں
 تنگ اتنا نکلے شوق ہم آغوش کہ وہ
 ہر سنگام غش جو غیر کو اُس نے سنگھائے گل
 از بس کہ دیکھ جلوہ ترا جہل گئی بہار
 خوش ہوں دکھانے لائیکا اُسکو کہ غیر نے
 کب ہوئے حنا راہ غیہ بہلا
 نقش پر تو خندائے واسطے آ
 افغان چین رس کی لپٹ نے جلا دیا
 ہیں جان لب کسی کے اشارت کی ڈیر ہے
 ہم زندہ اور غیہ پر پیدا و جلد آ
 کیا جانتے تھے صبح وہ عشر قد آئے گا
 اے خوش لشک زب عدد اب موت اٹھا
 کہ اتفاقیوں کا ہے وہم اہل بزم کو
 کھکھون سے یوں اشارہ دشمن نہ کیجئے

توین میری گور کی لازم ہے خوب سی
 طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
 دشمن تو ہمارے فلک بواہوس پرست
 میں حل گیا وہ غیر کے گھر جو چلا گیا
 کب ہاتھ کو خیال جزائے رفو نہیں
 کیا جانے درد زخم کو گو ہو شہید ناز
 کچھ اور بید لی کے سوا آرزو نہیں
 نے اشک لالہ گون بھی میں بے آبرو نہیں
 پھر بھی کو گے چھڑنے کی اپنی خونیں
 کیا جوش انتظار میں ہر سمت دوڑے
 شکر ستم ہی راس نہ آیا بہن کہ اب
 ہر جا کی اپنے وحشی کو کس منہ سے کہتے ہو
 نیرنگیوں نے تیر سی یہ حالت تفسیر کی
 کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفہ
 چراغ وقف محبت نے کر دیا افوس
 تنگ تھی جاگہ دل ناشاد میں
 کیوں کر اٹھتا ہے خدا رنج فحش
 یان اس قتل ہی نے خون کیا
 لیالی کہے سے بگڑ گئے تھے
 گر کیے کہ غیر سے نہ ملے +
 دشمن کہیں گیا نہ آنکھوں سے شیفہ
 افسق چہا کے اور بھی شرمندہ میں ہوا
 جو حال پوچھنا ہے تم اس سے ہی پوچھ لو

تقریب سیر سی سے وہ شاید گزر کرین
 دوا شک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرین
 کس سے جفاے غیر کا یا رب گلا کروں
 شعلہ سے استعارہ آواز پا کروں
 کب پارہ پارہ سپر ہن چارہ جو کروں
 جو نیم کشت خنجر رشاک عدد نہیں
 ایدل یہ یاد رکھو کہ ہسم بن تو تو نہیں
 گر یہ میں رنگ کیا ہو کہ دل میں ہو نہیں
 عطر سہاگ ملتے ہو وہ جس میں ہو نہیں
 بدنامیوں سے ہائے گذر ایک سو نہیں
 کہتے ہیں وہ کہ لائق الطاف تو نہیں
 کیا آپ کا نشان قدم کو بکو نہیں
 اسیر زندگی کی کچھ ہے کچھ نہیں
 اس گل بخش ہیں جبین محبت کی ہو نہیں
 کہ مجھ کو دوست و دشمن سبھی جلاتے ہیں
 آپ کو بھولے ہسم اس کی یاد میں
 مرتے ہسم تو کیف صیاد میں +
 رہ گئی حسرت دل جہلا دین
 دیوانہ میں حبان کر بنا ہوں
 کہتا ہے کہ کیا میں بیو فا ہوں
 اسکی گلی میں آج نشان قدم نہیں
 افسار عشق غیر سے وہ منفعل نہیں
 مجھ کو دماغ قصص غم ہائے دل نہیں

جلے کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی میں
 عدو سے بات کی اور حن آ یا مہربانی میں
 دعوے ہیں بواہوس کو عبت مال و جاہ میں
 رقیب پیے ہیں کس کس مزہ سے جام شراب
 مومے یہ بھی مجھے کس طرح اضطراب نہ ہو
 ہے دل کو شکر و وفا کے عدو سے بیتا ملی
 ناصحو یوں بھی تو مرجھاتے ہیں
 بوسہ لب نہ مانگتا دشمن
 دیکھ کر چشم غضب کو اُسکے میں نے رو دیا
 کب ہو میں گستاخیان آداب دان عشق سے
 کیون نہ شادی مرگ ہونا کام بھسا دیکھ کر
 خطِ آذامی تھا نامہ غیر کا ایجو ش رشک
 آہ و زاری نارسا شوقِ اسیری بے اثر
 اک دم شمشیر سے آزار سب جلتے رہے
 جہل نے کی ہے کس دم مہربانی
 سحر اُن کو ارادہ ہے سفر کا
 دیت اہل فلک کے درہم داغ
 انصاف لے خدائے دو عالم کہاں ملک
 تشبیہ تیری زلف سے دی ہو نہ غیر نے
 ناب وصال اُس سمن اندام کو کہاں
 جاتا ہوں کوئے غیر میں صحر کے بدلے میں
 لگے رشک اُن کو یاد آنے لگے
 پھر حشر کسم شعاری ہے

عجب آرام تھا جو ن شمع ہلکوبے زبانی میں
 غورِ حسن کم ہوتا ہے الطافِ بانی میں
 اَلْماسِ یزی فرشِ بین بان خواب گاہ میں
 ہلکے دہریں افسوس اجتناب نہیں
 یہ جو رہیں کہ قیامت کے دن حساب نہ ہو
 کروں میں کچھ گلہ لطفِ گرفتار نہ ہو
 عشق سے مجھ کو ڈراتے کیوں ہو
 مہر لگاتا ہے کون سا لیل کو
 چلے پانی ملا لیتا شراب تیز کو
 دیجے تعزیر اپنی تمکین پوس انگیز کو
 دھم کے منہ میں زبانِ سخن خونِ زریں کو
 پھاڑ ڈالا آپ ہنسنے کیسی دستِ آویز کو
 کون لائے آشیائے تک مرے صبا کو
 ہم مسحا جانتے ہیں شفیقہ جہاد کو
 کہ جب کہلو میں وہ ناہر ہرمان ہے
 قیامت لگے میں شبِ درسیان ہے
 کہ تیرا لہ اپنا خون چکان ہے
 وصل صنمِ عدو کو ہو رشکِ عدو مجھے
 سنبل سے عطرِ فتنہ کی آتی ہے بو مجھے
 بس بس چھڑے خاش آرزو مجھے
 دیوانگی میں بھی ہے تری جستجو مجھے
 ہم جو غیر دن گھر میں جانے لگے
 پھر اُنھیں جستجو ہماری ہے

چہرہ ہی بقیہ راری سکین ہو
 گئے ہے مجھے کہ اس جو رہ تو چھوڑ آئے
 خیال تھے اثر جذب دل سے کیا کیا آج
 کہاں تک ستم یار کا فلک سے نکلے
 غیر بھی کون تم سے نباہیں گے گر
 کرتا ہوں بن تعریف زبں لے سکے دہن کی
 جس لب کے بوسے غیر لے اس لب سے شفیقہ
 شکر ستم نے اور بھی مایوس کر دیا
 آؤ مجھ اہل لڑائی ہو جسکی +
 کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تو نے
 دیکھ بغیر مرے رنگ کو سوختی سے کہا
 بھیج کر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
 بزم دنیا میں ہی دیکھوں کو کب عیش نصیب
 دولت وصل سے کیا کام ہوں نا کون کو
 خود چاک کروں جامہ اعدا کہ نہیں چاک
 لے عدو کس لیے ناناں ہے تجھ تو آخر
 لے چلین لٹوڑا تک بھی دست میں
 کھول جلد لے شفیقہ آغوش شوق
 لے خوش کر نیگوڑھوایا عدو سے خط مرا
 تنگ مہمانی دشمن بھی کیا بننے قبول
 نا صحری زبان ترے بس میں نہ تو پھر
 کیا سو فی حق تو کہ رہا ہوں بڑے جاوید
 یہ غم اگر نہیں کہ نہ آیا وہ بوسہ

وہی سکین بقیہ راری ہے
 ستم تو دیکھو کہ طعن عدو وفا پر ہے
 ہزار خون ہوس گردن حنا پر ہے
 تو آپ شفیقہ لے شفیقہ جفا پر ہے
 جسم وفا قابل تفسیر ہے
 لیتے ہیں مرے لب مری تفریقے بوسے
 کم نخت گالیان بھی نہیں تیرے واسطے
 اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا کرے
 ایک دم صبر آزمائی ہو جسکی ++
 قیامت آئے گی ابرہہ کے برے
 تجھے ڈرنا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہو
 لاکھ خاطر ہو یہ کب سوے اجل جاتا ہے
 سو مجھی کو رہے مجھ کو تو یہ غم بھی بس ہر
 ناز خسر کے یہ خیل و حشم بھی بس ہے
 جیسم ہے کہ لون دھیان آریاب ہوں
 جیسے ہم خواہ ہوے ہیں یہ وہی عزت ہی
 آجے بھوٹن کے آخسر خار سے
 یہ صدا آئی لب سو فار سے
 بسکہ تھا آگاہ حرف شکوہ کے خور سے
 شفیقہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے
 انصاف کہ کہ دل پہ مرادور کیا ہے
 تیری گلی کی سمت رافش پانچ
 روتے مرے جنازے پہ کیوں اقربا پانچ

تھی کب سے مرگ و حسرت دیدار میں نزع لے جان لب یہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ تذکرہ اصلاح غیبر کا نہ کرو تم کو اندیشہ گزشتہ ساری ایک دن تیسرے گھر میں آنا ہے ایسی رغبت سے کہے قتل گمان کا ہو سیکو تھا	وہ ایک دم میں آئے جھگڑا مسلح رہتا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے بات اچھی نہیں لڑائی کی + یاں تو قلعہ نہیں رہائی کی + نحوت و طالع نے گزشتہ کی شیفہ اُس کو تو تو تم سے محبت نکلی
--	--

حرف الصاد والمہملہ

صاحب مخلص منظر الہ ولہ ممتاز الملک ثواب تفسیر یا نجان بہادر خلف
شمر و فرانسس اصلاح شعر از خیراتی خان دکنوز گزشتہ ہنگامے کہ
در جہان آباد می گذرانید رنگ مشاعرہ سے ریخت در دیوان جو آنے رفتہ
حیاتش گنجیت اور دست

لفظ آیا سچے شب بام پر سپار اپنا سے زلف حلقہ زن خیال و کبر کے آس پاس	بار سے اب کچھ ہے بلندی پر ستار اپنا یا اذ رہا ہے فوج سکندر کے آس پاس
--	---

صاحب مخلص از پیشانیان است و صاحب دیوان اور دست

زور کیفیت ہے کہ تبسمی چھلکتے ہیں	جام پر نقشہ جھکا ششہ یہ سنجو ار جھکا
----------------------------------	--------------------------------------

صاحب مخلص نامش امۃ الفاطمہ بیگم شہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان
نکوئی است آفتاب صفت از مشرق بجانک مغرب آمدہ بتفریب مداوا با موسیٰ خان
کارش افادہ ماہی چند کار ہا در دود و در بود سالماست کہ باز بہ لکھنؤ رفت
قنوی قول غین نام کہ از معنقات خان معزۃ الیہ است شجہ نسخہ حسن و جمال
ہمان موزون قد است القصۃ بغض صحبت شان دلش بشعر و شاعری سبیل کرد
از موزونے قامت بموزونے طبع گرائیدہ و از آرایش زلف پریشان بموشگانی
اشعار پیچیدہ از دست

مقیون کا جلنا کسان دیکھتا تو گنہ کیا صنم کے نظر سے بین زاپہ کھولے ہیں اُس نے پیر بن یوسفی کے بند نظر ہے جانب اغیار دیکھے کیا ہو جو خط جبین کا مرے کاتب ہے اُسی کو صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا	سمان یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا یہ جلوہ حسد نے دکھایا تو دیکھا تہ کر رکھے نسیم سے کس دقبے گل پھر ہے کچھ ننگہ یار دیکھے کیا ہو دکھلا تو مرا نامہ اعمال آ لہی یوسف سا غلام اک مجھے ڈال آ لہی
--	--

صاحبقران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است و از سکنائے
بلگرام شرم و حجاب از دلش بر اہل دور و طبعش از آداب و اخلاق مجبور
ہر چند در آب جامع این اوراق نیست کہ عیاناً باللہ کے رابہ بدے نام برد اما
در خصوص اینکس نظر نقش و ہر شش خلاف عنوان ناخواست حرفے چند از
نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از نامہ اعمال این نامہ سبہ
محبوبہ و الحاصل ہمہ اشعار شش از انواع ہزل ملو است اگر حبیہ مضامین دلپذیر
ہستم دارد اما حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ
عالی رتبہ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شہبان ہوسناک رانا نوشستن
آن ابیات موجب شکایت و گلہ گردد اما ناچار ہدیہ رفتہ آمد کہ الانسان اذا استبلی
ببلیتین فاخار اہو نہما ظلمہ ان شعر این است

محبوبہ کو شہوت ہوئی یتم سے	اتنی قدر کسی چھنال کی مناک
صادق تخلص صادق علیخان از امرے عظیم آباد است اور است	وہ ہے عرق سے یار کے جاہ ذوق بین آب

صادق تخلص میر جعفر خان از اکابر دہلی بودہ اور است	چشم سے نام وہ نہیں لینا
چشم سے نام وہ نہیں لینا	چشم سے نام وہ نہیں لینا

صادق تخلص صادق علی خان از اقا رب فوجدار خان کہ لقب پیلان خاص شاہی است
نسبت شاگردی با افشار امیر خان دارد اور است

صادق اب اور سرد کار بنیں اُس سے گو	ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس
صابر مخلص صابر شاہ دہلوی از موزونان زمان محمد شاہ است از دست	جو ہم بستر نہ ہم سے تو اُسکی کیا شکایت ہے
صانع مخلص نظام الدین احمد بلگرامی وہمیں نام تاج ولادت اوست شخصے است	با آداب و اخلاق مہذب و فکر تش دربار سی زبان آفرین طلب با شہزائے ممتاز عصر
غولیش مانند شیخ علی حنین لاہی اصفہانی دوا لہ و غستانی صحتہا داشتہ اعیانہ است	بقلم نختہ ی گماشت اور است
صنم کی اُس محبت پر دیا تھا جان دل صانع	انتہا معلوم ہو جائے گی یوں نامہ بیان اپنا
صبا مخلص کا لکھی تل نژادش از فیروز آباد و مولد و غنما شے لکھنؤ از تلامذہ مہضغنی است	دیوانی مختصر گرد آورده در عنوان شباب بن جهان گزران گذشت اور است
ابھی تسکین ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے	لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اٹھا
انسوس وہ آرام عدم میں بھی نہ پایا	جس کے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا
جلے دین اٹھکے یہ کہو اُس شوخ قاتل سے	کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگین خون بسمل سے
صبا مخلص شخصی از تلامذہ میر ضیا است اور است	
جمع کر کے درد سارے تو نے دل بید کیا	کہ تیرے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
زکھ عروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرنے ہیں	جو مانگے سوئے سے دیتے ہیں جبکو قتل کرتے ہیں
تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو	اے نظر نہ گئے وان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا انحص	اکدل جلے ہے اُسین حسرت کے داغ کتنے
صبا مخلص مرزا راجہ تشکر ناٹھ بہادر خلف مرزا راجہ رام ناٹھ بہادر منصب پیشکار سے	نظارت با اوست محفل مشاعرہ می آراست اور است
کیا پوچھتے ہو جو رستم مجھے یار کا	دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا
دل جب اُس کی نگہ مست کا غمور ہوا	سر خوش کیفیت بادہ انگور ہوا
صبر مخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم بوسلی خان اہلش از کشمیر	

جنتِ نظیر و مولودش و مولدِ بعضی از بزرگانِ ہند و لہذا رانکار خود را از نظر
میر عزت اللہ خان عشق گزرا نیدہ اور دست

گئے قصدِ حرم کا ہے سرِ میخانہ لکھتے ہیں | غرض ہم بھی عجب ہی مشربِ زندانہ لکھتے ہیں
صدقِ مخلص کے ازاں کی حیدر آباد است از دست جو

برقتِ اشک جو ٹپکے ہے شاید | ہوا آنکھوں میں اب تحتِ جگر بند
کمانِ نیلے سے تارِ زلف سے دل | کرے پروازِ یونکر مرغِ یر بند

صبا مخلص منو لعل کا تیرہ از اہل لکھنؤ دلا زندہ نصیحتی است ہر چند جزا میں شعرے
از دور نظر نیامدہ اما یہی باید کہ صاحبِ این بیت سلیقہ خوشی درین فن دہشتہ باشد

بیچ کر کب یہ سلیقہ سے تنگ کاری میں | اکوئی معشوق ہے اس پر دہ زنگاری میں
صفا مخلص از اسم و رسم و رسم آگاہی دست ندارد از دست ۔

مغسبِ بھوٹ ہے نہ کہ نہ بھری شیشہ میں | رہ گئی ہے مے آفرو کی تری شیشہ میں
صمد نور مخلص میر سعد علی از سوسے بیت دست این ابیات از دست

برقع کو اٹھا نہ ہے جو تم کرتے ہر بات میں | اب میں ہمہ تن گوش ہوں یا ہمتن چشم
تجربہ سوختہ سج سے جب گل نکلتے | چاہے بیضہ فالوس سے بلبل نکلتے

کھول دینی گرہ زلف صبا کیوں نہوئی | تیرے بانوں سے لگی رہتی خاکِ یوں نہوئی
صمد رمی مخلص میر صادق علی کو چاک برادر میر نظام الدین ممنون از ہمیں برادر خود موت

یافتہ درین شبابِ ز دست کا فری بیگناہ کشتہ شد از دست

نہیں معلوم پڑا پائے نگارین کس کا | سیدھی اُس شوخ نے کیا کیا نہ سناں بھگلو
صمد رمی قد کو کہیں اُسکے کہا تھا کل سرور | جو اشکِ مسلسل ہے مومنوں کی لڑی ہے

آکھ اپنی یہ کس کے دردِ زبان پر پڑی ہے | آسٹ کا بیت ہماری آب سے کی
صمد رمی مخلص کریم الدین نام از مراد آباد است در صنائعِ قور گے استاد

آوردانہ میزید اوقاتِ عزیزِ عبادت سے گذرانہ بار بار ہادی آمدہ اما فقیر مش

ندیدہ ام از دوست

یہ مانا کہ ہین آپ دلبسہ دلیکن	ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے
-------------------------------	------------------------------

حرف الضاد المعجم

ضبط تخلص میر حسن شاہ جزائیکہ از لکھنؤ است دیگر حالش معلوم فقیر نگشت کہ بغضبط
تحریر آرد اور است

نقدہ دل و دشت میں کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہم نے با دار عبت میں یہ کیا سودا کیا
---	--------------------------------------

ضمیمہ تخلص شیخ مدار علی آبادی از تربیت	یا شنگان ولی محمد نظیر است اور است
--	------------------------------------

وہ ابھی سے نوکل آرزو دہ ہنوز تازہ ہوا	نہ کچھ آنے سے اسے خبر نہ جاسے کچھ سوکارا
---------------------------------------	--

ضمیمہ تخلص گنگا داس نسبت شاگردی بخیر مست	شاہ نصیر دار و در دل ہم آگنی داشتہ
--	------------------------------------

از دوست

میں بتاتا ہوں ضمیمہ کچھ مجھے بھی خیال	بچشم خواب آلودہ ہر کسی فتنہ بیدار ہے
---------------------------------------	--------------------------------------

ضمیمہ تخلص میر ضیاء الدین از باشندگان	قدیم شاہجہان آباد است از اینجا نقل کردہ
---------------------------------------	---

در عظیم آباد طرح سکون انداختہ ہمدان	جا فوت کردہ از شعر اسے نامی است شاگردان
-------------------------------------	---

بسیار فراہم آوردہ از فکر دوست

صاف تھا جب تک تو ہیکو بھی جواب صاف تھا	اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
--	-------------------------------------

راز دل ہین پوچھتے اور بولنے دیتے نہیں	ہاں ہست بخیر آ رہی اور لب ہلا نا منع ہے
---------------------------------------	---

ضمیمہ تخلص مرزا ضیا بخت پور مرشد زادہ	آفاق مرزا فرخندہ بخت دیگر صفائش را
---------------------------------------	------------------------------------

احتیاج انہما نیست از دوست

چڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیاء امن	بندھا جو اشک کا ناہیب تار رہتا ہے
---------------------------------	-----------------------------------

ضمیمہ تخلص ضیاء الدین نام شوریدہ سری	بودہ ی یکسیتہا بسیار نمودہ از دوست
--------------------------------------	------------------------------------

جون جنار اس جانہ بھولین ہین نہ پھسل لانے ہین ہم	جب مراد اپنے کو بھونچین ہین تو جھسل جاتے ہین ہم
---	---

حرف الطاء المہملہ

طالب تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان تخلص مشق قلم خوردہ انشاء اللہ خان
است اور است

دشت میں آہ شر بار جو طالب نے بھری | ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
طالب تخلص از باشندگان دکن دہم عمرو کی است از دست

طالب کے خون چیشم سے آلودہ کیا کرنے | وہ یا تو کن جو حواس سے سرگران سدا
طالب تخلص میر طالب خلف سید الشعرا میر غالب علی خان سید تخلص این سطر
از دست

مضطر ہو کب میں شب اٹھ لے باہر و نہ آیا | گھر سے تری گلی میں تاہم تو نہ آیا
طالب تخلص حافظ طالب تخلصی است از رام پور و در تلامذہ مولوی قدرت اللہ
شوقی مذکور اور است

چیرے سینے کو شش کیجے دل و لکیر کو | یہ ہی دو جا کہ سہم اور کیا کھا گیا میں تیر کو
طرب تخلص جھنولعل نام کا سیتھ از اہل لکھنؤ شاگرد نواز ش حسین خان نواز ش است
بہتر فکر مانے کامل ہو دوران نظر مینا سبت د لکیر تخلص دار دومر شہ ہائش در افواہ
مشہور و ہر اسنہ مذکور و فرط اعتقادش با مکہ علیہ السلام باعث بر تغییر کیش شدہ کہ دین
آبائی را گزشتہ بفرش اسلام مشرف گشتہ اور است

مسطر اس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا | حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہو اہو
عئے جان سے گذر ہم جو نہ وہ وعدہ کی شہنا یا | بہا نا اس کا گو یا موت کا اپنی بہانا تھا

طرہ تخلص طرہ باز خان یکے از مردم بنارس است اور است
مصور بکنجے گراس شوخ کی تصویر کاغذ پر | مرے صورت لچی ہوز پر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبدالمقتدر بہادر عرف مرزا طفل شرف مصاہرت حضرت شاہ عالم در بہار
صاحب نہر دوع بودہ امد است

رات دن مونس جان و حشت تنہائی ہی | دل ہی میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہی
 طور تخلص شخصی است در کھنوا از تلامذہ محمد رضای تبرق کہ درین ہنگام از رشید
 شاگردان ناسخ شمرده می شود بابتی کیفیتش جلوه ظهور نکر فتنہ حتم کہ نامش
 ہم دانستہ نشد اور است

نہ لیت عمر بھر نام رہائی | تو اپنے دام میں لایا تو ہوتا
 طوماس تخلص فرنگی زادہ ایست مشہور بجا نصاحب شاگرد شاہ نصیر اور است
 سودا ہر زلف یوسف ثانی کا سقدار | روئے ہیں ہم کھڑے سر بازار زاردار

حرف الطاء المعجم

ظاہر تخلص میر محمدی اصلش از جهان آباد دہلی است دوسے سکے
 در اکبر آباد اختیار کردہ اور است

یہ تو سب جو رو جفا ہو گئے خوگر ہمسکا | چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرد

ظفر تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا ابو ظفر بہادر و لیعہد سلطان زمان حضرت
 محمد اکبر شاہ ادا م اللہ تعالیٰ ظلالہ بہ الشرف صفات موصوف و بہ معام
 مکارم معروف در اکثر خطوط دستگاہی شاہستہ دارد باین فن بسیار موف
 است شیخ ابراہیم ذوق از ماندہ نقش ذلہ رباعی و طیفہ خوار است
 و افکار ایشان حکم و اصلاح اور است و ہموار از ہشمار آبدار ایشان است

صفا فریاد کروں گریہ کور و کون لیکن | دل بیتاب کو تھا مون یہ ہیں ہو سکتا
 چار ٹکڑے کروں دل کے یہ نہیں ہو سکتا
 ہمارے آگے ہر ذکر الگے دو سدا روں کا
 اب بھی وہ آنکھ تری آئندہ رو کر نہیں
 دل دیکھ ان کو ابسی انیت جہنی ہیں
 پی لاکھ بار صہب کی لاکھ بار توبہ
 دل بیتاب کو تھا مون یہ ہیں ہو سکتا
 رنج کو دون لب کو ندون لف کو دون تل کو ندون
 برائے مردون کی وہ ہریان اُکھاٹے ہیں
 اگلے طورون پہ خدا جانیے تو ہو کہ نہیں
 اب دل بھی نہ دے گئے نصیحت ہوئی ہیں
 اب کر چکا میں توبہ توبہ ہزار توبہ

تین دن عدی پہ غمی کے پھرتا ہو مجھے	جب ہوا چاند تو غرہ ہی تپتا ہو مجھے
جنون میں کیا مرے پوند پر ہن کو لگے	کہ ایک تار بھی جھوڑا ہو تو کفن کو لگے
قاصد اشک چلا لیکے جو دل کا پیغام	کیا نظر اُس سے ملاقات کی پھر لٹرائی
نعل شکل مہ فوج تری تو سن کو لگے	چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے
بڑھ کے بس صفحہ سے مضمون تری خط	کا غدین سیاہی دم تحریر نہ چھوٹی
حرف کی آب کی باعث وفا ہماری ہو	خط اتھاری نہیں ہو خطا ہماری ہو

ظہور مخلص فلور انبیا یک نژادش از خاک توران است و جاے ولاد لسن
شہر حنت نشان بضبط کلام آہی برداختہ از دست

ایسا ہوا قاصد کہ مرا کام نہ ہوے | اکم نامہ حال دل کس نام نہ ہوے

حرف العین لہ

عالی مخلص از خانوادہ امیر تیمور است و شاگرد شیخ ابراہیم ذوق اور است
صریح اسکو اگر حال دل جتنا لکے | تو کیا غزل من بھی بڑھ بڑھ کے سنا لکے
بیون تو دل کی لکھے اک آہ امیر سے | ذرا سادار کے بانی بھی یار لا لکے
عالی گجاہ مخلص خلف الرشید لو اب نظام الملک بہادر نظر مخلص سا لکے
احتیاج ایراد نیست اور است

رات دن اشک سے آنکھیں قہری رہتی ہو | شاخ زکس اسی بانی سے ہری رہتی ہو
عارف مخلص محمد عارف نام کثیر ہے الاصل ولادتش در جہان آباد دہلی نقاش
افادہ رفو سازی پیشہ اور است شریک دورہ میر و مرزا است نظر بفکر است
اصلی بفکر شعرا مل شدہ اور است

اس ابر میں بے ساقی و مری بہ بنی ہو | ہر بوند کا کھانا مجھے ہے کی گنی ہو
دخت رز سے کہو کہ اُن سے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہو
عارف مخلص میر عارف علی سید بہت از امر و ہمہ از جنبہ ہمارا ہو

جاگزیدہ دم درست بافہم و فراست عرض و قافیہ نیکو میداند دعویٰ نثار کردی
 مصحفے کند اکنون ترک شاعرے گفتہ حرف از پند و وعظ میزند و خلعت
 خدا را بر آہ خدا می آرد اور است

لات ساری چھو دو لون کی تسلی میں کئی	ہاتھ دل پر سے اٹھا یا تو جگر پر رکھا
ہاتھوں کو چاک جیب تک دسترس نہیں	میں کس کے بس میں ہوں کہ مرا کچھ ہی نہیں
وہ ہوا اگر دسے جب وقت شکار اودہ	تیر جا کی بنے مرزا گان غبار آودہ

عاجز تخلص الفت خان شخصی است از افغانہ خورجہ شعرے
 از د ملا حظہ شد و ثبت افتاد

کیا ہوا اگر حشمت سے خون ٹپک کر رہ گیا	بادہ گلگون کا ساغ تھا جھلک کر رہ گیا
عاجز تخلص زور آور سنگ گھڑے	از بناؤ مندرام تخلص و از تلامذہ
شیخ نصیر الدین غزت است اور است	

شعبہ متاب کس کجبت کو ہجران میں بھاتی ہی	کہ اس سے گری روز قیامت یاد آتی ہی
عاصی تخلص منشی اماد حسین بجز اسم	از رسمش ہیچ الہی نیست از دوست
میں کس کس شعلہ رو کو سینہ صد جاں تھلاؤں	را تھا ایک دل شوق لگیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی تخلص مروی است از اہل رام پور اور است
 کھلا ہے ہو گرمی سے نگھ کے وہ گل اندام

عاصی تخلص خواجہ برہان الدین از اولاد خواجہ عبداللہ حسرتی ہوئے
 و در زمرہ قدما بشمارے آید اور است

چمن کے تخت پر جسدن شد گل کا بچل تھا	ق نہارون بیلونکی فوج بٹی اور تھوٹھا غل تھا
خزانے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا خبر خار گلشن میں	بتا تا باغبان رو رو کے یاں غنچہ بیان گل تھا

عاقل عاقل شاہ شوریدہ سے آماد وضع ہوئے اور است
 قید بھی یاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکھ نہیں

عاشق تخلص یکے از مردم نرور است این مطلع از دوست +

فقط تو ہی نہ میرا ہے بت خو غار دشمن ہی	ترے کوچے میں اپنا ہر در و دیوار دشمن ہی
عاشق مخلص بخشش بھولا نا تھ پنڈت پدشس راجہ گوبی نا تھ بد دیوانی سرکار	مجد الدولہ اقبال داشتہ اور است
عاشق نادان سر اس نظر آ یا کوا	جلایے دشت میں کیوں کیجہ د لدار کو چھڑ
عاشق مخلص رام سکہ بھڑی سابقا از گماذہ غلام حسن شہل بودہ آخر شاہ	نصیر را با ستادی بخواندہ از دست
حیرت زدہ بین بھون بھون آگور زم میں	تصویر جیسے مجھے ہو تصویر کی طرف
عاشق مخلص مہدی علیخان بنیرہ کوا ب علی مردان خان مرحوم صاحب قوت	و اخلاق و بصفات حمیدہ مشہور آفاق تا عرض دہ سال متصل صحبت مشاعرہ
تاریخ آدینہ بکاشانہ ایشان افتادے یافت اعظم الدولہ گوید کہ تصانیف	قرب دودھ ہزار بیت بنظر راقم در آمدہ مشغل برستہ دیوان ریختہ
دود دیوان فارسی و حمد حیدری و دیگر مثنویات متعددہ لسنجہ کلام	وانجہ مار نزلے انتخاب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشت
ابر آتا ہوا آفتاب چہا	ساقی است شراب ناب چہا
عاشق مخلص شیخ نبی بخش اکبر آبادی حلف شیخ محمد صلاح ارشد گردان نظیر	اکبر آبادی است اورا است
وام میں بیکر ہمیں صبا د پھیت یا بہت	استخوان آئے نظر جب بال اور پر کے گئے
اب یاد کیے سے جھینے میں سونہ زنت سے میں	اُس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے
عاشق مخلص مولوی جلال الدین ارشد اعوان قدیم است اورا است	
یہ کیسی نوک مرگان سے پڑا نا سو رہنے میں	اکہ بندھے بھی نہ پایا زخم بر انکور سینے میں
عاشق المومسوم بہ آغا حسین قلی خان خلف آغا علیخان ازمنول است اصلش	آرشد اسان و مولدش عظیم آباد بزرگانف در دولت تیمور سے اعتبار
دلخواہ داشتہ اندو سے بنا صاب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت و کامرانی مازہ	

دے در حالیکہ اختیار تحصیل محال سکندر آباد بہت دے بود دیدہ است چند
در آذربایجان تینر بدو نیک نداشت اما این قدر نیک میدانے کہ شخصے متین و
خلیق بودہ گویند کہ اکنون در لکھنؤ میگزرا ند تذکرہ از تصانیف دے سے پاشے
عشق مستحکم اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد عربی نداشتہ روشن
و آشکار است کہ از خطانا چار باجملہ این ابیات اور است

جس کے کہین ہو چون ہون مر عشق کیا ہو	رور و کہ یہ کہتا ہو کہ کچھ کہہ نہیں سکتا
پر حواسی ہو یہاں تک ہو چھنے کو اشک کے	پشیم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر پہ تین
عشرت مخلص میر ضیاء الدین کسب سخن ازواب محبت خان کردہ اور است	
بتیاب نہیں شے کوئی سیاب کے مانند	پردہ بھی نہیں اس دل بیتاب کے مانند

عبدالواسع حالتش نمفتہ ماند اور است

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی استننا نہ
------------------------------	-------------------------------

عمر گلت مخلص سید عبدالولی نام خلف شاہ سعد اللہ سورتی خانہ دریکے
از قصبات لکھنؤ وارد ہا آنکہ مخلص بغزت است جہاں کردہ بجان آباد رسید
و بحیدر آباد گذر نمودہ و خالی از فضیلتی نبودہ اور است

جلالاصحف دل تفسنے کیون برق تعافل سے	جو سچ بولون تجھے تھوئی قسم کھانے کے کام آنا
شانہ آسن لف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا	بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی رہو
شکستہ گر ہوا دل اب نظر نہ کرچہ بر	یہ ٹوٹے آسنہ میں منہ ترشی بلا دیکھے

عزیز مخلص بھاری لال مروست خوش معاش فارغ از فکر و تلاش اور است	
بات اب امتحان پر آئی	قصہ کوتاہ جان پر آئی
ملین کیونکہ بھلا اُس شوخ طفل لاؤ بال سے	کہ سوتے سوتے جو چوٹکی ہو تصویر نہالی سے
آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہیں	یون ہی ہمیشہ مضطرب اور قحط ہتھے
اب بھر ہو تو حسرت دیدار سے ہی جی	جب وصل تھا تو شک تیغ گام تھے

عزیز مخلص عزیز اللہ ازاد کنیان است این بیت از دست

ایسے بیدارے کیوں دل کو لگایا ہمنے	عشق میں جسکے کھوچن نہ پایا ہمنے
عزیز تخلص مدارج سنگھ کچھ نام از نشان اطلاق نیت اور است	
ضعت سے ہر رنگ تن جسکو ہو تار بستر	کیونکہ بستر سے وہ بیمار اٹھے اور بیٹھے
عزیز تخلص شیونامہ از ریاض الوان دہلی است اور است	
لیا دل اک کچھ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں	کیا بیگانہ سب سے آشنائی کو کہتے ہیں
عسکری تخلص مرزا عسکری ارشد اردان شاہ قدرت اللہ مرشد آبادی است	
ارشد است	
کنے کو ادھر ادھر گئے ہم	اتھے تیری طرف جدھر گئے ہم
عشاق تخلص یکے از ہنود است و از مردم پیشین اور است	
سیر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا	آخر حرف ان نے کچھ نہ اکھارا بہار کا
عشق تخلص خزانہ از سگان مراد آباد است دیگر حاشی بر اقم جلوہ	
ظہور گرفتہ اور است	
گوئی تو ہر گلچندہ کوئی سرور دان	ادیکھا تو بیان ایک نہ اک فشان ہو
عشق تخلص شاہ رکن الدین معروف بشاہ کمبٹا از سخن پردران معروف	
عظیم آباد است بوقار زندگانی کردہ اور است	
تیرے نام پر تر پستیا ہو	اس طرح کا کہیں جگر دیکھا
اُسکے دامن تلک نہ پہونے ہم	خاک میں آب کو ملا دیکھا
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا دیکھا	نہ دیکھا اسود نہ کچھا جو دیکھا نہ دیکھا
وہ آ یا نظر بار بار پر کسی نے	یہ حیرت ہو اُسکا سر ایانہ دیکھا
میری چین ابرو مرا غجب دل	یہ عقدے ہیں وہ جنگو کھلتا نہ دیکھا
خانہ سالن کر چکا ہوں میں برباد	تو بھی وہ میرے گھر نہیں آتا
کیا کیا جفا میں ظالم ہمنے تری سہی میں	لیکن شکایتوں سے لب آستانہ میں
عشق تخلص حکیم میر غزٹ اللہ خان حلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قائم	

از معتبران دہلی است بلا قلم اتحاد و فور دارد اصلاح شعر از حکیم ثناء اللہ فراق گرفتہ
 و از والد ماجد خود نیز استفادہ کردہ در فن طب دستہ بلند دارد و در سنجیدہ و متین
 است و صاحب دیوان اما با وجود خواہش مکرر چشم شوق بران نیفتاد لہذا این
 اشعار از سفائن منتخبا و ثبت گشت و در نہ بزعم فقیر اکثر اشعارش نیز وار رقم است

کراس ناز کبدن کا دل بنایا سنگ خار اسما
 جو خدائے لکھدیا اُسکو مٹا سکتے نہیں
 کچھ دلمین مروت ہو نہ اُکھو نہیں حیا ہو
 اُکھو نہ نہ دیکھا ہو نہ کا نو نہ سنا ہو
 ہم کو ن ہیں صاحب ہیں کیوں یاد کرو
 ہوتی ہی بلا موصوم برسات کی گرمی

ترا ہی صلح تقدیر پہنے کیا بگاڑا تھا
 سبغ خط کی دسے آفت ہم اُٹھا سکتے نہیں
 بلبل تو عبث بیچولی ہو اُس گل پہ کہ جھکے
 چل ساتھ تم سے جھکدو کھاؤں وہ طرح دار
 نم غیر کے گھر بٹھ کے دل شاہ کرو گے
 کل رونے کی آمد سے کھٹا جاے قدام تلے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص او سست اسکتے میر غلام
 است صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بیگے از دیوانش کہ از نظر گذشتہ
 و این ابیات از ان منتخب گشتہ شاید کہ آن ہمہ قابل مآشا باشد

کے خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا
 قسمت بن لکے ہی ترا دیدار دیکھنا
 صبح بیلو سے مرے اُٹھ کے وہ مسرور گیا
 اسی عجب نہ جایو میخانہ کی طرف
 ستر نامہ سلطان سنگدل سب کچھ کہا پہننے
 یان بہار ایک ہی چھینٹی میں خزان ہوتی

کے ہو سنکدہ وہ یون مبتلا کے قصہ کو
 بچھرا گئی یون ابھی تو آئینہ و چشم
 شام کو عشق تجھے بچھرا بھی ہو مٹنے کی امید
 و ان برسرفراہین زندان بادہ نوش
 تجھے ای کافر بد کیش ظالم کچھ نہ رسم آیا
 دل کا تختہ ہی مرا چون کل کاغذ کا چین

عشرت تخلص میر غلام علی از ساکنان بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف
 کہ وہ از تلامذہ مرزا رفیع ہو دا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ شدہ
 اما نظر بشعاریکہ چشم و گوش رسیدہ پیدار است کہ بجائے رسیدہ اور است

بہار جام خالی پھیر ڈالوں چشم پر خون کو
 نہ دیکھوں کہ صراحی دار اُس مخمور کی گرد

بہار جام خالی پھیر ڈالوں چشم پر خون کو

شب وصال میں دلبر فتنہ بھی سے ہو
میں لکھ چکا ہی نہیں حال دل کہ اسکی طرف
ہنوز دفن ہوا بھی نہیں ترابسل
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
غیر رونے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت

سحر ہو دور مرارنگ فتنہ بھی سے ہو
ہواے شوق میں اڑنا ورق بھی سے ہو
کہ زلزلے میں زمین کا طبق بھی سے ہو
کہ بھولی آپ کے منہ پر شفق بھی سے ہو
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو کھل آئے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ تراش از توران دیار است و مولود و متاثر
این شکر خلد آثار از قلم شاه حاتم غرور شاعرے بسیار و نختے طبع ہم
ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در شاعرہ مرزا مینڈ ہو
خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بجلت انتقال از بحر نہرج بہ بحر مل بظرافت
تمام بابے معارض شدہ بود شخصی موزون موزون نمودہ خلاصہ این ابیات اور است

نقریر سرگدشت نہ پوچھو کہ حفا نہ دار
سوزش سے مری بسکہ پوئی منفعل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو
چھپتا ہو کوئی شمع صفت سوز درل اپنا
کس نگاہ مست کا زخمی ہوں یارب میں اب
اگر ہماری نمش پہ کیا یار کر چلے
بالین پہ مری آکے دم نزع کل عظیم
جہتی ہو شرح سوز سے میرے زبان کلک

آتا ہو کہ یہ ہر سر حرف بیان پر
غیشے میں نہیں سے یہ ہوئی مضحل آتش
اے جبرجہ سببھلا کہ لگی متصل آتش
سر کاٹوں اگر تو ہو نو دار گلے سے
ہاے خون ہرزخم سے جاری شراب ناب ہو
خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے
رو کر لگا وہ کہنے یہ کیا یار کر چلے
ہر دم ملی ہو لے جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص از انامش مانند حاش و قوفے نیست اور است

میں نگہ میں نہیں آتا ہو تجسز جلوہ یار
عظمت تخلص میر عظیم الشان خان خلف الصدق میر عزت اللہ خان مرحوم
المخلص بجزب در بر ملی از زمان خانہ بطون بجلوہ گا و ظہور سر کشیدہ در آوان
صبا بیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بخ و بخارا و کشمیر و غیر آن دریافتہ

الکون در جهان آباد بوقع و وقار تمام می گذرانند در نهایت مرتبه صاحب فطرت ارجمند
طبع خوشه دارد و فکر شعر کمتر میکنند گاه گاه در بزم مشاعره شریک میشود با داعی
آتم راه و رسم شناسائی مربوط است کسب سخن از حضرت خاں عظیم الشان
مومن نموده اوراست

نام عظمت هر نه شوکت نه شکوه | کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہوں
علی تخلص مرزا علی قلی از دیوان است و صاحب دیوان اوراست
جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں | بجائے مودت کے گل کے ٹپتے گلچتے ہیں
علی تخلص علی محمد خان اعظم الدولہ گوید کہ شخصے است از قوم افغانہ باشندہ

مراد آباد اوراست

در بیان میں تے ہیں جب بھری کسی کی گاتیم | مارتے ہیں تب ہیں بھاتی بہ دونوں ہاتھ ہم
عنایت تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبداللہ خان کوچک برادر
عباس علی خان بیتاب بہ نظم ریختہ و فارسی مائل غزل فارسی از نظر شیخ
امام بخش صہبائی گذرانیدہ و در ریختہ بہ امیر حسین تکیں مشورت

می نموده اوراست

میں اُسکے دوش سے محفل میں لگے بیٹھ گیا | تبھی یہ دیکھ کر اخبار بے حیائے لٹھے
عیش تخلص مرزا حسین رضا از لکھنؤ ست طرز فکر سخن از سوز
آموختہ از دست

وہ اگر آوے پشت بام کمسین | میں بھی کروں اُسے سلام کین
عیشی تخلص طالب علی خان لکھنوی بر سر مشق غزل ہائے ریختہ و فارسی است
فکرش شایستہ آفرین و نظمیں دلاویز و دلنشین بپارسی استفادہ از نیک
و در ریختہ از تصحیفی نموده از اعزہ آن دیار بودہ صاحب دیوان بہر دو

زیبان است اوراست

دل گرفتہ ہوں کرونگا ہو کے میں آزاد کیا | مجھ کو کیساں ہو جمن کیا خانہ سیاد کیا

آب حیوان مین بچھا تھا خنجر جلا دکیا اس برس ننگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا خارجی اپنے نصیون کا بیابان مین نہ تھا اک صراحی کی گلگون کی بھری دکھلائی	زخم کاری جسم پر کشتوں کے جان تازہ ہو لوں پابند جنوں فصل بہاران مین نہ تھا لے جے ہم بہ کف آبلہ دار آخر کار مین نے عیشی سے جو بوجھال پر خوں کا حال
عیاش تخلص میر یعقوب از باشندگان لکھنؤست وقت قتل اتنا ترجم مجھ پر ایسے خونریز کر صحبت زائد سے جتنا ہو سکے پر ہنر کر	عیاش تخلص میر یعقوب از باشندگان لکھنؤست وقت قتل اتنا ترجم مجھ پر ایسے خونریز کر صحبت زائد سے جتنا ہو سکے پر ہنر کر
عیاش تخلص خیلے رام از کاتیان دہلی است جام ہر باقہ مین اور شیشہ سے زیر بغل	عیاش تخلص خیلے رام از کاتیان دہلی است جام ہر باقہ مین اور شیشہ سے زیر بغل

حرف لغین المعجمہ

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف تبا زیگ خان کہ اذا کا بر
دورہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم بودہ گویند بعد مرگ پدر دادش دامانی دادہ
اموال کثیرہ صرف بزم سورے نمودہ قبل از آشوب و فتنہ غلام قادر خان محفل
مشاعرہ از ہستی مردم را بہ دعائی خواندی شب ہنگام بعد انقضائ صحبت اشعار
ہنگامہ رقص شمع و یان مہ جبین گرم شدی بفارسی ہم فکرے کردہ در ۱۲۱۸
وفات یافت اور است

رہتے ہیں آئندہ سے ہمیشہ دوچار آپ بجلی کے چمکنے سے ہو احسان قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ شب چھاتی سے لگ گیا وہ ڈر کر یاں تلک روئے کہ اسکو بھی رُلا یا ہم نے
غالب تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندے خان است کہ در شجاعت و ہنر رستم زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رؤسائے نامے دور نظر اولوالابصار گرامے بودہ اور است	غالب تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندے خان است کہ در شجاعت و ہنر رستم زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رؤسائے نامے دور نظر اولوالابصار گرامے بودہ اور است

جان ببین تری اس چشم کی بیمار بہت	تیر مرغ کان سے ہوئے ہیں جگر انگار بہت
<p>خالد بن ولید اس مہم شریف میں اسد اللہ خان المشہر بزرگ فوجی اور حامد ان فہم است و از روساے قدیم سابقا مستقر اختلاف اکبر آباد از استوارش سرگرم کمر و نماز بود اکنون دار الخلافۃ شاہجہان آباد بدین نسبت غیرت افزا صفایان و شہساز طوطی بلند پرواز چین معانی است و بلبل نمبر پردہ گلشن شیواییانی پیش بندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و درخت تنہا عوش بر فراز قارون کرسی شین شاہن فکرش جزیش کا عیش نہ بردارد و شہب طبعش خبر بر صدمہ فلک نتاؤ اگر امر و زجتا شمس متاع نفیس شتابی جز بہ گانش در نیابی سالماست کہ یاد اکرہ شاعری نہادہ و اول حال بقاضاے طبع دشوار پسند بطرز مرزا عبد التفاد در تبدیل سخن میگفت و قوت آفرینہا سیکرہ آخر الامر ازان طریقہ اعراض کردہ اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات ازان حذف و ساقط کردہ قدر قلیل انتخاب زدہ مدتہاست کہ بہ نظم ریختہ سری ملکہ در زبان فارسی نیز دستگاہی بلند و مایہ وافر بہر سانیدہ پایہ اش از غوال سادہ کم نیست غزلش چون غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چون قصیدہ ہر فی و لیدیر مضامین شعری را کما ہو حقہ مے قنہ و زنجیر نکات و لطایف بی می برد و این فضیلتہ است کہ مخصوص بعض اہل سخن است اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ میرسی چہ خوش فکر اگر چہ کیاہ است اما خوش فہم کیاہ تر خوشا حال شخصہ کہ از ہر دو شرعے یافتہ و حظی بودہ بالجملہ چنین نکتہ سنج نغز گفتار کمتر مرئی شدہ بدیش ہر چند گاہ گاہ صورت ہی ہند اما چون معنی سخن است دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان منتخب دید</p>	
گاہ کا دستخت جانہا کے اتھانی بچوچہ تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن است	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا سرشتہ خارِ رسوم و قیو د تھا

جاتی ہو کشمکش کوئی اندوہ عشق کی
 احباب چارہ سازی و محبت نکر سکے
 میں نے چاہا تھا کہ اندوہ و فاسے چٹوٹ
 تو اور سوے غیر کہ ہاے تیز تر
 دوست غمخواری میں میری سہی فرما بیٹھے کیا
 ہوا اب اس مہمورہ میں قحط غم اغت اسد
 اگر یہ چاہے ہو حسرتی مرے کاشانی کی
 کی مرے قتل کے بعد کسے جفا سے توبہ
 نہ مارا جان کر بے جرم قاتل تری گردن پر
 آئینہ دیکھ اپنا سامنے لکے رہ گئے
 مرنے کی ایسی دل اور ہی تیر کر کہ میں
 غم فراق میں تکلیف سیر گل مست دو
 دلے گرم تر انصاف محبت میں نہو
 اعتبار عشق کی خانہ حسرتی دیکھنا
 کوئی ویرانے سے ویرانے ہیں
 میں نے مجنون پہ لڑکپن میں اسد
 دریائے مہاسی تنک آبی سے ہوا خشک
 رشک کہتا ہو کہ اُسکا غیر سے خلاص حیف
 اب جفا سے بھی بہن محروم ہم اشد اند
 کافی ہو نشانی ترے چہلے کی اندیشا
 کون ہو تپہ حریف جو مرد افکن عشق
 ہجوم گرم کا سامان کب کیا میں نے
 نظر میں لکھے ہو بن تیرے گھر کی آبادی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
 زندان میں بھی خیال بیابان نور تھا
 وہ سنگ مر مرے مرنے پہ بھی راضی نہو
 میں اور دکھ تری مرثہ ہاے دراز کا
 غم کے پھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیگے کیا
 ہم نے یہ مانا کہ دلی میں رہے کھائیگے کیا
 درد و دوار سے ملے ہو بیابان ہوتا
 ہاے اُس زود نیشیمان کا پشیمان ہوتا
 رہا ماند خون بیگنہ حق آشنائی کا
 صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا
 شایان دست و بازو قاتل نہیں رہا
 مجھے دماغ نہیں خندہ ہاے عجب کا
 اب تلک تو یہ توقع ہو کہ دان ہو جائیگا
 غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
 دشت کو دیکھ کے گھریا د آیا
 سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا
 میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
 عقل گستی ہو کہ وہ ہے ہر کس کا آشنا
 اس قدر دشمن ارباب و فامہر جانا
 خالی مجھے دکھلا کے بوقت سحر نکلت
 ہو کر رب ساقی میں صلا میرے بعد
 کہ گر بڑے نہ مرے بانوں پر درد دیوار
 ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر درد دیوار

وہ آ رہا میرے ہم سایہ میں تو سائے سے
 فلک سے ہمو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضہ
 اسد سبیل جو کس انداز کا قابل سے کتنا تھا
 ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خواہاں تجھ پر
 کرنی تھی ہم بہ برق تجلی نہ طور پر
 مر گیا بھوڑ کے سر غالب وحشی ہر
 ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
 وہ حلقہ بے زلف کمین میں بن اے خدا
 زہر ملتا ہی نہیں بھجھ کو ستم گور نہ
 دھول اسیبہ اس سر اپنا ز کا شیدہ نہیں
 لون دام بخت نخت سے ایک خانجہ شری سے
 مانع دشت نور دی کوئی تدبیر نہیں
 ترے سرو قامت سے اک قدم آدم
 کہتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ
 ظلم ظلم اگر لطف رخ آتا ہو
 دلو نیاز خسرت دیدار کر چکے
 شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہو دال دوش
 ملنا ترا اگر نہیں آسان تو سہل ہو
 میں نے کہا کہ بزم ناز جا ہیے غیر سے تھی
 نالہ بر حسن طلب اگر ستم ایجاد نہیں
 کم نہیں وہ بھی خرابی میں یہ وسعت معلوم
 قیامت ہو کہ سن لیلی کا دشت قیس میرا
 ہو گئی ہو غیر کی شیریں بیانی کا رگر

تدا ہو سے در و دیوار پر دروین آفسے
 متلع بردہ کو سمجھوے ہیں قرض رہن سہی
 کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
 تکلف بر طرف لمجائیکا تجھ سے رقیب آخر
 دیتے ہیں بادہ ظرف قرح خوار دیکھ کر
 بٹھنا اُس کا وہ اگر تری دیوار کے پاس
 خاک ہو جائیئے ہم کو خیر ہونے تک
 رکھ لیجو میرے دعوی دار ستم کی شرم
 کیا قسم ہو ترے لئے کی کہ کھا بھی شکون
 بیم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشہ سستی ایک دن
 غالب خوف ہو کہ گمان سے ادا کر دن
 ایک چکر ہو مرے پائون میں زنجیر نہیں
 قیامت کے فتنے کو کم دست تھے ہیں
 ہم کو جینے کی بھی امید نہیں
 تو تغافل میں کس طرح سے معذ و نہیں
 دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں
 صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں
 دشوار تو یہی ہو کہ دشوار بھی نہیں
 سن کے ستم ظریف نے بھگو اٹھا دیا کہ یوں
 ہو تقاضاے جفا شکوہ بیداد نہیں
 دشت میں ہو مجھ وہ عیش کہ طر یا نہیں
 تعجب سے وہ بولا یوں بھی ہوتا ہو یا نہیں
 عشق کا اسکو گمان ہم بیزبانوں پر نہیں

ہر کی داماند گسبان
 ہر سکو شجر سے تذکرہ غیر کا کلمہ
 تم وہ نازک کہ خوشی کو فغان کہتے ہو
 عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
 مے سے غرض نشاط ہو کس رو سیاہ کو
 رہے اُس شے آرزو ہم چندے تکلف سے
 مرے دلمین ہو غالب شوق وصل شکوہ ہجر
 ایک جا حرف و فانی تھا سو بھی سٹ گیا
 غیر کو یارب وہ کیونکر منہ گستاخی کرے
 ہو کے عاشق وہ پرستی خ اور نازک بن گیا
 غم دنیا سے گریانی بھی فرصت سر اٹھانے کی
 کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
 ہو بارے اعتماد و قادری اس قدر
 اگر خامشی سے فائدہ اٹھائے حال ہو
 قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
 ہم بھی تسلیم کی خود ایلین گے
 کھٹا کسی پہ کیون مرے دل کا معاملہ
 آگ رہا ہو در و دیوار سے سبزہ غالب
 بس چوم نا امید سی خاک میں طباہین گے
 نظار نے بھی کام کیا و ان نقاب کا
 چھڑا سی ہو فاپہ مرتے ہیں
 بے اعتدالیوں سے سبک سبب ہیں ہم ہوے
 زمرہ وصال نہ نظارہ جمال

آبلون بر بھی منا باندھتے ہیں
 ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو
 ہم وہ علانیہ کہ تغافل بھی ستم ہو ہم کو
 آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے
 اک گونہ بخودی مجھے دن رات چاہیے
 نگفتم طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی
 خالہ دن سے جو اس سے بیچ بھی کولن وہ بھی
 ظاہر کا غز ترے خط کا غلط پرداز ہو
 اگر صابھی اُسکو آتی ہو تو نہر مانا جائے ہو
 رنگ کھٹا جائے ہو جتنا کہ اڑتا مانا جائے ہو
 فلک کا دیگھنا تقریب ترے یاد آنے کی
 بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہو
 غالب ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہ زبان ہو
 خوش ہوں کہ میری بات بجھنی محال ہو
 کچھ نہیں ہو تو عداوت ہی سہی
 بے نیازی تری عادت ہی سہی
 شعرون کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے
 ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہو
 یہ جواک لذت ہماری سہی بجاصل میں ہو
 پڑتے ہی ہر نکتہ ترے زُخیر بکھر گئی
 چھڑو ہی زندگی ہماری ہو
 جتنے زیادہ ہو گئے اوتنی ہی کم ہوے
 مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہو

<p>دے بھلو شکایت کی اجازت کہ سنگ نہ ہوئی گریب مرنے سے تسلی نہ سہی ایک ہنگامہ پہ موقوف ہو گھر کی رونق کب وہ سنا ہو کہانی میری اچھا ہو سر انگشت خانی کا تصور کیون ڈرتے ہو عشاق کی جو صلی سے دشمنی نے میری کھوپیا غیر کو منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید مرنے مرنے دیکھنے کی آرزو رہ جائیگی وعدہ آئین کا وفا کئے یہ کیا انداز ہو گجی سنی بھی اسکے جین گرا جائے ہو بھڑے گر یہ ہو کس کس رانی سے ولے با این بہم زندگی اپنی جو اس شکل سے گذری غالب</p>	<p>کچھ بھلو فرا بھی مرے آزار میں آئے امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی نوحہ غم ہی سہی نمک شادی نہ سہی اور پھر وہ بھی نہ بانی میری دلمین نظر آتی تو ہو اک بوند لہو کی یان تو کوئی سنا سنن فریاد کسو کی کس قدر دستن ہو دیکھا چاہیے نا امید اُس کی دیکھا چاہیے ولے نا کامی کہ اُس کا فخر کا خیر تیر ہو تنے کیون سوئی تھیں گھر کی در بانی بھڑے جفا لیں کر کے اپنی یاد تیرا جائے ہو بھڑے ذکر میرا بھڑے بہتر ہو کہ اُس مخلص میں ہو ہم بھی کیا یاد کر بیٹھے کہ خدار سہتے تھے</p>
غازی - مخلص از موزدان دکن است و از مہرہ فن اوست	
تھیں پردہ ہو دیو ابو مقرر پھر ہارائی	کہ بوسے گل سحر دوش ہو ابر ہو سوارائی
غافل مخلص راے سنگہ در فن حساب نیکو دستی داد و از دست	
دصف کرتا ہو ان لبو بکا جب	غافل اسوقت مسل اگلتا ہو
غافل مخلص بختا ورسنگہ شاعریت از مراد آباد اوست	
بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مر جاے یا جے کوئی اپنے نصیب سے
عزبت مخلص شخصی متوطن مراد آباد اوست از دست	
گھر چھا شہر چھا یک نہ چھو ناظم عشق	ہم تو غربت کی اسی کج دیوانے ہیں
غریب مخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری الاصل دہلوی مولد اوست نوشتہ اند	کہ در فارسی ہم صاحب دیوان اوست گاہے ریختہ ہم ی گفت ادرست

حال دل شوریدہ کون کس سے غریب آہ	وہ درد نہیں جسکی طبیعت سے دوا ہو
غضنفر تخلص خضنفر علیخان نیرہ غلام حسین	کوڑہ ساکن لکھنؤ ازبک گردان
جرات است ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر	شعری ندیم کہ نظر بر آن این منے باید پذیرفت الابیت اول بسیار مایہ انداز
استاد دوست از دوست	
کہتا تھا اس مریض کو وہ کل شناسنا	کرے کوئی معاف کسی کا کسنا
تصور میں ہو اُس سے دو بدو ہم	کس کرتے ہیں بہرون گفتگو ہم
کھینچی دیکھی جو کل تصور پر بخون	تو گو باستھے ہیں بس ہو ہو ہم
لایا یوسف کا مصو جو دکھانے نقشہ	لگے اُس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ
غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ از مقربان حضرت شاہ عالم	بود وہ بہین رعایت غلام تخلص می کردہ اور است
جو ہم بستر کجھو ہم ہوں غلام آخر بخ صورتی	نہ لین واسد تار و قیامت دوسری کرد
خطے توشے گوش بر آواز ہن قاصد	شرہ تو ہمیں بار کے آنیکا سناے
غلامی تخلص شاہ غلام محمد از معاصران حاتم است اور است	
اکل جسکی نظر تیرسی گذری مر کی دل سے	بھرجن وہی دور سے قاتل نظر کے
عکسین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد	
قادر ہے است کہ در عدم ہشما اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد داسے بودہ اور است	
تو نے صبا و بنا ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر تو زرقع سے بھجے آزاد کیا
مہربان کوئی مراجز غم و لہار نہیں	خس کا خلعے کے سوا اور خرید انہیں
غنئی تخلص از مردم شکوہ آباد است از فکر ت دوست	
اگرچہ زندگانی میں مزا ہی نا	تو ایام جوانی میں مزا ہی نا
غنئی تخلص شیخ عبدالغنی از اشخاص تھانہ منمنقلات سہارن پور است اور است	
پڑتی ہی نظر جس پہ دم چشم برین	یاں ہم نے پر گاہ بھی بریکار نہ پایا

خواص تخلص اہل دکن است و در ذرہ شعر لے سلف معدود از دست
تو اسٹھ دیکھ بلبل بچول سے بیزاد ہو جائے اگر گل مجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

حرف الفا

فارع تخلص میر احمد خان مہین پور در تربت یافتہ نظر اعظم الدولہ محمد خان سردار تخلص است
مردے نیو اطوار ستودہ خصال بحسن خلق وجودت طبع معروفت بار اقم آشنا سرت این
دوست بیت از کلامش ثبت افتاد

اپنے دیوالے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ پاؤں مرکز بھی نہ نکلے حلقہ زنجیر سے
خط لیکے نہ اس سے جو مرے نامہ بر آئے یاں شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر لے
لیا چین سے جا قبضہ میں آرام کروں گا دم بھربھی اگر موت سے وہ پیشتر لے
فارع تخلص از احوال ش اطلاعاتی دست بہم نہاد مطلع از وقت افتاد

نظرہ اشک جو نکلا سو وہ گور ہر نکلا بعد مدت کے مری چشم کا جو ہر نکلا
فارع تخلص فارع شاہ اصلش اوبریلی است در عشقوان شباب کہ آمیزش ارباب دنیا
کردہ بے نیاز اندر خورجہ میگذرانند از تعلقات مقہر شنیدم کہ بشر ب باطن مشرب است
بلکہ جذب بر سلوک غالب اور است

مکن نہیں جو حرف تضاعو جبین سے دور جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور
فارع تخلص مند سنگھ از مکان بریلی و شاگرد حاتم است اور است

دور سے دیکھ مجھے چین بچھن ہوتا ہے تاکہ کچھ کہ سکون ملے رکھائی یہ سری
فارع تخلص حاتم از جالش و گوش از جالش بے بہرہ است اور است

کل تلکا وہ گلے غیرون کے یہ آیا جو دھیان کس ہلال عید ہمویش عترت ہو گیا

فد اخلص معروفت بہ سند شاہ اسمش سید محمد علی از سکناے بھاری
من تعلقات سہار پور پیشتر معاشش یہ پیشہ ساگری میگرد آخر خوف معاد غالب
آمدہ دیار اباہل دیسا گناشتہ مجددانہ میر و سفر میگذرانید عزیزے حکایت کند

کہ بہین تقریب رو با بن مصر ہم کردہ مروی بود خوش اخلاط بذلہ سنج از خدا نیان
فن شعر ایات ترد خشک از طبعش مے تراوید اجاب بظرافت زیادہ از انداز
مے سکودندش عاقبت مائل بہزل گشت رفتش را ازین دیار یازدہم سال است
ہجیان مکر آمدن زدہ بود چون دفا ندر بگمان است کہ کاتب قضا نامش از لوح ہستی
زودہ باشد با جملہ اور است

اُس سے مین اور مجھے وہ باہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مرگان کا	اُس کے نزدیک پھانسی ہے بھالا

فدا تخلص میر عبد الصمد از طلباء دہلی است اور است

جو درد دل کا لکھوں یا رکھوں لے کاغذ	تو اشک یاں تلمک اُمڈے کہ بہ جلے کاغذ
فدا تخلص حسین خان از مغول است سکنتش لکھنؤ اولاً افکارش از نظر میر تمون	در آوردہ بود ثانیاً بہ مصحفی گردید بزرگان دیر اور فن رمل ہمارے مطلوب و در طلب سلیقہ

مغرب بود اور است

سری جو نگاہ مین سبک ہین	ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم
کیا کوئی سر جھکا کے ہو دے ذلیل	با حق سزا کبھی اُٹھتا ہی نہیں
تا کام کیا رہن گے کچھ کام کر رہین گے	بدنام ہون گے تو بھی ایک نام کر رہینگے
وان ہکنت از غم مے وہ رشک ماہ ہے	یاں کنج غم مین شکوہ بخت سیاہ ہے
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سیج جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جائیگی
ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق ترا ہوا	قل فدا غمبت ہے کہ وہ بیگناہ ہے

فدا تخلص امام الدین نام شخصے است از فرید آباد اور است

تو بات بات مین ہوتا ہے مجھ سے آزدہ	یہی تو کچھ نہیں لے دہر با تری باتین
فدا تخلص کبھی رام از سکناے دہلی و تماندہ سود است اور است	

اکد شہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے	نہ ہون نہ ریفۃ بنو نگر کہ آہن باقی ہے
اکھا جو اُنے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا	تو ہنسکے بوسے ابھی تجھ مین جان باقی ہے

فدا غلص عاقبت محمود خان صدر الصدور و مہذب و شوق کسب علم و اُشت اور است
جون شمع ضبط نار تو میں نے کیا فدا | پر بس جلا نہ گریئے بے اُشت یا رستے

فدا فی غلص مرزا عظیم بیگ نام از ناجران است اور است
یا رگتے میں ہے اور عیش سے ملبوس ہے | نقش پانک بھی مے در پے جا سوس ہے

فدوی غلص با سہم کند بقال پیرے بودہ است بدولت اسلام فائز شدہ
از اہل لاہور است درین سمورہ آمدہ با سودا طر ف شدہ سودا بر لے ادا ہا ہے
رکیز گفتہ کہ مشہور است از شاگردان شاہ صابر علی صاحب غلص شمر دہ می شود گویند
کہ نقش محبت سادہ رویان و خواہ دل نشین داشت و بان تقریب چند یار جنگہا
آوردہ و زخمہا برداشتہ آخر ہا بسر کار نواب ضابطہ خان ملازم مشغول عالم آخرت
رفت و بعض اہل تذکرہ وے را از مغول و ناشمس فداے بیگ نوشتہ اند بالجملہ
این اشعار دوست

بعد مرنے کے بھٹکتا ہوں تہ خاک مہنوز | ساتھ پھرنی ہے مے گردش افلاک مہنوز
چشم پر آب ہے اور لب پہ جگر جلتا ہے | کیا قیامت ہے کہ برسات میں گھر جلتا ہے
آوارہ و سرکش نہ دیوار نہ در کے | سایہ کی طرح ہسم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
یہ سرونین باغ میں ہے آہ کسی کی | زرگس نہیں نکلتا ہے جن راہ کسی کی

فدوی غلص میر فضل علی نام شاعرے بودہ اور است +
یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ لہو | یہ کوئی محفل ہے ساقی داہ یہ ہو وہ نہ ہو
فدوی غلص محمد حسن لاہوری در آغاز جوانی رخت بدہائی کشیدہ شاہ مبارک آبرور
با ستادی گزیدہ درد لیشا نہ زندگی میکرد اور است

یار ہے جو بد اچین مجسین رہتا ہے | نہیں معلوم ہلا کون سی بیش آئی ہے
فدوی غلص مرزا محمد علی نام مشہور بہ مرزا بجواز سکنا ہے ہجران آباد
بو قانع نکلتے در حضور احمد شاہ مامور بود آخر الامر بظہیم آباد سکنوت و استصلاح
از شاہ گسیٹا عشق نمود شور عشق در سرد اُشت عاقبت خود را بدامن یکا ز

صاحب دِلان آدینخت از دست

گالیان کو مگر نہ پسے تو نے فدوی چھوڑ
ایک تو وہ تھا ہی اُسکو اور بھی بد خو کیا
گلہ آپس میں ایسا بھی کبھی کھتا
تکلف برکت ایسا ہی تو تھا
بچھے ہوتے ہیں در و من جدا
گو کہے کوئی بسند بسند جدا
شب حیران کی اور تو فدوی
ہین تفت پر کر نہیں آتی
یہ وہ رات ہے کہ جن کی ہمن
صبح ہوتے تفت پر نہیں آتی
چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلتے
عاشق کا جنانہ بھی ذرا دھوم سے نکلتے

فرخ نخلص محمد فراغ در شاہ جهان آباد اطفال را در سسے داد
اور است

روتے فراغ آج تے کوچے میں پیارے
دل توڑے اس طرح نہ زنا رکسی کا
فراسو نخلص باسم می کند از غایب نصارے
است لبر کار زیب النساء بکرم زن سحر
فراسیس نجات متعلقہ ذخیرہ اندوز کامر نے ماندہ سخن بر خیر اتے خان دسود
عرض کردہ اور است

ہے خواب میں دیکھا تو بظاہر بھی ملین گے
نصرت سے نہ گر خواب کی تعبیر لٹ جاتے
و این شعر را بنام استادش ہم نوشتہ اند

فرخ نخلص میر فرخ علی از سکناے جهان آباد دہلی است اور است
چشم سے نور گیتن سے توان دے صبر
عجب میں تیرے جدا مجھے ہو کیا کیا
فرخ نخلص فرخ بخش شوخ بازار است
دبا دلدادہ خویش گرم دل دہی و دلدارے
ساکنہ از کاٹھ است کہ محمودہ بیت در بلاد مشرق اور است

ہمارے تل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہو
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے
فرحت نخلص امیر علی نام دہلوی از غلامدہ حکیم میر عزت اللہ خان عشق است اور است
کہ بر گزرد علاقہ از وطن بہ لکھنؤ سفر کردہ اور است

رات کو نفع صفت خوب لایا اُس کو
فقتہ در جدائی جو کسا یار سے مل

نکاح کو تلوون سے زکس سمجھ کر نہ بنیاد لایا نہ پنا یہ فساد مشت سخی از میر ممنون سواد روشن کردہ اور است	منا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی لگی کیا ہی کا فر نظر تھی کسو کی
تاریک گلابیٹا کیا ہو فردغ روشن فریا و حالش یہ سچ معلوم نشد مگر انقدر کہ شخصہ در مشاعرہ ہاے لکھو غزل ہاے طرح مخواند این ابیات از انجملہ است	گھر میں کبھی ہمارے وہ شمع و نہ آیا
چن پایا وہ پس مردن دل بیتا بنے قتل کا اپنے لکھا ہے مین نے مضمون بشیر تلی بجران مرے کام تلی آخر رد زید	گوشتہ مرقد ہمیں آنخوش مادر ہو گیا واسطے میرے مراد یوان محض ہو گیا زہر بھی مین نے بیا تو شیر مادر ہو گیا
فران محض حکیم تبار اللہ خان برادر زاوہ ہدایت خان ہدایت محض از شاہ میر اہل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درہم کسب باطن و ہم کسب شعر نودہ در طب ثابۃ مہارت و اشت فکر تن شستہ و صاف طبعش خالی از اعوجاج و اعتساف و فاش را سالی چند آمدہ صاحب دیوان است این اشعار اور است	قدم جو رکھون تو نقش مستدم نہیں ہوتا کام کیا کیا نہ مرے دیدہ تر سے نکلا مشت خاک اپنے رہی تھی کچھ سو بیا زنا لیکن آنسو کس نوشتہ نہ شاکست کا ذرا بھی ٹکون نہیں منہ کوئی لکائے کا نکلا اُدھر دہ گھر سے ادھر ہی نکل گیا پر کیا کرین کہے گئی تقدیر کھینچ کر بجائے دل بٹھے ہوئے خار سا معلوم سر کو کبھو قدموں سے اٹھائیے نہیں ہم
یان تلک ہون سبکدورہ عدم مین فراق صاف دلو گیا اور داغ جگر کو دھو یا بعد مرنے کے بھی اک گردش رہی ہکو ملہ انھکیاں گھس گئیں یان ہاتھو تلی ملے ملے یہ غم ہے ساغزو مینا مجھے کہ میرے بعد حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف سمجھے تھے دام زلف سید ہے بلاے جان مین رکھکے ہاتھ جو سینے پر اپنے دیکھون ہون خوش آتی ہن بانو تلی ترے ٹھو کرین ظالم	

<p>آئنا یہ بچکون کا مجھے بے سبب نہیں آنکھ اُس شوخ شکر سے لڑا بیٹھے ہیں رہتا ہے عاشقوں سے از بس ہجوم دریا درمن تلمک گیا تھا کہیں اُسکے دست و پنجر</p>	<p>بھولے سے اُس نے یاد کیا ہو عجب نہیں بس چلے یا نکلے ہی تو چلا بیٹھے ہیں ہو جائے گا گھر اُس کا بازار رفتہ رفتہ اندری ناز کی وہیں چلی مسک لگی</p>
<p>قزاقی خاص پریم لشور نیرہ راجہ جو گل کشور باد فردش کہ احوال کو ش آشنا فی صغیر ہیرا ست و سہ ترک خلاق نمودہ اطراف عالم را بکام سیاحت بیمودہ از افکار راست</p>	
<p>ہوئیں آنکھیں کلابی روتے روتے</p>	<p>گللابی کی ندر کی شکل انسو س</p>
<p>فرہاد خالص میر برب علی از مردم فیض آباد و تلامذہ میر حسن صاحب فتویٰ مشہور بودہ از دوست برے بیجا ہے وہ بہت رام کیا ہو</p>	<p>احمد اکا گرنہ ہو شہر باد چاہا +</p>
<p>قصیح خالص مرزا جعفر علی از شعر ہے لکھنؤ است استفادہ سخن از خدمت ناسخ نمودہ از دست</p>	
<p>بہ تو قسمت میں کمان تھا کہ گردن لڑکھال</p>	<p>بیگامالی میں بھی انسو س کہ کامل نہوا تم میں دو دھن ہیں بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو</p>
<p>فضل خالص فضل مولے خان از سر زمین لکھنؤ بودہ مروے خوش و معنی نیک سیرت و جولنے زریا صورت خوش اختلاط گرم خون نچھان آباد ہم آمدہ و قصیدہ بدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب و حید عصر فضل الشعرا یافت شیخ طبعی بود شعر کمر گفتے و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی دبا آنکہ از علم بہرہ نہ داشت ہیچس نہما لکھن یے نہ برد اما آخر خود را بلا ف و گدازت برصفر رسوا و بدنام کردہ بہ کلکتہ رفت و اناں باز گشتہ بمصاحبت نواب مرشد آباد نام برآورد و با شعر الصلہ و مروت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت بنامش شہرت دار ہو</p>	
<p>اودی سسی وہ مسکی کہینے پہ حرف ہے دل خیال زلف سے اُسکے زبں مہور ہے</p>	<p>لب وہ کہ لعل کے بھی کھینے پہ حرف ہے صبح محشر بھی مجھے شام خب دیجور ہے</p>

فغان غلصہ اشرف خان مخاطب بکو کلتاش خان کو کہ احمد شاہ بادشاہ کہہ کر کے
برادر رضا علی راگو بند نہ لے اوسے ادب بخدمت علی قلی خان ندیم کہہ کر دہ از اہل شہرت
بودہ از اینجا نقل و حرکت وہ عظیم آباد سکونت اختیار کر دہ و در ۹۶ سالہ ازین خاکدان
بہ بہشت جہاد ان نقل کرد اور بہت

<p>کرتلہ وصل میں درودیوار پر نظر نہیں کہ غیر نہو دے رکاب میں کیا تو شب فراق میں جیتا رہا فغان شکوہ کہ ہے توجہ مرے اشک سرخ کا تہا اگر میں یار کو پاؤں تو یہ کہوں + آخر فغان وہی ہے اُسے کیوں بھل دیا عشق تیرے گری بازار کر گئے میں مر گیا براہ نہ ہو جھان فغان مجھے تھل آتش غم میں دل بنباب کیا جانے قاصد جناں سید بھرا کوے یا رب سے تیرے ہی دے لے پوچھے اس غم کو ہاں فغان نہ کھو لے تیرے بند قبا تو کیا کیجے</p>	<p>بجھ کو مزہ پڑا ہے فغان انتظار کا بجھ کو حسرت اٹلائے ہمارے مزار پر یاں تک گمان نہ تھا تیرے صبر و قرار کا بتری کب آئیں مرے لوہے سے ہر گئی الضاف کو بچھوڑ محبت اگر گئی ۲۶ وہ کیا ہوئے تباہ وہ الفت کدہ ہر گئی اس جنس کو گوان یہ خریدار کر گئے در جب کر کے ہے یہ بیمار کون ہے ٹھہرنا ابد ہم بھی آگ یہ سیلاب کیا جانے خفت بچھے ہوئی دلی امید دار سے الفت بڑی بلا ہے کسی کو خدا سے دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو داسیجے</p>
--	---

فقیر غلصہ میر فقیر اسد نام درجہ گشتہ بحضور شاہ عالم بادشاہ شرف اندوز بود از گیت
و دہرہ ہم آگاہ بود اخلاق مہذب داشت احیاناً پاس خاطر یاران را فکر رختہ میگرد

اور است

<p>میرے سحاب حشم کو نسیان پہ ہے شرف صافی دلوں کے دید کو مانع نہیں حجاب</p>	<p>ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہیں عینک سے ہے دو چند ضیائے بصر مجھے</p>
--	---

فقیر غلصہ میر شمس الدین دہلوی از ابنی عباس است در دے زبان
سکنا ہی مقول دارد ولا سیما در عرض و قافیہ بے نظیر دقت خویش است

در سال جات تصنیف کردہ دسے برین مدعا گواہ در شمس بعد کسب سعادت زیادت
 حرمین شرفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً ہنگام بازگشت زورق جانش طوفانی شد گاہے
 رنجیت ہم محنتی این اشعار از دست

حال اس کے بیاض گردن کا	نقطہ انتخاب ہے گو یا + + +
ہے غرض دید سے بان کام محکف سے نہیں	خواہ ادھر بیٹھ سکے خواہ ادھر بیٹھ سکے
اگر ہے آواز ترے کوچے کے باشند و نی	نالے کرتے سے لکر ان کے گلے بیٹھ گئے

فکار تخلص میر حسین بنیرہ میر فقیر اللہ فقیر سید لیت دل فکار و طیش ہمیں بلدہ غلہ آثار
 سخن را بر مرزا اسد اللہ خان غالب گذرانیدہ از دست

دیکھ آئینہ کو آئینے کیا اس لیے ٹکڑے	یعنی مجھے کسو اسٹے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنیمتیرے دہان کی برابری	شاید یہ اپنی بھول گیا ہے دہن کی بو

فکار تخلص مرزا قطب علی بیگ شخصہ است از دہلی این بیت از داند کردہ اعظم الدولہ
 نوشتہ اند

بہت بوجھ فکار اب تو مرا سکن و ماوا	مانند گولے کے سدا بوجھنی ہے
فیض تخلص بندت کر باکشن کشمیرے از موزد نان لکھنوا است او بدین گو نہ حرف	

لوٹے خون میں تہ خاک سے لہلہ اگر | دیکھتا میرے ترہنے کو جو قاتل اگر
 فیض تخلص میر فیض علی سپر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک با پدرش
 برہمی برد آورده اند کہ غرور سخاوتے بسیار داشته و فقیر از ایشان شعرے مصداق
 دعویٰ ندیدم یارب مگر نازشش ایشان بر شاعرے پدر باشند و العجب کل العجب
 کہ بمقتضای الولد سرا لایہ دعویٰ را آموختند و وجہ دعویٰ را آگنداختند خلاصہ این

ابیات اور است

کل کھاموسے تھے جنکے لیے جسم زار پر	دو بھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر
شوق میں تیرے کنار و بوس کے لیے بکر حسن	موج کے مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش ہنم

ہماری خاک اُس کو چے میں کب تو لے صبا کھی

کہ دور تے جب تے تباہ از اسے نکلا ہی کی تیرے

حرف القاف

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین از سکناے چاند پور وار شد تہذہ مزار فنج سودا است
شاعر لیت خوش گفتار بلند پایہ موز و نیست عالی مقدار گرامنہ ایہ دایچہ بعض
ناشناسان سخن بہ مکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی نشان از
جنون است از بسکہ اندر دزان دانش نباید پستے زمین را با فراز فلک کے
دانستن وار باب بصیرت چشم از حق متواضع نہ نسبت چگونہ ذرہ را آفتاب
میوان گفتن بہر حال قائم در سخن دستگاہے پسند دارد گو بیایہ سودا مباحش
احاطہ بر اصناف اور امیر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامین کہ دلالت
بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ بیشتر محل سکونش دار الخلافہ بود کہ محیط بجان است
و مجمع اہل کمال نسبت تالیف تذکرہ بقائم ہم کردہ اند و فاش و شمشہ بجزی
اتفاق افتاد این ابیات از دیوان اولمقط شدہ و درین اوراق نگار شش

افت

کچھ دور اسے ہاتھ سے جب ہام رہ گیا
پر سنا جو گا کہ تم کو اک جہان نے کیا کہا
میں ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
مبتذل جان کے ڈھب بادہ بانی کا
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا بنائے گا
وہ دن کب تک ارادہ تھا بادشاہی کا
ہے دل پہ پھیر اختیار میرا
سو بارے عہد میں تیرے وہ نیکنام ہوا
مرحبہ عشق کا یان حسن سے بھی دور گیا

قسمت کو دیکھو ٹوٹی ہے جا کر گمان کس
غیر سے ملنا تھا راس کے گو ہم چپ ہے
تائبہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات
گو پہ گردی دل جنون نے مرے کی ایجاد
ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے قبیح
ظلم جو دے تو خدا کی بھی لے ذاب قائم
ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا +
بہان میں شہرہ تھیں جنون کی ذلتیں قائم
بید ماغی سے نہ اُس تک دل رنجور گیا

معا ملہ ہے یہ دل کا اسے کئے گا وہ کیا
 یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوائی دوستی لیکن
 لے گیا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائم
 ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
 کب اکٹٹہ کوئی خبر آئے ہے پیارے
 فی وعدہ اس کے ساتھ نہ پیغام کیا ہوں
 مبتدل تھا وہ تری چشم سے تیارے مضمون
 ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
 قائم ضرور کیا ہے اب اس جھگڑے صلح
 طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر نوح
 ہنسنے کا یاریہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
 مجھ کو قائم وصل کی شب سے ہی کیا شادی کیان
 سب کو آیا ہو ترے حسن کا یان طور پسند
 جو سوز عشق کا چر جاوہان نہیں قائم
 نالوں سے عندلیب کے آبلے جی بنگل
 لٹھا مو مجھے آمد میں کوئی اس کی کہ ناگاہ
 گزیرت ہے تجھ ملک تو پھر کیا
 جھکڑے ہے اشک گرم مرا آہ مرد سے
 عذر انصاف بھی چاہوں گا میں اس سے ایدل
 زبان عشق شکایت سے لال ہے درد
 دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمیں
 لے جگہ دل جو گلہ کو تو یہ دستور نہیں
 ہو کی تو بہ کو تو مرت ہوئی قائم لیکن

پیا مبر کے ہین ساتھ آپ جانا لھتا
 کبھی ہین بھی تو اکبار آذ مانا لھتا
 شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہ ہتا
 کیا کروں پر رہا نہیں جاتا
 کسی کا دل ہے وہ جس نے یہ انتقام لیا
 پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
 جو ستم جو خ جفا بیٹھ لے ایسا دکھا
 روٹھا تھا آپھی تجھے میں در آنجھی من گیا
 مدت ہوئی کہ جان سے میں ہاتھ دھو چکا
 دریا نہیں کہ آج جڑھا کل اتر گیا
 قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
 گریبی جھکڑے ہین کوئی دم میں ہو جاتی ہو صبح
 گرچہ ہر اک کے زمانہ میں ہے ایک در پسند
 تو کیا میں جاؤں گا دنے بہشت میں آتش
 کس نے مرے حرا رہ لاکر جڑھا لے گل
 بجائے نہ گھر سے کہیں باہر نیش دل
 صدقے ترے مرا رہی جا میں گے ہم
 دیکھیں تو پہلے پونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
 ملک تو خاموش ہو دینے سے وہ دشنام کہیں
 ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہین
 یان چھپا تھی تو احتیاج نہیں
 ایک تم دیکھتے پھر تے ہو خریدار نہیں
 نے طلب اب بھی جو بلجائے تو نکار نہیں

قائم اور تجھے طلب ہو سے کی کیوں کر کیے
یا اگر چاہتا ہے دے ستائم
کہتا ہے آئندہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی میں ہے کہ تقید سے غیج کی
اتنا تو ہوں ذلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
قائم ہی فضا ہے گراں دہر کی تو خیر
خاتم دست سلیمان سے ہوں قائم میں عزیز
سنگ کو آب کرین ل میں ہماری باتیں
ہاں وہ تو آدمی ہن کہ جن سے تجھیں جو ربط
یشع سان جلنے کو صانع نے بنایا ہم کو
شیخ جی تم نے نہ بھی یہ کرامات کی راہ
سرگلی کو چہ ہی بستی کا پر اے کی دکان
قائم کے حال سے ہے قمر غم غمٹ کہ چرخ
بعد خط آنے کے تھا اُس سے وفا کا احتمال
دنیا میں ہم رہے تو کئی دن پر اس طرح
قائم کو انجی برم سے جانے نہ کے کیا
ساقیا دور کیا کرے ہے تمام
خدا نکر وہ اُسے غیر سے تو کیا سروکار
نہ زخم سینہ سیکرادر بچھاو تنگ کرنا صبح
مقت تاکوں ہوں میں دل تو بھی کوئی لیتا نہیں
صورت میں تری گر نظر آوے ملک الموت
گو ہم سے تم نے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
روہین کے کب تک اے مژدہ اشکبار بس

یوں وہ نادان ہے پراتنا تو بد آموز نہیں
جہاں کچھ دل سے تو زیادہ نہیں
باور نہیں تو لایں ترے روبرو کردن
ابے جو میں نماز کروں نے وضو کردن
تو چاہتا ہے اُس کو تو کما ہوں میں نہیں
کھلنے کی ایک دل کے بھی جس میں جگہ نہیں
سخت بچھٹائے رہ جو ہاتھ سے کھوئے تجھکو
لیکن انوس ہی ہے کہ کسان سنے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
جس کے میں ہاتھ پڑا اُس نے جلایا تجھکو
کیا قباح سے نکلتے میں خرابات کی راہ
دہجیاں ہو کے اڑے بسکہ گریبان مرے
ایسا گرا نہیں کہ وہ تجھے سنبھل سکے
ایک دان تک عمر نے اپنی وفاداری کی
دشمن کے گھر میں جیسے کوئی کھانا ہے
ہے کیا بڑا جو مفت میں ایک شعر خوان ہے
آپ ہی اب یہ دور چلتا ہے
تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی
کہ دم اپنا سما سکتا نہیں پہلی ہی تنگی سے
ہاں مگر اس سے بھی کچھ یہ جنس سستی کیجے
جی دینا کسی طرح سے دشوار نہ ہووے
کنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
اب کیا مجھے ڈوبوں گے جل نکل تو بھر گئے

تیرا ستم اپنی جان فشانے
دل بچکے مدت ہوئے اب جان طلبی ہی
معلوم ہو کس طرح بچھے چاہ کسی کی
اور ہی چھپرہ میٹھ کیا جا سہیہ
سہسکے کہنے لگا طالع کے مددگاری سے
پر خوب تو مسربان نہیں ہے
پر آدمی کو خدا تجھ پہ بہت ملانکر لے
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نکرے
دیکھیں کس کس سے اب بگڑتی ہے
بیکار اُسے بھی تو کربین رو برد مجھے
دلے اُسیر جس کسی سے خصم افلاک ہے
اندھے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

و چہیز ہن یادگار دوران +
کیا بوجھتے ہو موجب آزدگی یار
ذی نالے میں تاثیر ہے ذی آہ میں بان درد
عشق تو قائم نہ ہوا آپ سے
دکے پوچھا جو میر ہو ترا کیونکہ وصال
گستاخین نہیں کہ ظلم ہے بد
کسی بلایں پھنسنے قید ہوئے جانے جانے
بتوں کے دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم
قائم آیا ہے چھپرہ وہ بن ٹھن کر
آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں مجھ کو قتل
دشمنی سے ایک ادنیٰ کی ہے قائم جانے خون
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی

قاسم خلیس سید قاسم علیخان نمبر ۶ عطا حسین خان تحسین صاحب یوٹرز مرصع کے مخاطب
بہ مرصع کہ رقم بودہ در فن موسیقی مہارت خوشی دارد سابقہ خدمت تفصیل محالات
بہر کارانگریزی دانشہ اکنون در لکھنؤ سگزدانداور است

میشتر لذت ملی تقصیر سے تفریب میں
نہیں تو کیوں شش ہوا سقدردگانوں کا صدمہ لے
فرغ پیچھے خورشید ہے ہر نقش میں باکے
ہجاری زلیست درگ آہکی زبان میں ہے
علاج اس کا کسی سنگستان میں ہے
پھر بھی یہ بخت ہر دم تشنہ دیدار ہے
بقوار میں نے دیا عالم سیلاب بچے

ایک بوئے کے خوش میں اسنے لاکھوں گالیان
مرا بہ آبد سے کمر بکے سبھ کا دانہ
زمین کو گردیاں شک فلک خوار جانان نے
جو مان ہوئی تو جہیں گے نہیں تو جانے سکے
مے صدراع کو صندل سے فائدہ معلوم
سیکڑوں دریا بھرے ہن چشم گریان میں مری
و اعظا غم تہن درد زخمی کے خاری کا +

قاسم خلیس حکیم میر قدرت اللہ خان از مردم ستور دہلی دست بامولانا سید الدین

اعتقاد وافر داشتہ از مردان خدمت ایشان است علم معقولے دریافته امروز و فاش رسالت و اسال و این است تذکرہ در حال فکر و تخیل نگاشته است و بلا حظہ نرسیدہ صاحب دیوان است و این اشعار منتخب از ان است

<p>میں مد نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا یا بہن بھی رخصت میری ہو ملک صیاد قاسم کے ساتھ بادہ خور سی تھی تمام شب سرسبز قول ترا اے بت خود کام غلط وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے دشنام دے مناتے ہو رٹھے کو آن میں جان جاوے یا رہے قاسم یہ دیکھیں گے اسے تفصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ مسلمانوں اُسے پر داہو کیا اچیسے عاشق کی</p>	<p>آغاز محبت یا انجاسم نہیں رکھتا کراہی شورش ظالم بہار آنے کا اور نام سے ہے اُس کے تجاہل علی الصباح دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط مٹ جائے کس طرح تو یارب خلش دل کیا جانے کیا فنون ہے بھاری زبان میں ہے ارادہ یہ مصمم دیکھے کیسی بنے ہے نہ چھپا ظالم ہم یار بہن یاروں کے وہ نصرائی بچہ عیسے نفس تو ہو بہ کافر کی</p>
---	--

قاسم غلط میر قاسم علی نام موطنش بریلی بودہ اور است

یقین ہے اعطش گویان دم آخر مردن نگاہیں +

بیسا ہوں تری آب دم شمشیر بزان کا +

قاصر تخلص مرزا میر علی بیگ شیعہ است از دہلی اصلاح سخن از نثار اللہ خان فراق
 گرفتہ اور است

یاد کس گلرو کی اس دل کو زکلیت آگئی | آہ کر سکتا نہیں ایسی نقابت آگئی

قابل تخلص مرزا علی نجات شیعہ است از دودہ تیمور اکتساب سخن از ابراہیم ذوق
 کردہ اور است

<p>سامنے میرے غیر سے تو نے کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا احوال گریہ شن کے مرا بارے نے کسا</p>	<p>ستم اس سے دیا وہ کیا ہوگا کہ میں عذاب سے چھوٹا تجھے تو اب ہوا اے لوالہ جی سے عشق میں اُس نے تو رو دیا</p>
--	--

تم کہتے ہو حباؤ تمہاں سے +	ایسے جاؤ گے پھر نہ آئیں گے ہم
درہی جانا ہے عشق میں بہتر	نہ چین گے نہ رنج اٹھائیں گے ہم

قبول تخلص غنی بیگ از سخن گویان مشہور پارسی است ایما تا بفکر ریختہ ہم پر رحمت
اور است

دل یوں خیال زلف میں پھر تاسے فرہ زن	ہمارے شب میں جیسے کوئی پاسبان بھرے
-------------------------------------	------------------------------------

قدرت تخلص شاد قدرت اللہ از نکتہ سخنان مشہور است سلسلہ شمس
بشاہ عبدالعزیز شکر مار علیہ الرحمۃ اللہ العزیز الغفار میرسد میر شمس الدین
فقیر رابی غم میشود وطن اصلے وے دہلی و درم شد آباد سکونت در زیدہ
و شمس ہمدان جاوید مہمان سرے بطن اصلی نقل کرد تا نکتہ اور العظیم آباد
دانستہ اند غلط کردہ اند با کجہ قدرت در شاعرے قدرت و قوت عظیم دارد
عرے بر شمشق بودہ طبعے رسا دانستہ اشعار خوش ادا گفتہ این ابیات
از تاج افکا است

ہر گاہ کہ بر ہیز و ورغ اب بسر آید	اسے بادہ کشتہ مرشدہ کہ بھرا بر تر آید
پندیر ہوئی آشک نہیں آنکھوں سے گرتے	شاہدۂ مہنگان کوئی سخت جگر آید
ہواستہ اس کے گلو میں گرہ دم انجاز	ترے لبوں نے میجا سے کیا سوال کیا
بہا چون سے اب دل بیستاب رہ گیا	اپنے پیش میں حبس کے یہ سیلاب رہ گیا
آگے نہ چل سکا ترے کوچے کو چھوڑ کر	خورشید جا کے تابہ لب بام رہ گیا
جہاں نظر پڑے پاؤں تلے لے کا غد	سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کا غد
یہ دل شوریدہ جب سے ساتھ ہے نہیں	شور محتر ہی رہا قدرت کی شہت خاک پر
پھانے کو اگر داغ سے چھاتی کے بھراؤں	خاشاک کے پہلو میں چھپے آنکھ لاش
جرم پر تیری محبت کے تین کرتے ہیں قتل	حفظ جانے واسطے گر کیجے انکار حیف
آگ اس دماغ کو لگیو کہ ملک سود نہیں	پھوٹے دہ آنکھ جو سخت جگر آلود نہیں
اڑاؤ می ز بس خاک ماتم میں دل کی	کیا ہم نے آخر زمین آسمان کو

لب جان بخش کی اُسکے جو پڑی ہے یہ دھوم	لب عیسیٰ نے مگر تیری زبان جو سی ہے
ہر آن اک ستم ہے ہر خط ایک بجا ہے	کو چہ ترا ہے ظالم یادشت کر بلا ہے
سینہ اُس کا ہے دل اُسکا ہے جگر اُسکا ہے	تیر بیداد جدھر دکر گھر اُسکا ہے
آہ اس کم فرصتی پر ہونے سے کیا سرور	شیشہ ناخالی ہو جام زندگی لہر زہر ہے
حسرت اے صبح چین ہمسے چین چھوٹے ہے	مژدہ لے شام غریبی کہ دھن چھوٹے ہے
فوج کشی سے خبردار کہ یان سینے سے	مرہم تازہ نامور کہن چھوٹے ہے
شب ہجران کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت	تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے
قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رامپور شاگرد قائم چاند پوری نوشتہ انداز است	
لاکھوں جلائے مردہ صد سالہ آن مین	فیض دم مسج ہے اُس کی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا	کتنوں کے گھر تو جاتے رہے امتحان مین
قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام از قلم شاہ اللہ خان فراق است اور است +	
زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا	یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا + +
قربان تخلص میر محمدی خلف میر کلہو حقیر مشورست سخن با شناد اللہ خان فراق کردہ از دست	
ایکون ناک ٹھوکر سے ان اچالے صد جلاد ہو	دست بستہ معجز عیسیٰ جہان استاد ہو
کس کی پرگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ	یان مسیحا کی ہوئی جاتی ہر تدبیر اُلٹا ہو
قربان تخلص قربان علی عظیم آبادی اور است	
لگا لگوں کیونکہ دل سے اس کمان ابرو کے پچکا	کہ آزدہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے سہان کو
قربان تخلص جان محمد بزمہ نقبا در سرکار وزیر الممالک بہادر جادا شتہ کلامش را بطر شاہ شرف الدین مولود آورده است اور است	
ہے ناز سے اُس کے یہی پیغام قضا کا	ایکون نام کیا آپ لے بدنام قضا کا
قربان تخلص میر حسین علی کیفیتش معلوم نیست این شعر از دست +	
کس طرح قرار اُس سے کروں درو دل اظہار	استا ہی نہیں وہ بت مغرور کس کی

قرآن مخلص شخصی است از شاگردان حسرت اور است	
بہارے یوفا یا بادشاہ ہو +++	غرض تم دل کے لینے میں بلا ہو ++
قیمت تفصیل مخاطب رئیس الدولہ خلف نواب بارگاہ علی خان استفادہ نظم از جعفر علی حسرت نمودہ از عظمائے لکھنؤ است بسرکار مرزا اجماند ارشاہ اقدار مطلوب آستہ	
ابن ایات اور است	
الہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے	نہیں تو ہاتھ کی اُسکے امین تلوار ہاتھ آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو مانے	رستم جو نہ آوے تو دین اُسکا سر آئے
قلند نظر مخلص حاجت ظہار حالش نیرت معاصر خان آرزو است این دو بیت از دگریدہ آید	
بچی کو سر زندگی نہیں ہے	کیا جی کی گردن کہ جی نہیں ہے
چھتے ہی تھم گیا اشک نا صبح	رونا ہے یہ چھپے ہنسی نہیں ہے
قرآن مخلص مرزا فرالدین المعروف بہ مرزا حاجی حسین پور زلفی ہوس و تربیت یافتہ تخیل است	
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بگنگ آ ہی گیا	عشق کا نام بڑا ہے تے تنگ آ ہی گیا +
کنے بن شب کو قرآن آج گلا کاٹ موا	آوی غنا غم ہجران سے تنگ آ ہی گیا +
بچا نہیں ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب	دیکھا تھا اُس نے کب کسی سہل کا اضطراب
قرآن مخلص مرزا فرطالع میاں پور مرزا ایزد بخش بہادر است کہ مرزا نیلی عرف ایشان بود و کسب سخن از حافظ عبد الرحمن خان احسان کردہ صاحب دیوان است اور است	
نہ آئی تاب تو بھی و لگی بے ثانی کے ہاتھوں سے	قرآن مخلص وہ رنگ قر جوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار تو خطا لے گئے	تو بھی اب تو لے قرآن کوں کے دفتر قبول دے
قیس مخلص مرزا احمد علی بیگ مشہور بہادری بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ اصلش از مشہد مقدس وی لکھنؤ از مشہد ان عدم مجلوہ گاہ وجود قدم ہندہ سخن را حسرت نمود از نتائج طبع است	
دل مضطرب کا دیکھا عجیب اضطراب اُلٹا	ہوا اور مضطرب اُس نے جو ذرا نقاب اُلٹا
اُمینہ دیکھ دیکھ کے کتا تھا کل وہ سٹوخ	اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب بوجھتا	خدا کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

کامل تخلص بندت ٹٹا کر اس گنہ گری کہ بافضل در عدالت بوکالت میگرداند اور است
 یلیٹ کر جو دیکھا سر راہ اُس نے | لکاتیر ایک باز گشتی جسگر پر +
 کامل تخلص مرزا کامل بیک جز نامش دیگر حاشیہ معلوم نشد اور است
 امراگان سے کچھ دل ابرو کے ہے ٹکڑے | قطعہ اب بات میں نے کمال جب اُس سے داد چاہی
 کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی | تلوار پھر نہ مٹنیجے تو کیا کرے سیاہی
 کبیر تخلص حکیم کبیر نے از مردم سبہل من متعلقات مراد آباد در طب دستگاہی داشتہ

اور است

ایک ہی یار سے جی ناگین آیا ہے کبیر | زیت معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے
 کریم تخلص کریم اللہ خان از افغانہ است از افکار است

نہ بیتی قدرت مجھے کر و برو جانے کی کریم | زید دیوار ہی جسا نالہ سنایا ہوتا
 کریم تخلص شیخ غلام خدا من اسلش از کوتاہ بالہ نسل در شاہجان آباد ہر
 سے ہر دم ہوتا در حیدر آباد گزراں پیدہ در ریختہ و فارسی فکری کند قوت نظمیں
 بسیار دارد و زانوے ادب بخدمت تو من خان تر کردہ باوجود کس سالی مرد شگفتہ
 و ظریف است و بار اتمہ آشنا است ایسا تش از و طلبیدہ بعد انتخاب درج شد

یہ ناخو روہ ہمار نکست کیا کیا تر پا | استخوانون میں مے دیکھ پیکان تیرا
 فرہاد و فیس شش من سرگرم لاف تھے | خاموش ہو گئے جو مرانام آگیا
 نام کب آسودہ جان لین نالہ ہائے دار کا | سرمہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا
 ہاتھ ہووے کامرا اور ترا دامن ہو گا + | چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہو گا
 زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کرے | مشک آلودہ کین خبر بر آن ہو گا +
 کیا ہی برہم ہوئی زلف اسنے جو پوچھا مجھے | اے کریم کس نے کیا حال پریشان تیرا
 سوئے جور طافت و تاب و توان تلک | لیکن یہ پوچھتے ہیں بھی سے کمان تلک

چین چین ہے موج بزم نگاہ بین + سیری نے کی پردہ پوشی جنوں کی + نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عن لب روز شمار جان شب مجھ کو کرم نظر سے گر چلا ہوں کون تھامے اے طفل اشک دیکھ کے برباد کجیو ہر انشودنما ہے اس خرام لاؤ بالی سے گردان بیٹھوں تو اٹھے وہ مری تعظیم کو وہ قسمت اور اخلا ہی ہوا افشاے دار اس کو شہرت کی تمنا نہ تھی رسوائی کی کس باغ بین دور دنیا گل جلوہ کنان ہے کھیر کے لگے دیکھنے وہ اپنے بنا گوش	اڑ ہے مجھے فرب کا تیرے بساں تلمک کیا طوق گردن نے کار گر بساں + گو آہ سر دو باد و سحر و فون ایک ہیں نہ شام اسے نہ اسکو سحر و فون ایک ہیں مجھ ترکان بر گردیدہ مجھ کو ہر پار و جگر و دن انتخاب ہے غبار ناتوان کو سر کشی ہے پایا بالی سے خون ہے شاید کہ صحبت کا اثر ہونے لگے روکتے ہی اشک کے تحت جگر آنے لگے ہر کوئی آرزو سے نفوذ نہ رکھتا ہے نکلے ہے دھوان سارہ فردوس برین سے چل شک حری آکھو نہ ڈر دان سے نکلے
---	--

نورم مجلس مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان مشہور

مستحق است اور است

احسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یہ کی طرف لوہو میں بہرے ہیں ترے ہاتھ بیچ بستا نگہ نہ لادیا جو کل اس کو قیب نے تسخیر کیا کس کی دیکھی ہے ہم نے یارب سیل گریم میں نہ ہر تاجر و دہب گئے	لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف تربت یہ کس شہید کی تونے چڑھائے گل میں بھی گرم رشک سے ہاتھوں پہ کھائے گل جو زندگی سے اپنی بیزار اس تندرہین + یاں تلمک روئے کہ ہمایون کے گھر ڈوب سٹا
--	---

گر قمار مجلس سنگی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان حاکم است اور است

درد ہو جس کی کچھ دوا ستیجے

گر یاں مجلس میر محمد علی از لکھنؤ است اور است

مجھے جب دیکھتا ہوں تھک چھٹا چھٹا لین

کھلا طور اس نے روز یہ صاحب سلامت کا

اگتسخ تخلص مرزا علی از ساکنان لکھنؤ است اور است +
 جی لکھا تھا کچھ ہو سکے گی ذرت حاصل ایہ بھانا تھا کہ آدے کی قیامت لازم
 کلمہ تخلص میر گلواز قارب خواجہ میر درد بودہ اور است +
 میدان فیضان کی گرم سسنگے کیا ہو گا | اذرا اور کبھی نظم پھیلنا بھلا ہو گا
 کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ ساکن سرگوتہ کہ از تعلقات ٹیپہ منمضات مراد آباد است اور است
 جلوہ لور رخ یار سے پیدا ہو سکے | غل اعجاز نظم سے سجا ہو سکے
 کلیم تخلص میر محمد حسین کلیم طوس نے بر دریت و مسج مجب بخورے از شعر اسے
 مسلم است وہم در جگہ موز و نال مانا خند و ماتقم دم بزنہ میر سقے میر است و از
 ساکنان وہلی طبیبہ دانستہ شعر بہر دو لفظ سے گفتہ دانم کہ بہار سی زبان زبان شش
 درست و فکر شش صایب نباشد گفتہ اند کہ ترجمہ فصوص الحکم نسخ عی الدین ابن
 عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ است لکہ الکلام دیوان و مشنوبہ از دیادگار
 است ملاحظہ آن دست بہ رسم ندارد این اشعار از صف ابن و تذکرہ ہا انتخاب و
 ثبت افتاد

<p>چھپا ہے امر ہی چشم پر آب میں دریا کس پریشان نے قدم رکھا ہے بیچ دتا ہے قبر میں بھی لیے ہم راہ گیا اپنے کلام آتی ہے دل پہ قفل مینا سے اب شکرت ہو چکا حشر کسی دوزخ و جنت کو حسرت درازی شب مجب ران و زلف یار کلیم رکھو نین آنکھو نین کیونکر کئے کہ ہے برسات دیوانہ ترا وادی برپے اگر آوے غرور حسن کیا ممکن کہ اُس سے داد کو ہو گئے</p>	<p>کسی نے دیکھا ہے اب تک جاب میں دریا جادہ آتا ہے نظر جون زلف کچھ برہم ہوا آہ کیوں در دول اپنا نہ کسو کو سونپا وہ دن کے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا رہ گیا میں ترے کو چہ میں گرفتار ہنوز مجھی سے بوجھ کہ کاٹی ہے رات آنکھو نین پھر ایسا لکھ کہ جو خاندہ خد اب نیک ہے شہد دیکھو فلاطون کا جو عہدینے بر آوے غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو ہو سینگے</p>
---	--

کمال تخلص شاہ کمال الدین حنین خاصش از کزہ مانقپور بزرگ کاشش

از در باب مناصب بودند و لے ترک لباس کردہ کسوت درویشی پوشیدہ دل بریتا حست
نہادہ ہر نگام درود لکھو از جزات امداد میخواست

چہ شکست شیشہ دل کچھ نہ بکھا اور کام	مرفیع جسدن سے ہے یہ چرخ مینا فی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکے و لیک	ایک دن تم کو نہ شوق کار نہ رہا مانی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجھ کو وحشت نے کمال	مین تماشا فی تھا جس کا وہ تماشا فی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا نرم عین اسلوب ہے واہ	جون جون ہم آگے رہیں آپ سرکتے جا دیں

گمان خلص از شاگردان اشرف علی خان فغان از ناشناس آگئی نشد

اور است

واسطے جکے سبھی ٹھس کو برا کہتے ہیں | وہ جو مُنتاہ ہے تو کہنا ہے بھلا کہتے ہیں

گناہیکم زنی است از دودمان عفت زوجہ نواب اعتماد الملک غازی الدین خان
کہ نظام خلص ایٹان است حسب الامر شوہر شش گفہار غوثیشتن بنظر میرزا الدین منت

سے آوردہ اور است

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری بچا جاؤں	تری آنکھوں نے پچھی کرے بادام کھا جاؤں
ترے منہ کی تلخی دیکھ کر کل ات حسرت سے	زمین پر لٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
شمع کی طرح کون رو جانے	جس کے جی کو تلے ہے سو جانے

کو چاک خلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم در زمان جلولہ فرمائی بلا د
مشرق عزم گلگشت بہشت نمودہ جسدش را بدہلی آوردند و متصل مرزا کثیر الانوار
سلطان المشائخ کہ نہ فرسخ از دہلی ست و دفن کردند این بیت از گفتہ ایٹان

ثبت افتاد

یاں تک یاٹون میں پھھولے ہیں | کہ قدم بھیجے جلا نہیں جاتا

کوثر خلص مہدی علی خان ولد قطب الدین خان ابن آقا علی حسان کو چاک برادر
مومن الدولہ الحق حسان کا ازامر اسے نامی عہد فردوس آرا مگاہ محمد شاہ
بودہ مستطرا اس لکھنؤت دو سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود

مقریب اعظم الدولہ داسے راہم باو تعارف نے شخصہ حمیدہ اوصاف نظر آمدہ شریک
محل مشاعرہ ہامی گشت و خود را از ملائکہ ناسخ میگرفت اور است

چشم من عقیق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی ++ خواب میں شب اس پر ہی نے شکل دکھائی مہین وقت صبح وہ مانند آفتاب آیا ترست پہ سیری ایسی برستی تھی بلکیسی کیا ہی شش ہے کوچہ دلبر کی خاک میں نامہ بر کوچہ دلبر میں گم ایسا ہو جائے خون بہا اُس سے نہ پھر حشر کو مانگوں کا میں دل بھٹ گیا کہ درت کسج نگار سے ہوں وہ بلبل کہ یہ تھا شوق سیری پس مرگ	در نہ گشتی میں ہے دیا کا کسمانہ مشکل اے موت تو بھی جسے گریزان ہے اندون جاگ اٹھے نجات خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں آئی شکر شب جہر کی عمر دیکھی سے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے بیدست و با بھی ہو دے تو مثل صبا طے نی اشل ہو دے کہ تو تو وہ غفا ہو جائے ایکبار آکے مری لاش پہ قاتل ہو جائے حیرت کی جائے آئندہ تو ماغبار سے پر بھی اڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہنچے
---	---

گویا مخلص پنج حیات اللہ اناہل نسر خ آباد و بنا صوب ممتاز در سرکار انگریزی بہرہ
درماندہ از دست

جس کم سخن سے بھیجے تقریر بول اُٹھے | | ہے ہم میں وہ کمال کہ تصویر بول اُٹھے
گویا مخلص حمام الدولہ نواب فقیر محمد حسن بہادر از امر اے نامی لکھنؤ است
و باد جو دم دنیا بدین مال قدر دن اہل ہر فن است لاسیما با سخور ان
در مقام اتفاق است کہ می باید و شعر اے این دیار بخیش رطب اللسان
بودہ اند و بسیار ستودہ و دے بجایزہ ہا مراعات نمودہ و در مراتب سخن گسری ارتعافان
شیخ امام بخش ناسخ است این ابیات از دیوانش انتخاب زدہ درین عجم الہ
ثبت نمودہ شد

صندلی رنگ پہ میں مرہی گیا اُس نے صندل لگایا ماتھے پر	درد کس کا کہ یاں سرہی گیا درد دونا ہوا مرے سر کا
---	---

<p>کبھی میں آپ میں آیا تو ہوتا ++ بھول جانا یاد دلو اتے ہیں ہم آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہیں ہم یہ جرات بعد مردن بھی ہے ابھی خاک میں کوہن دیا نہ ہے شیریں نو بچہ میں نہیں ہجر میں بھی ایک مہنتالی مراہلو نہیں یہ سہ سہ قافل کی یہ نشانی ہے قیمت کے لکھے نے یاد رہی کی ++ رہے خوش یا آہی وہ جہان ہے رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے توں جانان سمند سے جالاگ ہے سنا ہے شمع سوزان کی زبانی تھی دیر اس لیے مہ خط کے جواب کی دل ہے کعبہ اسے کرنا ہے یہ پوش بجھے</p>	<p>یہ آنے کا تراش کوہ عبت ہے آئین کو غفلت پٹنہ کہ آئے ہیں ہم صحت سے رہتا ہے اب بائون پہ سر اگر ہے دانہ اگر جلنے لگے مثل سین وصال اگر منظر تھا بریر کا گھر کھودنا در پہلو میں رہا کرتا ہے جب سے تو نہیں کہہ رہے اس قسم پر رکھو رہا ہے ٹھکرانے کے لیے جسین کو پیسہ کی میں گونا گوش ہوں اپنی زندگی سے یاد آیا ہے کہیں اپنا لانا خاک میں جی ابھی نکلنا تھا شمس سے کہ وہ راہی ہوا مال عاشق و معشوق ہے ایک کیا جواب نامہ بس مرگ تب کھلا زاہد و جرم کیا کرتا ہوئیں میں ہر نواب</p>
---	--

حرف اللام

<p>لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بلکھنہ اقامت در زبیرہ از دست</p>	
<p>گھر میں چاہیڈ رہا اس سے خفا ہو تو لطیف لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بلکھنہ اقامت در زبیرہ نیکو شناختی اور است</p>	<p>اکیا ہی غصہ تری اس بات پر آتا ہے مجھے اگر نکلنا نہ یہ کا نہ نہ مسلمان نکلا کیونکر اثر نہ ہو دے ہماری زبان میں</p>

دامن کشیدہ جانتے ہو میرے غبار سے | اتھیلی ایسی کیسا ہوئی اس خاکسار سے

الطاف تخلص مرزا علی اسد شاہ درآباد است در دہلی نشو و نما یافتہ و در لوح عظیم آباد
ساکن یہ جبر آباد رفتہ قصاید انشاء کردہ و صمد ہایا فتنہ نسبت شاگردی ہریر نقی
داشته تذکرہ در حال ریختہ گویان بزبان ریختہ نوشتہ است بنظر رسید این اسرار
انہ انتخابش انتخاب گردید

در نہ دل بچھ ہی کو دتا کیا کوئی دیا نہ تھا
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک دہ و ٹوٹ گیا
خسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا
کہ جس کے نام سے آتش کو اجلا رہا
وہ قبول تو اس آرزوین باز رہا
یہ زندگی جو تھی اس میں تو امتحان رہا
دیکھے یہ چشم گریان اور اب دکھلا دین کیا
جو شمع سبز جلتا ہے ہر دم و باغ کھا
اسان کو نہ بھننے سبوا اور ایسا نہ کا
ہو ایک عالم کو تیرے نالہ و فریاد کا شکوہ
سچ تو یہ تجھ بلجی دلدار نہ دیکھنا نہ سنا
جو لجا رہے ہیں بھی کار فرما کوئی شیریں منا
کس شمع سے اسے بجھنے پیغام بخت
ملکستان میں دیکھی تھی خونہا کی طرح
قانع ہوا ستوان یہ ہمارے بھاک کی طرح
یو جھے ہو دہ کتنی رہی شرب کچھ نہیں معلوم
دیکھے دل اس بلا میں پڑتے ہیں
لی ہو وضع فلک کی بہت تر ہی خیزیں

ہو گئی زنجیر یا اپنی یہ زلف پر شکن
کیسے اس زلف کو مشاطہ بچھ کر ستانہ
بڑھایا قصہ سنبھل صبا نے حد لیکن
نہیں سمندر و پروانہ بروہ آتش ہون
نہ پہنچی ضعف سے لب شک و دعا ہی در نہ نہ
جو نہ خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب
شستے تھے طوفان فوج آنکھوں سے دیکھا وہ تو لطف
ہو کوں سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
ساقی نگادے خم مرے منہ سے کہ بار بار
توے کا ذوق تلک بھی اظہر کچھ آواز آتی ہو
ایک دن حال دل دار نہ دیکھنا نہ سنا
دکھادین نے ستون چرخ کا عالم تھے فرما
فرما دسانہ رنگ نہ بخون سا کیا حال
ہوئے ہیں بعد قتل طلب کار حق سعی
کیا کم ہر سلطنت سے سگ کوے یا اگر
ہو بہ سحر نئی ہے شب و سہل میں سو بار
کس کی دیتی بلا جو جانتے ہم
اگرچہ سرف زمین آسمان کا ہوتا ہم

اپنا تو بدگانی سے بس کام ہو گیا	گو اور طرح اُس کی بوجھ کی سک گئی
خوبی کا بسکہ تیری اک عالم گواہ ہو	ابنی بقیہ روکھے ہو حالت تباہ ہو

احرف لمیم

ایل تخلص میر محمدی سیدے بودہ در جهان آباد شاگرد مولوی قدرت الدہ اکبر آبادی استاد
تصیر دلوب است از انکار دست

ایا کیا کہون مین تجھے دل زار کی ہوس	مشہور ہر جہان مین بیسار کی ہوس
-------------------------------------	--------------------------------

ایل تخلص محمد یار بیگ از اہالی لکھنؤ و از شاگردان قلمند بخش جرات است اور است	پیتا ہون جام مے کے عوض کا سہ بنگ کا
--	-------------------------------------

ایل تخلص سید کاظم علی از اہالی خیر آباد است در ریاض شباب غرضی بمرآہ اور است	شب بچان کی آہ ایک طرف
---	-----------------------

ماہر تخلص غفر الدین جہان پور اشرف علی خان نقاش از شاگردان سودا و سالکان لکھنؤ	بودہ اور است
---	--------------

ایا اتنی نہ فرست بھی کہ اٹھ کر مانگتے پانی	ابوئے سرنگد یون آہ دل مین کار گر کس کا
--	--

بیتلا تخلص اسمش مرزا کاظم بیگ الخاں از پٹنہ کا وزیر الممالک بہ مردان علی خان	سماش از شہد مقدس دوے رکھنؤ از بنان خانہ عدم بشہرستان وجود در سید و
--	--

بزرگالش با احترام زیستہ اند گویند کہ بیتلا پیار سے صاحب دیوان است ہم تذکرہ	فرام آورده اور است
--	--------------------

شہینہ دل پناہ دیا تو نے +	سنگ دل آہ کیا کیا تو نے
---------------------------	-------------------------

بیتلا تخلص شہنہ است کہ مرزا حاشی بخیرداشتند از دوست	وہ ترے سایہ دیوار مین پائی راحت
---	---------------------------------

مجدوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ از اہل جہان آباد تھے است کہ سودا بفرشتہ	برداشتہ بود از دوست
---	---------------------

عداوت سے تھاری کچرا اگر ہوئے تو میں جانوں	بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
تھارا ہم سے جو عہد وفا ہو اُس کو تم جسا نو	مرے پیمان میں کچھ نفع دگر ہوئے تو میں جانوں
لوٹنے کے نیچے بیٹھ کے رو دوں گا زار زار	جنت میں تیسرے سایہ دیوار کے لیے
مجنون غلط بھول الا سم شہور بد درخس سر پر ہنہ شخصے بودہ از اولاد اسے	
بھیم ناتھ بزرگانشیں بیکد واسطہ باسلام مایل شدند از تلامذہ میر تقی است	
گویند کہ در کویہ دہ زن عورت محض سے گشت و این مضمے دلیل تاشیر غلط است	
اما کثوف نشد کہ جنون سبب گردیدن باین غلط است یا غلط سبب گردیدن بجنون سخن	
کوٹاہ ابن مطلع از دست	
جس سے جی چاہے ہو تم نہ کسی سے بوجھو	بے کیا بوجھتے ہو اپنے ہی جی سے بوجھو
مجنون غلط ناش معلوم تشبہ کے اذہل عظیم باد است سب سخن از میر ضیا کردہ اور است۔	
دن میں سو سو بار آسکر و برو جانا مجھے	اس میں سودا ہی گئے یا کوئی دیوانا مجھے
محرم غلط میر فتح علی سید ریت از دہلی مجھ سے کیا برآمدہ عقلا شد اور است۔	
اپنی خواہش بوجھتے ہو تو کیسی چاہے ہو دل	چیکے بیٹھے سامنے صورت تمھاری دیکھو
محرم غلط رحمت اللہ در اکبر آباد جسدہ کرب معاش میکروہ ز مدت اذان غفل	
در گذشتہ و لباس فقیرانہ در برگردہ فیض صحبت میر محمد سے بیدار یافتہ ہنگام درود دہلی	
پیشم میر سید اور است	
دل افکار دیا دیدہ خوشبار دیا	چرخ آسانس نے کیا کیا مجھے آزار دیا
کی میں نے شکایت تو وہ بولایہ خطا ہو	اگر ہم میں جانا جو تو کسی اور کو چاہا ہو
کل غیر کے گھر بنے کی کیا جھوٹا پیار سے	کھا جائے حاضر ہوں مجھے گھورتے کیا ہو
جبور غلط حق رسا از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی است اور است	
شب خوشی سے یا توں بیلا گھر میں سو یا ہے	اہم پس دیوار سے پیچ تک رو یا ہے
مخزون غلط نصیر ناصر جان خلف سید محمد نصیر من غلط کہ بالفصل سجادہ نشین	
خواجہ نصیر در دست سلمہ اللہ وغفر لہ کتب در سے نیک مستحضر دار و خصوصاً	

در ریاضے اور زہار تے کہ اور است دیگرے راست گاہے لب سخن میکشاید درین ہنگام
بہ مالک شرقی رفتہ با فقیر طریقتی سالی مسلوک است اور است

جھٹ بوا دے کب میں نے لڑائیں نکھیں
ناید اس وقت گیا آب کا دھیان اور کہیں
نہ تو نامہ ہی نہ بنی سام نہ مانی آیا
تہ نے بیفائدہ دور و کے عجائبن آنکھیں
بات کرنے میں جو تم ربطو سخن بھول گئے
حیف تھرون مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص عالم شاہ از مشائخ زادگان گڑھ مکتبہ است مصحفی کہ اور از امر وہم
دستہ از ادب تحقیق بر کران افتادہ دریغاً حکم اہل البیت اورے مافی البیت سخن
شرت الدین سمر در مقبول است کہ دیر از خوشن است و قیام مخزون در امر دہمہ مصحفی را
منشاد خطا گشتہ ہمہ حال این اشعار اور است

سہ مجاہد چاک کرتا ہوا گریبان کے تین
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سُننے ہو
اہل دنیا تو نہیں دیتے میں تھرون غم کی داد
کسکے آنے سے چن میں گل کو سودا ہو گیا
اپنے مطلب ہی کی سُننے ہو جہان سُننے ہو
کوہن کو خواب شیرین سے جگاؤن تو سہی

مخو تخلص حسین علیخان اکبر آبادی بچہ مات اگر زے ہرے برد اور است +
نیک پھٹے ہر مری قبر پہ گل کے بدلے
اگلیان سے ہر پس مرگ بھی قل کے بدلے

مخو تخلص شیخ عظیم اللہ از اہل میرٹھ است اور است
منع دل کرانایہ ہو لپٹے پاس لے ہدم
کہ دولت اسکو بخشیں گے جسے ہم بار دیکھیں گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ از مردم این سہر است در لکھنؤ فوت کردہ با سودا سلاقتہ
سنا گروے داشتہ داز و ظیفہ خواران سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہا اور است از نگار اور است

نوادہ تری چاہہ پوچھنا کیا
خانہ دل کہ نہ ہو عشق کجا آئیں جس میں
پرٹھ لائن اشک کب چھوٹے ہو خاک لے جواب
صدمے نے داہ پوچھنا کیا
ہر وہ قرآن کہ نہیں سورہ یسین حسین
جتنے خط لکھائے میرے نامہ بر بھیکے ہوے
مانع پرداز میں ظاہر کو پر بھیکے ہوے
تیرے جو لپٹے ستم دین گے
جیتے کاہے تو ہم زہین گے

بڑھو کچھ تو ایک سو سے پہلے یار اور بھی	ہن در نہ جنس دل کے خریدار اور بھی
محبت خاص میر بہادر علی از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است اور است	
سادہ و صاف تھا بھی اب سے ملاقات نہیں	نازد و انداز و ادغیرہ اشارہ دوبا
اگر حاتم ہے ہاتھوں سے خون بہا دل کا	آلو لنگا دست نگارین سے خوبسا دنگا
محبت تخلص نواب بہت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان	
موجم است کہ ابالت بریلی و متعلقات آن برایشان سلم بودہ و فور شہرت	
از تفصیل مستغنی کردہ دسے نیز چون پدر صاحب درع و قوے است و خداوند	
فہم و فراست بہرہ و لفظ ظرف میزگرہ گزیدہ افکارش این است	
جس کو تری آنکھوں سے سرد کار رہیگا	بالفرض جیا بھی تو وہ ہمرا رہیگا
عاشقوں میں مجھے لکھا تو نے	آج چہرہ مرا بحال ہوا
قید ہوتے ہی ہوا دونوں جہان سے آزاد	من تو بندہ ہوں محبت کی گرفتاری کا
یہ بڑھا دیوانہ بن ابنا کہ ناصح دل ہوا	حقا مر اہل درد لیکن مجھ کو سمجھانے لگا
آپ کی غیرت کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں	یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں
بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو بیٹھنے	تو اٹھسا لیجولے بار چند ایامت کو
گالی کا انتظار تو حسد سے گزر چکا	منہ کو کمان تلک تیرے دیکھا کرے کوئی
محبت تخلص مرزا حسین علی نام نژاد شا از جہان آباد خود ش در لکھنؤ نشو و نما	
یافہ مشورہ سخن با قلندر بخش جرات سے کرد و بد بنگونہ حکایت سے کن	
احوال مراد صیان سے سناتا تھا و لیکن	کچھ بات جو سمجھا تو کسا میں نہیں سننا
اس بت نے جو فیرون پہ کیا لطف وہ بار د	مجھے لکھو بہر خدائیں نہیں سننا
آہ نہ فصل گل کی نسیم سحر سننا	مر جاؤں گا نفس میں نہ ایسی خبر سننا
محشر تخلص اکرام اللہ خان از بدادین است و در انجا از شاہیر بودہ اور است + + +	
اچھا شور قیامت تیرے دامن کے تلے	افندہ سوتا ہے تیرے سایہ مرزگان کے تلے
ہمیں نظر نہیں آتا کہ جی بچے محشر	کوئی دن اور اگر درد انتظار رہے

جدہ کرے اٹھ دل کی تیش کروں پروازا | نہیں ہو برق صفت ہاتھ میں غسان مرے
محشر مخلص مرزا علی نقی اصلش از کثیر و متشاور ہی لکھنؤ است بہر دوزبان فکر میکرد
و غرور شاعری بسیار داشتہ بعد قتل مرزا علی ہمت کہ تفصیل این اجمال تحت ترجمہ
اوست خوفا از ان جافرا شدہ و بدلی رسیدہ با خواجہ میر درد پیوستہ از ایشان فائدہ
برداشتہ بہ لکھنؤ رفت چون سالے چند برین گذشت در زندہ مقتول مذکور قاتل
مستور را بقصاص کشتند اور است

دوبین اُس چشم کے گردون کو اسالیں نہیں | کس گھڑی کس دم نئے فتنہ کی فرمائیں نہیں
جان منظر ہو آنکھوں میں وقت رحیل ہی | جلد ہی پہنچ کر تیرے ہی آنکلی وھیل ہی
محسن مخلص میر محسن برادر زادہ میر محمد نقی است اور است

حسرت تیرے عقیق لب کا شوخ | زندہ کرتا ہے نام عیسے کا +
محترم مخلص خواجہ عمر علی خان از کلاں بیان عظیم آباد است سخن را بر شاہ گمبشا
مخلص عشق گذرانیدہ اور است

اے محترم اتنی اشک باری | کھل جائے ہو ابر بھی برس کر
دوستوں نے مرے کہا اُن سے قطعہ | محترم کو کہو تو یان لالین +
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم | ہم جو مجلس میں اُس کو بلائیں
روند یوے کہ جس کے رونے لے | ساری محفل کے چھ جباتیں
پیغام پھر خون کے گنے لگے ہن چھ تک | شاید بہار کے دن نزدیک آن ہوئے

محمود و مخلص محمود خان برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سردار جولہ دست خوش فرد
خوش ساز و خوش گامش مضامین بسمل بدام است و از نیم تیش کار دل خون شد گلن
تمام جوایت با تخیل رہا کم سخن و با صد زبان سنے زبان بہ پیرایہ حلم و ادب آراستہ
از احباب راقم است از شائع افکار اوست

گھر سے بے پردہ وہ رشک مدہ روشن نکلا | بالادول بھی مری جان کا دشمن نکلا
اپنی برکشتگی بخت کا دیوانہ بھون | کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا بھون

کیا اہل بھی آئی تھی اغیار ہی کے حصے میں
 گوشہ ہجر ہی پر صبح ہووے تو ہو خوب
 بے قرار سے ہو کچھ اس کے عجب مجھے عذاب
 واہ لے شوق اُدھر جب کوئی جانے دیکھا
 افسوس ہوا حشر میں کیا بیگنی کا
 میں اپنے تصور نے حالات کیسے سہل
 بھگو خسر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
 دشمن کو مری گور بہ لانا نہیں اچھا
 ہوزخم جگر نادک قاتل کی نشانی
 بیدار گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت
 حشر میں ذلت کی ہیں گور میں رکھتی یہیں
 پیچھے ہٹنا تھا قدم چلتے ہی اُس کو بے سے
 میرے لیے ہی قریبِ ندامت بھی اک ستم
 تھا وصل میں اک ہجر میں دہن کے عشق
 وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
 نہ ڈرانا رہنم سے عجب اسے واعظ
 غلبہ شوق کے عالم ہو نظر میں تاریک
 بھاتی پہ لٹانا تو اسے کب ہو میر
 اُس وعدہ فراموش نے آنیکو کہا تھا
 چو بایں زہر ہیں یہ گران جاسیو نین ہم
 بجز بے تاثیر کو اپنے منہ سمجھا فوب
 جان کیا چیز ہی عشق میں تاثیر کو ہو
 وہ رخ اسر وختہ ہوجرم عدو سے شاید

اے فلک گرد وصل جانان کے نہ میں قابل ہوا
 لائی ہوناک میں دم گردش ایام اپنا
 کس طرح غیر کو دے دون دل ناکام اپنا
 منہ سے ناخواستہ نکلا دہن پرغام اپنا
 قاتل جو ہمیں سر بربیان نظر آیا
 پروے میں بھی جھکوارخ جانان نظر آیا
 وہ شوخ جوا کثرت بدندان نظر آیا
 مردے کو مسلمان کے جسدانا نہیں اچھا
 اے چارہ گرد اُس کو مٹانا نہیں اچھا
 اُس کو وہ مزہ یاد دلانا نہیں اچھا
 اُس نے کیا جھگو گین یاد کیا میرے بعد
 وہ ہوا بام بہ کیا جلوہ نہا میرے بعد
 ہرگز تو اسے بور و جفا پر نظر نہ کر
 لم موت کی جانب نہیں جانان سے قلق
 ہم کو جلنے سے لگی اب زہر ہو کھانا مشکل
 ہو بجز ذکرِ عدو ہم کو جسدانا مشکل
 جس کے جو باتھے ہوا اُس کا بھی پانا مشکل
 تصور مگر سینہ پہ لیتے ہیں بنا ہم
 دروائے ہی پر رہنے لئے آٹھ پسر ہم
 اعدا کے گھر گئے تری ہما نیونین ہم
 کیا ملاو لگی خداسے یہ جبین سائی ہمیں
 کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
 کہ نہیں نیم نظر تاب ناسا شہا ہم کو

وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے	صیاد و صید مارغ کو رنج کین نہ ہو
ایسا ہی سبک زیت نے ہیران میں کیا ہو	گر جلسہ تو آفسے کوئی بیمار اڑا دے
اس ناتوان کو بام پہ پہونچا دے ہفتین	شاید کہ اُس کے گھر کی طرف کی ہوا چلے
دیکھتا کون ہی خود غم و کو خوشی	جب نظر کرتے ہیں اسلاک پہ ناچاری سے
خائف ہیں ہو اُس کے مگر کوئی خواہش	ہمارے ہاتھ جو تکا ہوئے دھانہ اُٹھے
بعد اُس کے ستم سے ہو یہ کہ بعد فنا	عدو کی گھر کے مری خاک سے بنانہ اُٹھے
ابو عدنان کی اسے اشک خونیں ہو چکی	سب طراز دامن دلدار رنگین ہو چکی
مرگاہ ہم سوئے کہ ہو چکے پر ہو خوش	کیا وہ خود بھی قدر دان لذت و شام ہو
بس کیا میں گری زلفت سے	کیا حال تم نے کو اغیار سے
لا غریبے میں نظر آتا نہیں	چارہ گرستے ہیں ماتم دار سے
حسنا یہ کہہ کی تعظیم تو سبحان اللہ	ایک فرصت بھی ہو اُس کی جبین مائی سے
مخلص تخلص میر بافر ازل اکبر آباد است	مخلص تخلص میر بافر ازل اکبر آباد است
دوران دولت محمد شاہ لولے سخن می افراشته از دست	دوران دولت محمد شاہ لولے سخن می افراشته از دست
میں تو بندہ ہوں زبے جور و جفا کا لیکن	مخت دھڑکا ہے مجھے اس بل سودا کی کا
مخلص تخلص علی خان از ریش سفید کردگان مرشد آباد است اور است	مخلص تخلص علی خان از ریش سفید کردگان مرشد آباد است اور است
کوئی اپنے اسیر دستے قافلہ یہ بھی کرتا ہوا	انفس میں مرے جب ہم خبر صیاد کو پہونچی
مدحرت لکھنوی کے از ملائکہ جعفر علی حیرت است اور است	مدحرت لکھنوی کے از ملائکہ جعفر علی حیرت است اور است
لے گئی ہر تری گورین یا آخر کار	روزِ فرقت لے دیکھائی شرب نار آخر کار
مدحوش تخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میسر نورودہ اور است	مدحوش تخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میسر نورودہ اور است
میں جس ناز سے تو نے لیا دل	خدا جا لے ہو اُس کو بام ادا دل
عزرا تخلص آقا مرزا نامہ شش اوزما نذران است دوسے در لکھنؤ متولد شدہ	عزرا تخلص آقا مرزا نامہ شش اوزما نذران است دوسے در لکھنؤ متولد شدہ
پیشتر محمد اسماعیل نام تجارت میں بود از ملائکہ میسر است اور است	پیشتر محمد اسماعیل نام تجارت میں بود از ملائکہ میسر است اور است
بالین سے جب وہ پھر گیا عش سے کھلی تباہ	مجھ نار سنا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

بھیجانے تا نکوئی کہ یہ کس کی لاش ہو | سرتن سے سسے گیا مرا قاتل تراش کے
مرزا تخلص مشہور بزرگ اینا اسمش حکیم میر فضل اللہ از سکناے قصبہ بانی بیت اشعار فارسی
ہم سے گفتہ در طلب ہماری تباہان داشتہ اور است

دل جو اپنا تھا سو ہو بیگانہ	اس زمانہ میں کوئی یار نہیں
سخت مشکل ہو تجھ میں جینا	زندگی اپنے اختیارات نہیں
خالی اُس سے نہیں ہو کعبہ و دیر	کوئی سنگ میں سزا نہیں

مرزا تخلص ہدایت اللہ دہلوی از ہرہ فن موسیقی است اور است +
دل ہائے شک و گھم سے جی تن سے چلا جائے | اے دے مصیبت کوئی کس کو کھینچا لے
مرزا تخلص خواہر زادہ حکیم مرزا محمد خان و تلمیذ رستم بگ شاہراست اور است
اگر زلف دراز یارین ہو صد گزہ مرزا | دل صد جاگ پر ہم بھی زبان شانہ کہتے ہیں
مروت تخلص صغیر علی نام فرزند حکیم کبیر علی از مردم سبھل است از شاگردان جسرات
آوردہ اند کہ شوق بہ تیغ میر حسن گفتہ و مناظروں سے درین فن ہمان بودہ این بیت
از دوش کردہ مشہد

غیر دن پہ دیکھ دیکھ کرم اُس نگار کا	چین برجین ہو نفس ہمارے مزار کا
-------------------------------------	--------------------------------

مرزا تخلص مرزا علی رضا وطن اصلی دے شہد مقدس است و خود دس درین بلکہ توالد
شدہ مجید آباد رفتہ از تلذذہ میر ممنون است اور است

ہر آرزوے دل کو حیران نے خون کیا ہوا	اگر دن پہ یاس کی ہو خون اپنی آرزو کا
جز یک نگاہ خشم کبھی اُس کی خونین	قیمت تو دیکھ یہ بھی کبھی ہو کھوئیں

مرزا تخلص مرزا شاہ از قدماست این بیت از دست +

مین نہ کہتا تھا کہ مرزا دے نہ دل	نقد ایسا رایگان کھونا نہ تھا
----------------------------------	------------------------------

مسرور تخلص شیخ پر بخش از سکناے قصبہ کا کوری کہ بیخ فریخ از کھنواست اصلاح
نظم از مسخفی گرفتہ ہر کاب مرزا سلیمان شکوہ بہادر گذارش میں بلکہ افتادہ
بود اور است

اکتی ہر یہ ہر وقت مجھے آبلہ پائی ۱۱	آگے کو قدم نہ مستو مغلان سے نہ ٹٹھے
اگر نہ بن وہ غنہ سے اشک کئی دن سے	ہیں پیچھے پڑے دل کے ہلکے کئی دن سے
اگر بہر سیر کیسی عمل سوار جاے	مجنون بھی ساتھ جون شربے مہار جاے

مسرور غلام مرزا کے ایک از مردم جہان آباد تلمیذ میر عزت اللہ عشق است

اور است

سدا اس چشم بگون سے یہ دل متانہ رکھتے ہیں	اصراحی کی ہوس فی خواہش چمانہ رکھتے ہیں
--	--

مسرور غلام مرزا الدین احمد پسر غلام محی الدین عشق مبتلا از مردم میر طر است اشعار
ریختہ بعارت ریختہ گرد آورده است اور است

ای غیر کے گھر وہ شمع محفل	دن رات مجھے یہی جلن ہو
---------------------------	------------------------

مسکین خاص سید عبدالواحد خان جوانی حریف و ظریف است ہنگام ورود و ہستی
معنی کہے گفت بر مومن خان میخواندند سزا بفقیر بلے پیدا کردہ بود اکنون باندہ بر سر
سے برد اور است

کیون نہ اٹھنا ٹھینا شکل ہو اس رنجور کا	اجس کو از خود رنگی بھی اک سفر ہر دور کا
--	---

مسرت خاص شیخ وزیر علی استفادہ شعر از حکیم عوت اللہ خان عشق کردہ از بانہ گان
دلی است از چند سال بعد آباد رفتہ کہ شہرے چند و لال است اور است

اگر پیر دوتے دوتے کھوئیں آنکھیں	نہ رکھا دیدہ خوب بار پر ہاتھ
---------------------------------	------------------------------

مستمع خاص یار علی خان ازاہالی عظیم آباد است و تلامذہ مرزا ابو فدی اور است

نہ تلمک وصل کی ہو یار امید	ہر شل ایک دم ہزار امید
----------------------------	------------------------

مسح خاص براتی نام سوداگری است کثیرے الاصل بودہ اور است
--

شاہ کہ بوسہ رفت کا شاہ تھا دست غیر	ہیڈھب دہا تھا جیکو بے بیج و تاب رات
------------------------------------	-------------------------------------

مشرقیہ خاص قطب الدین از مردم جہان آباد است کہ از ارشد تلامذہ شاہ نصیر است
فقیر اور اسفل مشاعرہ دیدہ و کلاشس ہوا بجا شنیدہ پسہ و طریقہ استاد است

اور است

یہ غل ہو کہ وحشی نے ترے بانوں نکالے	پھر دست جنوں سلسلہ جہان نہوا
مشتاق مخلص عبداللہ خان الحافظ بشتاق طیفان ایرانی نژاد است بزمہ شعر اسے پایہ تحت بشاری آید پارہ جہر دل را میدانست ہوس کیا سازی بسیار دست اکثر خطوط را چون خط زیبا و ولاد یزنی نگاشت اور دست	
کی اک نگاہ یاس جو پڑے کان یار پر جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہی سے ہو دم بدم یاں وصل کی تیر کا نقشہ دم مرگ مت بوجھ لگنت کا باعث کبھی اشک بھر آئے تو بتی گئے ہم رنگ کیوں سبز ہو چہرہ کا ترے مشتاق ابنی ہسم بندگی یہ بھولے تھے	سو بر جہان لکین دل امید وار پر لے حشم آفرین ہو ترے انتظار پر دکھائی دے ہر پیدھب کچھین تقدیر کا نقشہ زبان پر گرہ گفتگو تھی کسی کے کہ مد نظر آبرو تھی کسی کے کنے دیکھا ہو تجھے ہر بھری آنکھوں سے پر جو دیکھا وہاں حسد آئی ہو
مشتاق مخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ چشم از حلیہ نور عورت اور است	
کوہکن ویر ویز کو قصد اپنا سنانے دو	ہو یہ وہی افسانہ شیریں لب پر ی دیوانہ
مشتاق مخلص محمد داصل نام شاعریت ادب ادون اور است	
ہم سارے کام پہ ہر چند آسمان بھرے	تھے قسم ہو جو تو اس طرف کو آن پھرے
مشہور مخلص از کاتبان بریلی است باوجودیکہ مخلص بہ مشہور است حالش مشہوریت اور است	
نوشی سے کیوں نہ لے مشہور اب بخلین بجا لیں	ملیکا یار ہم سے آج پھر بازو پھر لے ہن
مصدر مخلص میراث اللہ خان بدر میراث اللہ خان است عادت کہ سپر بنام پدر شناختہ	
یشود و گا ہی بخلاف نیز کہ اندازے در طب جا نکا ہی شاکستہ دارد گا ہی بخنیم توجہ می ارد اور است	
کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسوی	صورت نہ دکھاوے بھجے اللہ کسوی
مصطفیٰ مخلص غلام بہانی اصلش از قصہ امر وہہ نمضافات مراد آباد درغوان	
چوانی بہمان آباد آمدہ طرح اقامت اقلندہ آخر ماہ لکھنور رفتہ و تا نفس آخر ہمد را بجا	
قرار گرفتہ وفاتش را امر وزدہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتدائیش انتہائے دوہ سودا	

بود باجرات و انشا مشاعر و مطارحات کردہ است شش دیوان بختہ و دو تذکرہ تمام
 کردہ و دیوانی در فارسی و تذکرہ ہمہ دارد قوت مشق و اوز بجا تو ان یافت در بلاد مشرق بسیار
 مسلم و بہ استاد سی علم بودہ و اکثر سخوران آن بلدان الکتاب فن از کردہ اند ہر چند بتقاضائے
 شیوہ بسیار گویان اکثر کلامش بر کم پایہ و از لطائف خالی است اما گزیدہ اشعار او در نہایت
 رقت و الاوقیت عالی است چنانچہ ازین ابیات کہ از دوادین می گزیدہ آمد یہ بیت اور بہت

ہاتھ ہر نگام قسم کون ترے سر پر رکھا
 ورنہ بیجا نہ بہا رہی عمر کا کبریا تھا
 یہ بھی قسمت موانہیں ملتا +
 ہم بھی سمجھتے ہیں یہ سناتے ہو ہلکویا
 وہ جو اک دن اُس کے ملنے کا مقرر ہو گیا
 دل پھر کیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
 کتنا ہو میرے تیر کا پریشان رہ گیا
 نامے کا میرے قاصد یہ کیا جواب لایا
 تو میں دو چار برس کو کہیں تل جاؤں گا
 روز ظالم یہی کہتا ہو کہ کل جاؤں گا
 حاملوں نے دوش سے تخت سلیمان رکھ دیا
 جاک پر دیسے نہ یوں ہاتھ دکھانا اپنا
 تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا
 گر بوہیں ٹھوکرین دم نہ خار کھائے گا
 رنگ ایکسا اہلیش کسی کا نہیں رہا
 جنازہ دوش پہ یاروں کے تھا گراں میرا
 سر خاک پر پڑا ہو اکثر کبوتر و نسا
 مرغ دل کو نے موسم میں رہا ہو دسے گا

میں اسی رشک سے مرا ہوں کہ کل غیر نے ہائے
 کی تک اک آب دم شمشیر قاتل کے کی
 درد و غم کو بھی ہو نصیبہ شہر ط
 کہتے ہو ایک آدھ کی ہو میرے ہاتھ موت
 تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
 لے لے مٹھنی بتوں میں جوتی ہو یہ کر لست
 شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے چھین کر
 نامے کے میرے رہنے لا ڈالے میرے آگے
 مرض عشق سے گر بکی سنبھل جاؤں گا
 جھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہو ہو
 اڑتے اڑتے اُسکے کوچ میں جو جائے کہیں
 جاک ہو جائینگے لاکھوں ہی گریبان ظالم
 مٹھنی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
 ورنہ ترابے گا گریبان عاشقان
 مت میرے رنگ زرد کا چر جا کر دکھایاں
 میں حسرتیں لیے از بس جہانے جاتا تھا
 صیاد کی لگی ہو وہ کوچہ کیا کہ جس میں
 فصل گل فصل خزان دونوں لین لے صیاد

بھیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام
 عشوہ و ناز و ادا اسکی لپی کہتی ہے
 چین سے کیونکہ بن سوؤن کہ شب بھر بچھے
 کیا یا رے دامن کی خبر بوجھو ہو ہم سے
 تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
 ترے کو میں اس پہلے بچھے دنگورات کرنا
 آنے کی تیرے کلمے مراد تو خوش کیا
 گلی کو یا رے کی بچھے ہو اپنا وہ کعبہ
 تھا آپ ہی دیوان مرانا مہ اعمال
 چھبڑست ہر دم نہ آئینہ دکھا
 سن نے پائے نہ دہن اس کے سے دشام تمام
 آنے دو اسے جس کے لیے چاک کیا ہو
 جب تک کہ چڑھے گا گلاب آپ وہ آکر
 ہر دم کو بچھتے ہیں دم باز پسین ہم
 بھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
 دہی دشت اور وہی گریبان چاک
 تو آئے نہ آئے وے ہسم تو ہر شب
 ہاے وہ دل کہ جسے میں نے بسل میں پالا
 فلک گرہنسا تا ہو مجھ پر کسی کو +
 بھلا تو ساتھ تو چلتا رہے جنازے کے
 کھانے نہیں دیتے ہیں مجھے خون جگر بھی
 وہ سنے یا نہ سنے؟ سکو ہم اپنا احوال
 جو کھٹ پہ خنکی میں نے رو رو کے لٹ کاٹی

کس قدر یار کو غم ہو مری تنہائی کا
 لے لے کون بیان نام شکیبائی کا
 یاد آتا ہو وہ راتوں کا جگا نایترا
 بان باغ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا
 ہو معصی شستہ اس اس ادا کا +
 کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا
 قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات
 یہ معصی سے نہ بوجھو کہ مر ہو سجدہ دست
 کا ہے کو فرشتوں نے لکھا نامہ اعمال
 اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہیں ہم
 جنبش لب ہی میں اپنا تو ہوا کام تمام
 تاج سے گریبان کو سلاتے کے نہیں ہم
 اس غش سے کبھی ہوش میں آئیے نہیں ہم
 غافل تو ہوا ہم سے ذرا بھی تو نہیں ہم
 ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
 جب تک ہاتھ ہاتھ پاؤں چلتے ہیں
 تری راہ تا صبح دم دیکھتے ہیں +
 اب اُسے بون ہون ناوک خرگان دیکھوں
 میں ہنسر فلک کی طرف دیکھتا ہوں
 نہ آئی موت بھی روز وصال میرے تین
 تالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہیں
 پس دیوار کھڑے ہو کے سنا جانے ہیں
 سنتا ہوں صبح کیا وہ مہمان کسی کے گھر میں

کہ جس سے نکل کر ترے مین نالہ کردن کا
 مین ہوں وہ تلخ کام کہ روز وصال بھی
 بنا بھی جی سے جانا اب ہو چکا مسلم
 اپنے مرگان رخسہ کو دیکھ
 زلف کا بوجھ دے کر پر نہ جہان
 تھی شب وصل لہل گئی جو ہن آنکھ
 کر ہوئی تری یان تک تو شہر کا آفاق
 کچھ نفس مین ہم تو رہے مصطفیٰ اسیر
 ہم نذر تیغ یار کرین اس کو مصطفیٰ
 جو فلک سے ہم نہ کبھی سراٹھا سکے
 مصطفیٰ یار ہن اس وقت کے سب مردہ پسند
 نہ کہین صبح ہی ہوتی ہر خواب آتا ہی
 مین ترے واسطے سر ٹیکوں ہوں دیوار دے
 یار کا صبح تک ہر وعدہ وصل
 اودا مین اٹھ کے جانے والے
 تو دیکھے تو اک نظر بہت ہی
 آتا ہی جی مین روکے ڈوبو دون اسے بھی سب
 از بس دو چند شوق رہا جس کو نامہ بر
 ہائے کعبہ سے پھر اب تک نہ ہر کو مصطفیٰ
 تو آ کے نیچے دم نزع جس کی بالین پر
 تمہری تصویر کو لے کر شیرین
 دے دھڑکوں کا یہ عالم کہ بے منت دست
 یہ شب ہجر مین اٹھ اٹھ کے طلق کے مارے

معلوم ہوا اب مجھے تاثر نہیں یاں
 آئے جواب پہ خندہ مے زہر خند ہو
 ہم رہ سکین ہن کوئی جب تم چلے سفر کا
 آن کر بھید مے جگر کو دیکھ
 زلف کو دیکھ اور مکر کو دیکھ
 رنگ فق ہو گیا جسم کو دیکھ
 کہ سر کے بال ترے دیکھنے کر کو چلے
 فصل بہار باغ مین دھو مین چا گئی +
 گریہ کے ہاتھ سے جو بدن مین لہو رہے
 چون شمع زیر تیغ پیمان عمر کھٹ گئی
 بد نہ تھا ہم بھی مخلص جو مزاری رکھتے
 رات کیا آتی ہو اک مجھ پہ عذاب آتا ہی
 چین کس طرح ستھے خانہ خراب آتا ہی
 ایک شب اور بھی بے ہی ہو +
 تک ہم کو بھی خاک سے اٹھالے
 اُلفت تری اس قدر بہت ہی +
 یہ تھوڑی سی جو پانی کے باہر زمین ہی
 آیا جو دان سے ایک تو پھر یاں سے دو لگے
 اُس کو دان کیا جانے کس بت سے نجات ہو گئی
 وہ مر بھی جائے تو آنکھیں کبھی نہ بند کرے
 اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہی +
 پرزے ہو مہر کے گربان اڑا جانا ہی
 دل کو دیتا ہوں سلی کہ سحر ہوتی ہی

<p>ہندی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ وعدہ قتل سے رکھتا ہوں لاپنے کو میں شاد پیر بہن بھی ہم الفت طفلان سے چھوٹے وہ جی میں یہ نازان کہ مرارعب تو دیکھو صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی جس کو پامال کر گیا ہوا بھی + کس کے مرگان نے یہ کیا جادو اُس کو صحبت کا گرد ماغ نہیں رشک ہو بخت زلیخا پہ کہ ہم سے بخت ہرگز در اُس کا واندہ ہوا ہم سے سیکڑوں غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بھرتی جب ساری سری خون میں تے تیر کی بھرتی</p>	<p>ہر ہر کسی کا خون ہوا میسر ہاتھ سے کہ اسی وعدہ میں ایک وعدہ دیدار بھی ہر لکھ پڑھ بھی چکے قید وستان سے چھوٹے میں خوش کہ خیال نگہ دور کے ہر + یہی وعدے ہیں تو کب اُس سے ملاقات ہو یہ جو دامن اٹھائے جساتا ہر ++ میرے دل میں گری جو کیل سی ہر + طبع اپنی بھی کچھ علیل سی ہر خواب میں بھی نہ بھی وصل سے سرور ہوئے سر کو نیاک نیاک پس دیدار مر گئے کیا غم ہر مرنے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی تب زخم سے نیت تیرے بچر کی بھرتی +</p>
--	--

مضمون مخلص کے از ہمعصران میر و مرزا است دیگر خائن معلوم شد اور است

<p>سے اُس بن کون ہر خوش واہ یہ ہو وہ ہو مضمون مخلص شرف الدین از اولاد خلیج فرید شکر گنج است نور اللہ مضجیہ از مردم قصبہ حاج نو کہ از متعلقات اکبر آباد است نوبتے دار جہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود براہم است کہ شیوہ اہل نہانش ہوہ اور است</p>	<p>کس کو ہر خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ ہو مضمون مخلص شرف الدین از اولاد خلیج فرید شکر گنج است نور اللہ مضجیہ از مردم قصبہ حاج نو کہ از متعلقات اکبر آباد است نوبتے دار جہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود براہم است کہ شیوہ اہل نہانش ہوہ اور است</p>
---	---

<p>ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کیا تیرے مرگان برستے ہیں مجھ پر ہمارا رشک قاصد کی طرح ہرگز نہیں بھٹتا</p>	<p>صبر ایوب کسا گریہ یعقوب کیا آب پریکان کا اس طوفان ہو ڈھال ول بیتاب کا شاید لیے کتوب جاتا ہر</p>
--	--

مضطر مخلص کنور سین از سکناے لکھنؤ است از عرصہ دو ازدہ سال بعلاقہ تحصیلداری
 ڈہائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات میسازد با فقیر بار ہا بر خوردہ شوق شعرش
 از اندازہ اقرون است و مضمونکسا رخوان دارد قصیدہ در واقعہ کر بلا نوشہ

دوسریت ازان برین خوانده بود معلوم میشد که مضامین معقول یا فتنه باشد خود را از تلاطمه مصطفی سیکر داور است

صل انداز و قافا کو ساعما نر هوا	که جواب خط مضطر قلم انداز هوا
سوز حلیه کو دیده پر غم کو دیکھے	ان آفتون کو دیکھے اور ہم کو دیکھے
ابھی سے بھرتاری ہو تو ہم نے	دل مضطر مقبر رات کافی

مضطر تخلص اسمش مرزا سنگین تخلص است ذہین و خوش اخلاق با فقیر تقسار فی دار و دوقی الزلاقات در چند زمین تھے افتاده بود این اثر است

کیا کیا دست جنون یہ تری سچائی نے	مین تو خوش تھا کہ کفن مین بھی گزبان ہوگا
تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو	مضطر کے بھی خون کا دعویٰ نہ کریں گے

مضطر تخلص درگاہ پر شاد از کایتان لکھنؤ است و از تلاطمہ محمد عیسیٰ تنہا داور است

ترے وعدہ و ن پر اب ہو دم شمار ی	اہبت اختر شمار ی کر سچے ہم
---------------------------------	----------------------------

مضطر تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت اللہ خان کہ قاضی القضاات دہلی بودہ از تلاطمہ ممنون است بالفعل سری بنظم ندارد مرد خوبی است بعد مرگ پدرش خدمت قضا بوی تعلق گرفتہ گاہ گاہ بر بخوار داور است

لستی کسی طرح سے نہیں یہ شب فراق	شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہیں
---------------------------------	---------------------------------

مظہر تخلص اسم شریفش مرزا جاجا بھانان علوی نسب است بزرگان ایشان از باب مناصب بودہ اند پدر بزرگوار ایشان بعلنی از عالمگیر بادشاہ آزرده ترک منصب گفتہ مرزا در اکبر آباد نشو و نما یافتہ عاقبت میاں جہان آباد طرح سکونت انداختہ کتب باطن از خدمت سید نور محمد بدائی نقشبندی مجددی فرمودہ نور اللہ مضجعہ و قدس سرہ و بسبب پاکیزگی گوہر حسن فطرت قطعاً بخارفت دینا و نکرده از ریجان شباب طالب نیچہ و بہ تہذیب نفس مایل و بر یا صفت مصروف ماندہ شام غلام علی کہ از مشاہیر شیوخ دہلی است از مریدان اوست و با ہمہ فضایل ہمہ تن در عجم دل نرم و ہستگاہ عاشقہ گرم داشت سورش در سربہ رعنا جو اتان نظرش بود اگر نختہ بشرح نفاست

و نزاکت طبعش بر دازد دفترے باید نوشت و فور شهرت اذان معذور داشته سخن کوتاه
 فکر سخن فارسی بسیار میکرده هر چند اهل سخن را در زبان ایشان حرفهاست اما واقعا
 بعض خیالات بغایت پسندیده و مطلوب و مقبول دارد و دیول مختصر را هم آورده بیا ضی
 جمع کرده است خرطیله جو ابرنام بر تماشایش پیدا است که سلیقه انتخاب هم سفلیسته
 و شسته بشیوه در مکرار باب تذکره که در طب دریایس تفرقه و تمیز نمیکند میماند وقتی ابیات
 ریخته هم میگفته در ماه محرم ۹۶۰ بعضی از نقصب کیشان میاک و بیدردان سفاک
 شهیدش کردند و او خوش بقاقل بخشید میرزاالدین منت عاش حمید امات شهید اتاریخ
 و فاش یافته این اشعار از خیالات اوست

لوگ کہتے ہیں مو اظہر کس افسوس	کیا ہوا اس کو وہ اتنا جی تو بیمار نہ تھا
ہم نے کی ہو تو یہ اور دھوین بجاتی ہو بہار	ہاے بس جلتا نہیں اور مفت جاتی ہو بہار
خدا کے واسطے اس کو نہ تو کو	یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہو

حظ مخلص یہ مظہر علیخان خلف سید قلندر علیخان بہادر از تلامذہ ممنون اور است

جلو ہی پوچھتا تھا کل نزع میں مظہر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا
-----------------------------------	------------------------------------

معقول مخلص حالش واضح گشت از فطرت اوست

رقیبوں پہ غضب درہم گئے ہیں	ہو از خمی کوئی مرہم گئے ہیں
----------------------------	-----------------------------

معنی مخلص محمد امین از سکنا کے چو اہل شرقی است و فاش میانہ کول افغانی افاد اور است

سیرہ منظور نظر ٹھہرا ہو چشم یار کو	نسیلا گستا ہو پچھا یا مردم بیمار کو
------------------------------------	-------------------------------------

معین مخلص معین الدین خان از تلامذہ رفیع سودا است در الد آباد بیری بردہ اور است

ہوں میں وہ دانا کہ بہار آنے سے پہلے	از خمیر میں رکھے ہیں معین جلو جگر کو
-------------------------------------	--------------------------------------

معروف مخلص الہی بخش خان نام کو چاک برادر خیر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر

کین یور مرنا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان کہ از اعظم امر لے عہد

ذوالفقار الدولہ نواب بخش خان بہادر بودہ غفر اللہ لہم اجمعین بغض صحبت درویشان

بلکہ ایشان در آمدہ ترک زنی و میا نمودہ با فن شرائع پیش از پیش داشت

۱۲۶۲ گھنٹہ کے ہزار دو صد و پچھل و دوازد ہجرت خیر البشر علیہ الصوات اللہ الاکبر ایہنما ن
گزدان را گزشت صاحب دودلیوان است اکثر خیالات رنگین و مضامین دلنشین دارد
اسین اشعار دودلیوان اول القاطیافت

آنکھ میں سے ہر چھٹا ایک گر دیکھت
سایہ گھر کو ترے پیاسے سوئے ندیا
دیکھ کر کہ ہٹا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
جس نے اُس سے بچے لگا مارا
عشاق کا دل حال پریشان میں رکھتا
چونک پڑتا تھا کہ اب کی تو مگر آیا
اسے بھی تو نوح کے طوفان پہ پانی پھر گیا
بزم میں تصویر گویا میری جانتی میں نہ تھا
آتا ہوا اور مجھ کو ملے اختیار رونا
جب تک بچے نہ آئیں وہ اُسکی صورت
غیر سے وہ مرے پھولوں میں ملا میرے بعد
مثل قارون کچھ نہیں جانتے ہم یاں جھوڑ کر
جو ادنیٰ حید کی خاطر بچھائے دام سو کوں
سجد و حنا نقاہ ایک طرف
دوستی کا نباہ ایک طرف
ایسے دیول نے نتھے گھر میں جو در رکھتے ہم
غرض کہ ختم ہو بس اس سے اب سو اعظم
کسا کہ حال سنانے وہ ناتوان نہیں
ہکو اس تقصیر پر اُس نے بٹھایا دھوپ میں
یہ مفلسی ہو ختم گو گھر میں حنا ک نہیں

اور بوباقین بڑی چھٹ گئیں سب جیتے جی
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات
غیر روتے ہیں مری حالت یہ وہ تو بار تھا
آہ وہ کون تھا خدا مارا
اس حوصلہ زلف پریشان کا ہوں عاشق
تھا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کھٹکے پر
چشم تر سے گرج آمزگان پہ پانی پھر گیا
کر دیا تھا اُسے حسن حیرت افزا یہ رنگ
گستاخو جب وہ ہنس کر جو گریہ اختیار
ہم سے کیا جان کہ یوں جان فرستے لیجا لیں
باغ ہستی میں کھلا گل یہ نیا میرے بعد
سینہ پرداغ کی دولت لیے جاسکے ساتھ
بچے کیا طائر دل ایسے صبا دستگر سے
لبس میں مے پیالے ہیں بار
بات کا اپنی دان پناہ نہیں
اُسکے جانے کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم
اٹھ جہانے ہم اتنے ہی اُنکے اے معروف
کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا سینہ حال
سو گئے جو اُس کی ہر دیوار کے سایہ تلے
رضو کو مانگ کے پانی نکل کر معروف

نہ تو سوچھے ہو نہ انکار کیا جاتا ہو
 کہے ہو مجھے کوئی تجھ کو مادی آیا ہو
 یہ ادج خال نشینی میں عشق نے بخشا
 ڈر بودیا مجھے اس جہنم تر کو کیا کو سون
 دیا ہو اپنے سے ظالم کو اس نے دل معون
 آپ جس وقت رقیبوں کی قسم کھاتے ہیں
 اپنی آنکھیں باندھ تا آئے نہ تجلو مجھ پر ہم
 سے کے پینے سے تو ہر چند نباہی تو بہ
 کیسی پر جی خدا نے اُسکے جی میں ڈال دی
 دیکھ کر فتنار اُس خوش قد کی کہتی ہو نسیم
 جواب خطا نہیں دیتا ندے جواب تو دے
 در دسری ہو کہے صندل لگانے کا دماغ
 کچھ تو تجھ لیا ہے جو اُس کو دیا ہو دل
 تو ایک مجھے کاشش و فاکر کہ بعد ازین
 لاغر ہوں یہ کہ سب اُسے باریک بین کہیں
 دیکھی جو سب نے شدت و ان بھی مری بلکی
 عسہ آخر ہو چکی قاتل نہیں ملت کوئی
 و ان زخم جس کے بھی تر جسم نہیں کرتے
 صید شاہین کی طرح ہوں میں اسیر افست
 کس سے زیادہ یہ میں جلے کہ دن مثل سپند
 گریہ و آہ و فغان سے ایک دم فرصت نہیں
 ہائے اُس شوخ کلون روٹھ کے جانا معروف
 میرے مرنے سے موی اُس پر خلق

رگ جان ہو کہ کھچے یہیں معلوم نہیں
 کردن ذرا جو نہ اُس بدمان سے باتیں
 کرے ہو آہ مری آسمان سے باتیں
 جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کو سون
 اب اور اُس بت بیدار گر کو کیا سون
 ہسم رقیبوں کے نصیبوں کی قسم کھاتے ہیں
 میری آنکھیں کیلے باندھے ہو اے جلا دیا
 پر معنان سے یہ نجل ہوں کہ الٹی تو بہ
 بات رونے کی مرے سن کو ہنسی میں ڈال دی
 جان یہ کس نے تن سرد سی میں ڈال دی
 کہ قاصد آئے جو کچھ دے خبر شتاب تو دے
 اس کا اک گھسنا لگانا در دسریہ بھی تو ہو
 کیوں نا صحا عبت یہیں تجھائے جائے ہو
 مقدور کیا جو کوئی سمجھے بیوفا کہے
 گر میرے دست دبا کو کوئی دست و پا کہے
 کیا کیا ہنسی ہوئی ہو دیوار قہقہا کی
 کاٹ ڈالون جی میں ہوا پنا گلا تو ار سے
 کیا فائدہ پھاڑا جو گر بیان کسی نے
 فوج کرتا ہو مجھے جو کہ چھڑا تا ہو مجھے
 خو برد جو ہر جہان میں سو جلا تا ہو مجھے
 ہم تجھے تجھے محبت کام بیکاروں کا ہو
 اور یہ کہنا کہ ہیں اب نہ منائے کوئی
 میں نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی ++

ہم توجھوئے بن محبت میں مگر خسرق عادت اپنے دیوانوں کی دیکھ بعد مرنے کے ملی میسری سیہ سختی کی اد و مسہدم بالوں سے تو ہم کو نہ ٹھکرا جمل جا کس کی چشم شرکین نے بے اجل مارا مجھے مفسد و فاسق دیکھتے ہو تم ہمیں غریب دور جو بزم میں وہ آن کے بیٹھے ہم سے روٹھے کو تو چلے روٹھے کے ہم دانے ولے تافان جسے کو کس طرح کرے قاتل دو اس بڑھاپے میں بھی کم ہو وٹھے لہریاں سے	امتحان بھی نہیں کرتا کوئی + جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے لغش کے ہمراہ تھا وہ موس سر کھٹے تھے خیر ہم دیکھ چکے فساد بااجبی ہو سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمانی ہوئی فلک منہ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے کیا ہی بچائے کہ آگ سے وہیں کیوں نہ تھے ٹکے ٹکتے تھے کہ اب کوئی منہ اکو بجائے ہوں میں وہ جب زد کہ جولا تیر ہی ہو دے سبزہ رنگوں سے چھنا کرتی ہو گری ہم سے
--	--

مقتول شخص علی خٹک محمد عسکری کشمیر الاصل است اور است

مقتول شخص جو نکلا ہو اس وقت یہ لرزان ہوا
اکوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہو گا

مفتون شخص میر شہت علی از تلامذہ حکیم عزت اللہ خان عشق است اور است

خال چشم سیاہوں میں قدم مستانہ رکھتے تھے
ادولنے میں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے تھے

مفتون شخص رزا کریم بخش از دو دمان گورکانی است اور است

مفتون خمار باد شہب ہو تو پھر پیو
ایک جام جا کے سنائی بیان شکن کے پاس

مفتون شخص حب علی حالش از غلص پیدا است در را مہور بطرفہ حقن کسب محبت میگرداوست

آؤن تولا کہ بار پہ دربان ترے کہین
مفتون شخص مجتول نبی فرزند لغام اللہ خان یقین است او از سکناے این بلدہ آدم زمین

مفتول شخص غلام بھادانی مصحف کردہ اور است

دل گر خاری کو اس زلف کی کب چاہیے تھا
عشق نے ڈالی ہو یہ بالوں میں زنجیر بزدور

مقتول شخص ابراہیم بیگ اصفہانی زاد است مولدش جہان آباد اکتساب فنون نظم و نثر

از خدمت غلام بھادانی مصحف کردہ اور است

مین یان خون رویا ہوں ہاتھوں سے لے لے	اجو پاٹون میں اُس کے حنا باندھتے ہیں
مقصود غلص از سوز قیام لکھو ست خرافاتش نہ مزے آئے	کہ دین اور ان مذکور
گرد اما چون نوشتہ اند نوشتہ شد	
اوسہ لینے سے خواہوے ہو کیوں مشفق من	اوسہ دہتے ہو کہ دونوں کو مرادیتا ہوں
ملال از ساکنان لکھو است از دست	
موت آئی نہ سرشار جدائی مجھ کو	تخت جانی نے عجب رات دکھائی مجھ کو
ملول غلص شاہ شرف الدین از درویشان است در دست	
تری جدائی نے میان تک ہن طول کیا	کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا
مملو غلص صفو خاطر موکلف از نفوس احوالش خالی است اور است	
سرو ساقہ گل ساچھرہ جب دکھایا آپ نے	قری دہلے کو آپس میں اڑایا آپ نے
مصحف رخسار پر لھتی قدم ہر بار بار	زلف کا فرقو عبث سر پر چڑھایا آپ نے
ممتاز غلص کے از سکناے فیض آباد و شاگردان سودا است اور است	
ہمارے رونے سے دل کا بخار اٹھتا ہی	کہ جیسے پانی کے چھڑکے عباڑ اٹھتا ہی
ممنون غلص میرامانت علی از ارباب عظیم آبادی کسب علوم بدلی فایز شدہ در معامل	
مشاعرہ شامل سے شد استفادہ از سیر و زند علی موزون میکر اور است	
اے دے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو	جون باد لیے پھرتی ہی گھر گھر پیش دل
ممنون غلص نقادہ دودمان سیادت نظام الدین نام مبین پور قسہ الدین منت	
است اہلش از قبضہ سونی پست من توابع دار اخلاقہ شاہجان آباد و مولد و منشایش	
ہمین شہر نجستہ بنیاد کسب فنون از خدمت والد بذریعہ خود کردہ مدے بلکھو بسر بردہ	
زمان دراز بر مرثیہ شغراے پایہ تخت حضور والا سرا فر از ماندہ از بیک گاہ خلافت غر الشرا	
القب یافتہ اکنون از چہند گاہ بگو بہستان اجمیر میگزرا نہ نظر ز گفتارش خیلے دلچسپ و دلنشین	
است و ملاحظہ کلامش کہ نہایت عذب شیرین در بستان مضامین میگاہ نہ بگا نہ است و فکر	
صحیح صایب از غلطش استادانہ قوت نظم اکثر اصناف سخن وارد دیوانش بنظر رسید	

واذان انتخاب درین اوراق ثبت گردید

بڑا مانے مت مرے دیکھنے سے
 اڑے سو شو و غم گر دہو یاں ایک جنبش میں
 قسربان ناز نعلش می دیکھ کر کسا
 ہاتھ میں جنبش محل کی عنان ہو اپنے
 غم کو گریہی بالیدگی ہو تو آخر
 صبح تک کیا کیا نہ جھکو تھیں سما جہلمے شوق
 لے لیا بوسہ تو اُس نے دین نہ کیا کیا گالیان
 بیتابی دل تیرے شہید و نکی کمان چالے
 روان ہو خون چپ و راست دونوں آنکھوں نے
 مجھ دست سے کا وہ ہی خط آدای ہو
 بدگمانی سے ڈراور نہ لیا تیرا جو نام
 ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل
 کس نے ترے سینے سے لے دیدہ ترات
 کیا سینہ فولا نہ بھائی شمشیر فولا
 کس قدر شمع گر انہار سی غم لکھی تھی
 ہاے ری بسکی دامن و بے یادی جیب
 لڑتی تھی بہم آنکھ مواسیر میں دل مفت
 یہ سانس سے میلا ہو وہ آہوئے ہنوز مر
 ہن روان ناقہ کے دنبال ہزاروں بیتاب
 کچھ چاندنی سی ہو درو دیوار بند مگر
 قصور شب ترا صبح کس کس طرح مان باندھا
 ہاتھ سے ترے یہ احوال ہو دلبر اپنا

آنکھیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
 کیا تو نے غبار اے جرخ ہلو کسے دلمان کا
 گردن پر کس کے خون ہو اس بیگناہ کا
 در نہ یاں کس کو سر آبلہ فرسائی تھا
 دل گرفتہ نہیں سینے میں سمانے کا
 رات رکھ کر دوبر و قسم تری تصویر کا
 یاں گنہ سے بھی زیادہ ہو مزا تھیر کا
 کچھ کم رگ بسمل سے نہیں تار لکھن کا
 جگر کا فکر جدا سوچ ہو جسد اول کا
 نامہ اغیار لکھو ابکی زخم کیجیے گا
 دیکھتا بوسے کے خاطر لب و لالہ تھا
 سودہ بھی نذر کا شش و نشویش ہو گیا
 پڑ مرده جو پھو لون کا سحر ہار نہ پایا
 یوں نقش جو شیریں کا سر سنگ نہ کھینچا
 کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
 کہ مرادست جنوں بستہ زنجیر ہا
 سمجھا تھا ارطائی کو یہ نادان شمشاد
 تن آئینہ ہو دل ہو مرجان کا لویا
 دیکھو پردہ محفل نہ اٹھانا اپنا
 ہمسایہ قریب خانہ کوئی ماہر ہو
 کبھی کھولی تھا کہ طرہ عنبر فغان باندھا
 دل نہیں ہاتھ میں اور ہاتھ ہو دل پر اپنا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
 شغل شب فراق ہی تھا کہ دھیان میں
 ولیمین جو جو ہو نکالیں وہ ذرا بول کے خوب
 یوں کرین چارہ بیمار ہی اختیار وہ لب
 آمد سے ترے ہمہ جو ہوئی تھی سو ہوئی
 انہیں دیتی دکھائی صورت زلیست
 میں نثار اُس شمع کے اینی بلا میں آپ لیں
 یہ بجانا تھا کہ اُس محفل میں دل رہ جائیگا
 تو سن ناز کو یوں رخصت جو لڑن کب تک
 خط پارہ پارہ کر کے دیا پھیر دیکھ لطف
 شاید کہ جائے طول سے وان خود بخود پہنچ
 قاتل ہی وہ نہوے جو جمنوں کی نقش پر
 خط نہیں جسا چکا کہ کب سر آیا
 یوں تو وہ ہونے فرشتہ خو لیکن
 مدت ہوئی کہ غرنے سے جھٹکے تھی وہ عذار
 اس مرگ پر حیات خدا ہو کہ اُس نے آج
 پیش دل نے چھوڑا کہ کبھی ہم اکبار
 میں اس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ
 جہلاو کی بیان جنبش ساعدہ پہ نظر تھی
 اس ذوق سے کہتے ہیں حدیث لب شیریں
 جو چھین گئے گرا آرزو دم ذرا
 یہ کہاں نصیب کہ آئے تو یہ خیال اپنے میں ہو ہو
 شب عہد چشم سیراہ پر جو ذرا بھی کھٹے کسی کا در

تخت تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا
 ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا
 آج اُس شوخ سے لڑیجے دل کھولے خوب
 یہ مرے درد کی ہوتی ہو دوا یا قسمت
 اب دغدغہ احسن نہ پروا سے قیامت
 غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج
 آئینہ میں زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھ کر
 ہم یہ سمجھے تھے چلے آئین گئے دم چھ دیکھ کر
 کیا ترے زعم میں باقی ہر مری خاک ہنوز
 میرے جواب خط میں ہیں بھیجے ہزار خط
 تحریر کیجیے جو بصد اختصار خط
 لکھا تھا اک جوان بہت بار با حیف
 پھر رہا ہوں جو آپ کا مشتاق
 ہر ذرا آدمی گشتی کا شوق
 کوندے ہر برق سی طرف ہام ابتلاک
 بدھی کے اپنی خاک پہ میری چڑھائے گل
 لائیں تسکین کے لیے لب پہ ترانام تمام
 یہ مجھے پوچھے ہو کون کیسے طرح دار ہیں ہم
 کچھ ذرا کی ایذا دم بسل نہیں معلوم
 گویا ترے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں فراہم
 جہلاو ہی کو بستانیں گے ہم
 ترانقشہ لکھنے کے رد و کلمہ شکوہ و درد دہر کرین
 تو صدمے پاتری جان کر کون ابتلاک تھے کہ خرمکان

کیا کیسہ وہان مزاج تو نازک ہو اور یان
 ممنون مباد آئے کہین ہجر ناگمان
 نہ کسی چشم کا سرمہ ہوں ندامن کا غبار
 درد دل تجھے سنا جائے ولیکن ظالم
 بزم عشرت میں ہنسوں کہا کہ برنگ مینا
 ترے غم سے بے یان تک کیا بیزہ
 ہنستے ہی ہنستے کل گئی بسمل کی آرزو
 یوں رشک کے کم جو دہان رنگ حنا ہو
 افس مرگ پہ سو جان مری صدے کہ دم نزع
 آہ خلوت میں جو تنہا کبھی پاؤں تجھ کو
 کہین جانا ہو تو جا چاک کہ اگر جان بھی جائے
 باؤ لاہن ہو تصور میں ترے ممنون کو
 شب کو کشت دھون رہا فوج غم کے ساتھ
 کون آئے ہے کہ سینہ میں بیدار ہو گئیں
 کتب میں بھی سبق تھا الف لام میم کا
 پاؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت دھوکا
 کس بہت ہر جانی سے جا کر لگا کر ہاتھ آئے
 غیر کو دے سے غلین مجھے چوں میں کے
 اضطراب دل فراز صفت کہ لون پوسے کئی
 دل کیسیان وہ ہم سے کہاں اب کہ آج گل
 مہربانی کے تصدیق لگے سینے سے مے
 رکھ دیجیے تسلیں میں دم تنہا یہ دل
 مجلس میں تیسری اور تیسرے آنکھیں لٹکیے

قصہ دراز بخت زیون پہ زبان نہیں
 تاکا میون سے وصل ہی میں آؤ غور میں
 خاک اپنی یہ ترے دے کے سوا جائے کہاں
 ہم سے یہ قصہ جان سوز کہا جائے کہاں
 بند مٹھ کرتے ہیں کر خندہ کجھو کرتے ہیں
 کہ جینا بھی اپنا نہ بھایا ہمیں
 تھی تو نبھایا میں خندہ قاتل کی آرزو
 ہاتھ اُس نے کسی دیدہ تر پر نہ دھرا ہو
 گھر کے لیے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو
 جس لیے تجھ کو بنایا ہو دکھاؤں تجھ کو
 نہ بلاؤں نہ بلاؤں نہ بلاؤں تجھ کو
 تو اگر آئے تو اک سیر دکھاؤں تجھ کو
 سو حسرتیں شہید ہو میں اپنے دم کے ساتھ
 صد آرزوے خفتہ صدائے قدم کے ساتھ
 ظلی ہی سے ہوا ہونین خوگر الم کے ساتھ
 ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے
 دے سو خطرے کردن اسکی یہی تعذیر ہو
 تو ذرا رشک سے خون دل بیتاب تو بنی
 پھر لب معشوق سینے میں کسی کا تیر تو
 ہنگامہ محبت اغیار گرم ہو ++
 یوں لگا کہے کہ ممنون آرزو چھ اور ہو
 لیکن خیال بوسہ ابرو دینے مجھے
 پھر پاس جنگ زگس جادو نیکی

<p>اچھین صبا سے شانہ سے یا لپٹیں بار بار بس حنا زور آزمائی ہو چکی رات تھوڑی حشر میں دل میں بہت تفاوت قامت یا دو قیامت میں ہو کیا ممکن رخصت کی وقت ہون ترے گریبان کہ آدمی جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے دامن ہی جھٹکنے کا ہو دوسواں کئی روز میں نامہ و پیغام سے گذرا کہیں بار بار اُس دست حنائی نے آنسو جو رہے پونچھے ہوتی ہو پھر اغیار سے صحبت کی درستی اللہ سے فرط شوق جو ایک دم ہو تو ہیمان کون وہ چاندنی میں عطر لگا کر ٹھہرا</p>	<p>بالون کا تیرے شکوہ سر مونہ کیجیے دوسروں سے ہاتھ پائی ہو چلی صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی وہی فتنہ ہی لیکن یا نذر اسانچے میں لہتا ہو رووے ہو اُس گھڑی کہ نہ جہوقت بس چلے دل شہد کے غم میں علم سیاہ نے گلے غلطی سے جو مری خاک پر آئے کچھ تاصد بجا رہ کی اپنے خیر آئے حسرت سے تھوڑکا دو چار مٹی آنکھوں نے تھے عہد بھی عاشق غناک سے ماند ہے بیٹا قتی جھنکا لے ہو کس کس کے گھر مجھے آج کچھ چادر دست تاب میں خوشبو سی ہو</p>
--	--

<p>منیر خالص وجہ الدین نام پور شاہ نصیر الدین است طبع خوشی داشتہ اما از بعلے کہ بیچ از ضروریات این بنید است از طریقہ راستہ بران است برعان جوانی داعی اجل البیک اجابت گفت اور است فسر ہا دے کتنی تھی قیشہ کی زبان ہر دم اس باغ جہان میں کبھی لچھو لے نہ پہلے ہم بیان جو رخ بان گل ترا بیمار غم سن کر خونگی دھار میں یہ چھٹیں دسے دل از گار وئے غضب چہ رہا یا استمر آن پائی</p>	<p>منوم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد چون خسل چنار اپنے ہی آتش میں جلے ہم یہ کمر مر گیا ایک آہ بھر لیے نہوتی تھی + روئے سن کے کھڑے ہو گئے فواروں کے مجھے پائے تصویر کیا جان پائی +</p>
---	--

منیر خالص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یار خان رنگین است از دست

<p>بھی جیسا ہوتا ہی دلت کا تیری بیان کر میں منشی خالص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن المعروف بمیر کلن کہ بحسن خط از مشا ہیر این معمورہ بودہ اصلش از ایران دیار است و بزرگانش درین شہر سکے اختیار کردند</p>	<p>انسانے کے دانت توڑ کے اپنی زبان کر میں</p>
--	---

مے آخر ہا بلکھورفت و در حضرت مرزا سلیمان شکوہ بہادر بخدمت افشار دوازے مامور
بتقاضاے صحبت لب بخن آشامی کرد و بہین تقریب منشی خالص سہار دادہ دے ہم
بدستی خطوط معروف و موصوف بودہ اکہست

بہوچو اس پر کے حسن کا عالم کہ آفت ہو | بلا سوختی غضب و فتنہ قیامت ہو
جو پوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہو | مجھے کچھ یوں ہی اُس سے دور کی صبا سلامت ہو
منشی خالص ہو چنڈ از شاگردان نصیر کا بتی است در دہلی قصص شاہ نامہ را بر تختہ نظم کردہ
است اور است

چشم ہو تر بلا زلف قیامت قیامت | اس لیے لوگ تمھیں آفت جان کہتے ہیں
خواہش نہیں کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے | یہ آرزو ہو سینے سے وہ سیمبر لگے
منظر خالص نور الاسلام نظر بطریق اکابرش بصدق و صلاح مایل است حتیٰ انصرف
نمبرہ در از گزین تلامذہ مصنفہ است و است

ہر دم خیال یار چو پیش نظر رہا | ہجران میں بھی وصال ہمیں بیشتر رہا
کل شب وصل جو تھی کیسی چاہی تھی دھوم | بولتا آج نہیں مرغ سحر آخر شب
ہوئی تھی جسامتہ یوسف کی بو کم | سو پائی تیرے پر اہن کے اندر
چاہت مرے دل کی آزما دیکھو | ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھو
طرف چمن نہ جانے سوئے لالہ زار دیکھو | تو آپ باغ حسن سے اپنی بہار دیکھو
دولت حسن ہے جس پاس یہ اُس سے ہے سوال | پچھنے لے اور نہ ہے پرہیز نو کر تھے
کچھ نہ پابا جب نثار عید قربان کے لیے | بچے ہم جان بکفت تب نذر جانان کے لیے
مارا ہو کہ کن نے سر اپنے پہ تیشہ ہائے | دل کو ملی ہو جوٹ تو کس آدمی کرے
کیون سیر لالہ زار کو اُس بن گیا میں ہائے | جو تازہ ہو گئے مرے داغ کہن کئی +
ہاں ہے جی میں تو زہر کھا کے سو رہے | ولے یہ ڈر ہی نہ تہمت ہو یار پر اپنے

منظر خالص شیخ امام الدین از سنگاے اکبر آباد است اور است

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہی | اخص ہر گل کا گریبا تلی طرف جاتا ہی

منعم تخلص قاضی نور الحق خدمت قضاے بریلی باوے بودہ اعظم الدولہ وصف بسیارے
از مذکور ماتحتہ از شراب مسلم فارسی مشہورہ و با مراتب علمی منوط و التسلطین مطلع کہ با عدم التفات
برختہ بخاطر خدمت کے گفتہ بود از مذکورہ ایشان نقل کردہ شد

وہ نوک مرزہ جسے مرے دل میں گڑی ہو | ایسی تو کھٹکتی ہو کہ جینے کی پڑی ہو
منعم تخلص مودین لال از تربیت یافتگان شاہ نصیر مست اور است

کین آیا ہو دلا آج قسار نظر | یلچہ قیامت کے سے کتے ہن جو آثار نظر
وہ ان اشارہ ابرو مطلع ہلا لی ہو | ہر یہ آہ کا مصع معقطع فغانی نہان

منصف تخلص منصف علیخان قوم افغان از علامہ نظام خان معجز بودہ از وطن اصل
خویش کہ اعظم آباد شد حرکت بدلی نمودہ چند سالست کہ ہم درینجا وفات یافتہ بعلت تنگ
سحایشہا بتعلیم اطفال بسرے بردہ در مدرس کتب مشہورہ فارسی سلیقہ خوشی داشتہ
و تحقیق کات مصلحہ و حل غوامض مشکلم ہم زمین صحبت اساتذہ باوے بودہ در نظم اشعار
چندان و متکا ہی نہ داشتہ فقیر را ہم اتفاق در خورد ایشان شدہ اور مست

گر عشق ترا یہ ہو تو چہ زرت جنوں سے | و اماں ہے گانہ گریان رہے گا
خیال جائے ترا کیوں کہ میرے سینے سے | جدا ہوا ہو کین نقش بھی نگینے سے

منیر تخلص میرزا الدین سیدیت پاک گوہر مجلس از مشہد مقدس دوسے بقصبہ
سونی است از عدم بوجود آمدہ میمانہ جهان آباد دہلی نشو و نما یافتہ کرب فنون علمے
فرمودہ ہمیشہ طریقت با مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نمودہ در ان مدت کہ بچان آباد
بود رسم عادات اہل سنت و اشرف حائیکہ بلکھنؤ آمد بر و شش امامیہ برآمد قضاید بمرج
صاحب دولتان آنجا گفت و جایزہ یافت و بہ کلکتہ رفت و ناظم آنجا کہ مشہور بہ گور بھل
عیبانشہ ستودہ ملک اشرف القب یافت و مجید را آباد شتافت و در بیگاہ لاد نظام الملک
بصلہ نصیدہ وہ ہزار روپیہ رانفتد و جنس و خیرہ اند وخت بعدیر و سفر دراز باز بہ بلکھنؤ وارد شد
در اجماعیت لے را ندیم گشت و بمرجیل و نہ سال در کلکتہ بتقریبے گذارش اتفاق افتادہ
بود اسے اجل را الیک اجابت گفت و کان و کان فی سنت عثمان و مامین بعد الف و

<p>خطا کرد آنگہ مرگ اور اب لکھنؤ نوشت بزبان فارسی در مراتب نظم قدرت و قوت داشته خیالاتش یکیم صد ہزار بیت نوشته اند دوسہ بیت از مثنوی <u>ادبستان</u> نام کہ بشرح تصنیف اش گفته است آورده میشود امیات درین عمرده مثنوی گفته ام + بہائین و طرانی گفته ام + چو اشعار من در عدد میرسد + شمار قصاید بصد میرسد + بود شعر من منزل سی ہزار + نہ پانصد رباعی گرفت شمار + در نثر کتابے موسوم بہ شکرستان کہ بزعم خود بشیوہ سعدی نوشته از ویادگار است گاہے بظہر ریختہ ہم می برداخت و بہت</p>	
<p>ہر دم جو کہو کہ جہانیں گے ہم عیسیٰ بھی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤں گل داغ میں آج مسندی کی بو ہو پھر تنہا کو یہاں مژدہ پا ہو سی ہو یان یہ سچ ملنے کی خوشی تو اک خوشی ہو</p>	<p>اس نے کچھ جو لطف پیارے گر اس لب جان بخش کی مین بات سناؤں قدم رکھ گیا کون سینے پر اپنے مدعی اس سے سخن ساز بسا لوسی ہو محنت عشق عبث کرتے تہن مجکو محنت</p>
<p>موزون مخلص میر فرزند علی از مردم سامانہ از علامہ شمس الدین فقیر است طبعی موزون دہشتہ اذتایح گوئی بہرہ برداشتہ بہ لکھنؤ رفتہ رنگ سکونت ریختہ اور راست</p>	
<p>منہ دیکھ کیوں نہ ہر اک لے میر جان تیرا دل جلون کا بھی کسا کیجیے گا یہ بخانا بر ہنس پاہن ہم کس کی آمد ہو اکی کہ یہ گھر چھڑتے ہن معلوم تاکہ وہ مرے انتظار کو دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہو</p>	<p>ہر نحو آستہرسان سارا جہان تیرا شمع ہر بزم نہ ہونا ہر گز اپنے کوسے کو خار بست کیا سینہ و دل کو بین کرتا ہوں کہ دتے صاف زنگس کا پھول بھیجے نامے مین یار کو وابستہ محبت تھے بیان کی درستی پر پھول چھڑتے ہن ترے منہ سے مری آنکھوں سے</p>
<p>موزون مخلص چتر سنگھ از کاتیان دہلی است خود را ببرہ ماہ و ہورام کہ انشاد می دستمال اطفال است میگفت اور راست</p>	
<p>بیت ابرو کو ترے دیکھ کے لے مطلع حسن جو ترے کو چہ بے نکلا سو غزل خوان نکلا</p>	

موج تخلص خدائیش از سر ایندگان مشهور است خانه در اکبر آباد در فن خویش ساز و برگ
خوشی داشته بیشتر بدلی گزاینده بارها پیشم آمدے مرد خوش صحبتی نظریے بود چند سال است
که در لکھنؤ فوت کرده طبعی موزون داشته گاهی فکر شعر میکرد و در است

لاکھون کوٹاویے سران مین ہستے ہستے | اے مرجبان کوئی تو نہ متباہا نکلا
مونس خاص حکیم سعادت علی نام از سادات کرام است و از باب بنارس مرد جستہ
و لطیف و شگفتہ و ظریف است بقرب در و دہلہ شہر فقیر با ایشان ملاقات دست
بہم دادہ بلکہ از جانیہن ابواب ربط و وابستہ بر رخ ہم کشادہ طیب مسج نفس است
سابقا گاہ بیگاہ فکر اشعار پر دلخے اکنون مطلقاً بدین فن متوجہ نیست روزے علی سبیل
الحکایت ابیاتے چند از زوہ ہائے طبع و قاف خود خواندہ بود شعرے ازان ثبت گشت

زبان جوش گریہ پچکیان لینے لگا مونس | خلل انداز ہوا ب نالہ شبگیر مین آئسو
مومن تخلص نے بہا لعل کان بخندائے یکدانه گہر دریاے معانی فرمان فرماے اقلیم
سخن پایہ بلند سازین فن بدور آور ساغر بادہ میفش نو اگر نغمہاے دلپذیر و دلکش
صاحب جایگاہ رفیع صورت معانی بیان و بدیع مہر سپر نکتہ دانے واقف سیر آسمانے
شاعر حکمت پرور حکیم سخن گستر فرید عصر بکتاے دوران جامع فنون شتی حکیم محمد
سومن خان الذی اعطاه اللہ تعالیٰ استعداد امن الجمع من اشتات الکمال و جبرہ
فی ریاض قلبہ من بیابح فیضہ الا قدس انہار الا فضال از دو دمان گرامی داند خانہ ان
نامی است عد فضائل عیم و جلال غمیش حد رقم نیست و شمار محاسبہ بزرگ و مکارم
مستتر گش اندازہ قلم فرود مہد از این عمار ہم از اطالت آبی است و در نہ بہین زبان الکن
نغمہ بر لب مرغ گلستان شگستے و بہین بیان گچ طوطی خوش لہجہ راز بان گفتار
بستی داستانہاے پاستانیان کہ بطراط تمام افسانہ گوش غالم است عمدہ ہکسان
فراموش میکرد و در حکایات ہشینیان کہ بصد شور و شغب ثبت جریہ روزگار است
سہو آیدانی آوردند با جملہ کلم مالا یدک کلمہ لا یتک کلمہ بندی ازان اشعار میرود کہ ہر چند
نظر بکلمات متوعد شاعری دون مرتبہ اوست اما چون سخن درین فن است اعراض

تا مستحسن زبان جاد و طرازش بحر را بر تبه اعجاز رسانیده و سخن و لیدارش طول را همپایه
 ایجاد گردانیده گوهر فاشی طبع نیسان بارش و امن دامن کان جواهر در جیب آستین
 مفلسان انداخته و کلر یزدی اندیشه بهار تبارش چمن چین ریاض جنت بچشم نظر گیان
 جلوه گر ساخته در جنب نفوذ آتش ماهتاب که بکیتای علم هست مانند ستارگان بتعدد
 مشهور و بضیای شمع فکرش ذرات نامحسوس جلوه خورشید رشتان مشاهد منظور
 در پیش چمن نیرنگی آرا آفریدی کم از سها و در بارگاه چمن خدیو فریدون سر خاقانی
 کینه چاکر اعنی سیک از وظیفه خواران خوان نعمت ادرت دایو نر اس سیک از
 غاشیه برداران میدان کرمات او دعوی گران بلند آهنگ همه دانی در حضرتش نعمت همجانی
 می سرایند و مدعیان طلیق اللسان به پیشگاهش لب می بندند و زبان با طهارت کفایت
 میکشایند باین همه صفات که مذکور شد بیک حرکتی فکر سخن نمی پردازد چنانچه
 اکثر کلامش بخوابش داعی آتم صورت ظهور گرفته و هم تدوین افکارش را فقیر باعث
 گفته دیباچه آن که ریخته خامه هست در آن بتفصیل این ماحول باز کرده ام و اکنون
 که التفات بنظم ریخته کمتر دارد گاهی گاهی که داد سخن سخن و سحر آفرینی میدهد بر جان
 در سب زبانان کنت با می نهند بر عم فقیر بقوت شاعری ایشان کم کس بر خاسته در هر
 جنس سخن آچنان مکانی دانی دارد که کس را در یک ضعیف هم میسر نیامده و با وجود
 تحالف لسانین بهر دو لفظ چند آن دستگا بهی نصیب او گشته که باز سیان از
 آن خودی نگارند و هندیان خود بشراف این نسبت چه ناز با که دارند فرد مناجاتیان
 بیخ خوان من اندر خراباتیان خود آذ آن من اند ملا ظهوری ترخیزی سه صد سال
 پیش این مبت گوئی در خصوص ایشان گفته و شاید که ترا ازین دراز نفیها اشتبا هی
 بخاطر زحل بر کثرت استلاف و التیام کنی یا ازین گفتگوها بی غرضی در میان دانی
 لابل بگذر از رتبه فیه اگر حلقه از فم خداداد داری یا و بدو انش نظر کن و بتصدیق و
 تکذیب من زبان انصاف بکش از روز ولادت الی حال سبب موافقت جهان آباد
 و اهل جهان آباد بسمتی حرکت نکرده بوصول یاران رنگین و بوصول شاهان شیرین

عمری خوش سیزارد دیوانش ملو از اصناف سخن است و مثنویات متعدد دارد کہ ہر یکے
شک گلشن است و غیرت چمن مکرر لحاظ شد و از ان احتساب یافت و ثبوت افتاد

اس نقش پاکے بجد نے کیا کیا کیا ذلیل
بجاؤں گا کبھی جنت میں میں بجاؤں گا
یہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا
محو مجسارہ نظر آ رہا جانان ہو گا
خواہش مرگ ہوا اتنا نہ ستانا ورنہ
کیا ستاتے ہو کہ ہی تجسرت جینا شکل
کیونکہ امیر وفا سے ہو تلسی دل کو
درد ہو جائے عوض ہر گ دیے میں ساری
اُن سے پریش کونہ دیکھے کوئی
دعوتے تکلیف سے جلا دے
خدا کی یاد دلا تے تھے نزع میں احباب
اصل کی شب شام سے میں سو گیا
ساتھ نہ چلنے کا ہسانہ تو دیکھ
دل لگانے کے تو اٹھائے منے
تو فلک مرگ ہم سے سب غافل
سوے صحیحہ پہنچا اُس کو سے میرے نقش پا
دما تو نکا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا
نفس جان تھا نہ نہلے دیت عاشق حیف
چھوٹا دام شکستہ سے بھی آسان نہیں
اکشتہ ناز بتان روز ازل سے ہوں مجھے
کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں

میں کو چہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا
اگر نہ ہوئے گا نقشہ تھا سے کھ کا سا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
آئینہ آئینہ دیکھے گا توحید ان ہو گا
دل میں پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہو گا
تم سے میرے ہم کرنے تو آسان ہو گا
فکر ہی کہ وہ وعدہ سے بشتیان ہو گا
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو دریاں ہو گا
تجسرت میری شرم نے رسوا کیا
روز جزا قتل پھر اپنا گیا
ہزار شکر کہ افسردہ بد گمان نہ ہوا
جسٹا بجز ان کا بلا ہو گیا
آکے مری نقش پہ وہ زد کیا
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا + + +
اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا
تھا یہی ڈران دنوں تو امر انجلائے تھا
کہ ہر بات میں نا صحت تھا را نام لبتا تھا
خون نہ ہا د سر گرون نہ ہا د ہا
میں گرفتار خیم کیوے صیسا در ہا
جسان کھنے کے لیے اللہ نے پیدا کیا
کسی نے نہ دیکھا تا شا کسی کا

وہ حساب رہا روزِ حشر بھی یہی ذکر
وہ کرتا ہر بیاک عاشق کشی یوں
اچھا ہوا یوں پار کا دلف دراز میں
ان نصیبوں پر کیا اختر شناس
مہ نوبتے ہم طول شہائے جدائی سے
یہ عذرا امتحان جذب لکھا نکل آیا +
روزِ جزا جو قاتل دیکھو خطاب تھا
پھرنے سے شام وعدہ ٹھکے یہ کہ سو رہے
وقتِ دل عہدے سبب آزدہ کیوں ہوئے
دیکھا نہ ہو یہ رشک و حید وہ بلا کہ آج
ہوں کیوں نہ محبتِ نیرنگاے شوق
کیا جی لگا ہو تذکرہ یار میں عبث
خود گلا کاٹ مواب جب کہ میں بے لہو
کیا گلے ہوتے گرا ورون پہ بھی رحم آجاتا
بہ خود تھے غش تھے خوش تھے دنیا کا غم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
دشنام یا رطیع حزمین پر گراں نسین
بد کام کا مال بُرا ہے جزا کے دن
میرے گھر بھی پھرتے چلتے نیکہن آجائیکا
واعظوتوں کو خلد میں لیجا میں گے کہیں
بوسے دم غضب لیے اٹھی تجھ تو دیکھ
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر
بر میں عدوے موئے نیل سے مری اٹھے

ہمارے عشق کا چرچا کہاں کہاں ہوا
نسین کوئی دنیا میں گویا کسی کا
لو آب اپنے دام میں صیبا آگیا
آسمان بھی ہر ستم احسا و کیا
کہاں تک پہنچے وہ سن روز افزون نہ ٹھہر گیا
میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
اہرام شکوہ ستم اضطراب تھا
یوں بھی تو ہر بین مجھے رنج و عذاب تھا
سنبھل کو تیری زلف کا سیاح وہاں تھا
جودل میں شعلہ تھا وہی آنکھوں میں آب تھا
ناصح سے بھلا آج تلک اجتناب تھا
اُن کو آسان نہوا جو مجھے مشکل نہوا
شکر صد شکر کہ میرا سارا دل نہوا
جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
جو دیکھا تھا تا مشا عمر بھر دکھ لا دیا
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
حالِ سہر تفرقتِ انداز دیکھنا
وہ مبارکبا داب کی یار ہر جانی ملا
ہو وعدہ کا فردن سے عذاب الیم کا
بل جو پڑا جبین پہ پتلا کولب ہوا
جو حادثہ بھی نہ ہوا تھا سوا ب ہوا
وہ کیا کہ سب کو جذبہ دل سے عجب ہوا

دکھلا رہے گی جلوہ نرکت کہ ہے اٹھین
 یہ زلف خم خم نہ ہو گیا تاب غیر ہی
 آغوش گور ہو گئی آخر ہو لہان
 دھو دیا اشک نہ است گنا ہو نکو مرے
 تھسار و زخمتیں عم شہماے دراز آہ
 اس حال کو پہنچے تے قصہ سے کہ اب ہم
 راز انسان زبان اغیار تک نہ ہو بچا
 یہ کاہ رہا رہے بھی ہیں کم اب کشش دل
 آغشتہ بخون دست کو کو پو پچھتے ہیں وہ
 چشمہ حیوان بنا اُس کے ہو نگی شرم سے
 ہٹ گیا ہو گا ڈو بیٹہ منہ سے سو ہیں کہیں
 یہ کسی سے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہ ہو
 سر نہ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہ ہوں
 نو فلک ہیں کیا کہے یہ نالہ آتش فشان
 ہجر تمان میں بچو ہی تو من تلاش نہر
 شوخ کتا ہے نہ حیا جانا
 شعلہ دل کو ناز تا بشس ہی
 کیا پوچھتا ہی تلخی آفت میں پسند گو
 بوئے سخن سے شاد تھے اغیار بے تمیز
 وہ ہنسے کے نالہ بلبل کا
 جلوہ دکھلائے ناوہ پردہ نشین
 آفرین دلیں رہی خنجر دشمن کے سبب
 وہ ہی خالی تو یہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

دشوار چاک پردہ سائل کو کھٹا منا
 تیرے جنون زدگی سلاسل کو کھٹا منا
 آسمان نہیں ہے آپکے بلبل کو کھٹا منا
 تر ہوا دامن تو بارے پاکہ امان ہو گیا
 طفلی سے ہو اختر شمری مشغلہ اپنا
 راضی ہیں گر اعدا بھی کریں فیصلہ اپنا
 کیا ایک بھی ہمارا خط یا رتک نہ ہو بچا
 مذکور کچھ ایسا پس چلون ہی ہمارا
 اُسے لطف جلا دین دامن چہ ہمارا
 پانی پانی بس کہ اعجاز سجا ہو گیا
 شب یہاں رہنے کا تیرے سین چرچا ہو گیا
 غصہ مہا کب ہوا ہر چند مہا ہو گیا
 آنکھ کی بتی جو تھی جادو کا پستلا ہو گیا
 ایک دشمن سے کھو یا اور پیدا ہو گیا
 غم بہ حیرام خوار تو گل نہ ہو سکا
 دیکھو دشمن نے تم کو کیا جانا
 اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
 ایسی تولد تین ہیں کہ توحبان گھا گیا
 اُس گل کو اعتبار نسیم و صبا گیا
 مجھے رونما ہے خنجر گل کا
 میں نے دعا کیا غسل کا
 اپنے قاتل سے تھا تھا کہ میں خاموش ہوا
 کا سہ عمر عدد حلقہ آغوش ہوا

کیا شاد شاد ہوں کہ وہ ہر حکام تر
مٹی ندی مزار ملک آکے اسپہ بھی
وہ تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہونی
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھ لے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق
چشم غضب سے شورو قتل کھل گیا
تارے آنکھیں جھپک رہے تھے
اس ضعف میں تو سینے سے آتا ہر لب تلک
اے ریز حشر کچھ شب عمران بھی کم نہیں
مانع قتل کیوں ہوا دشمن
تو جن آئین عبت میں کہ ہر سب جایز
خوارج رنکاب غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہر یک کہیں کہ تو غم جہان سے چھوٹ جا
تو بہ کمان کہ ورت باطن کے ہوش تھے
شوق وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر
زلزلہ مشکین میں کاسے کو رکھتے
نا آواز سے پر چھوڑا مشکل خار
جہان ہر شے سے اٹھٹھا لاش کو
بہرسل بیان کہیں تو ہمیں یہ کہ ہو وبال
اربان چھوٹ گئے گنا کہ شوق ہکنا رہیں
عسے نہ تو تو تم سے کیا کہتے ہیں بھلا
بیزار بیان سے جو نہ ہو کے تو مانگتے
اُس کو میں جا رہے ہوں مدد سے ہجوم شوق

میرے جو شور شون نے عدو کو مزا دیا
کہتے ہیں لوگ خاک میں اُس نے ملا دیا
خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
گو یا نہ وہ زمین ہی نہ وہ آسمان ہوا
تیرا میض عشق بہت ناتوان ہوا
جو بات دین تھی سولہ سہ عیان ہوا
تھکا بام پہ کون جہلوہ گرا ت
کہتے ہیں اپنے نالے کو ہم نار ساجت
بدنام ہو جہان میں تیری بلا عبت
جان ہی جائے گی ہمارے آج
حسرت حرم صبا و مزا میر نہ چھینچ
اب اور کچھ نکالے نواز کی طرح
کہتے تو ہیں بھلے کی دہ لیسکن بری طرح
غش ہو گیا میں رنگ سے ناب دیکھ کر
سو جھانہ کچھ سے شب مہتاب دیکھ کر
کیسا خبر تھی آنکھیں دنگاد ہو دل
خود اُچھ کر رہ گئے دامن میں ہم
اپنے پاؤں سے چلے فن سے ہم
تو من نماز قصر کرین کیوں سفر میں ہم
اگلے تھے گئے سے عبر کی تصویر اکثر ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
شاہد شکار توں پہ تری مٹی سے ہم
آج اذر و زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم

کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانوں میں ہم
 پھر کس کو گلے لگا لیں گے ہم
 تو ترسے لیے جلا لیں گے ہم
 ہوتے ہیں لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہیں
 اُس ستر کرنے اختیار اب ہمیں
 ہر حرام آگ کا عذاب ہمیں
 اے ری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں
 چارہ گر کیوں مجھے بخیر ہے ہم دیتے ہیں
 بد دعائیں ترے چہلوں کو جو ہم دیتے ہیں
 کہ فرشتے مجھے یاں داغ درم دیتے ہیں
 یا رہے وہ کچھ تماشائی نہیں
 عرض عاشق کے پذیرائی نہیں
 اگر کس کس کو ہو ہو بھی اگر فریاد بیکس میں
 مری جان کون ہو یہ کسی جھوٹی کھلتے ہو نہیں
 مار ڈالے کاش کوئی کافر ہو جو ہمیں
 پہلے مرتے ہی زندان سے سوسے صواب میں
 جانب چلوں نظارہ دم بدم کیونکر کر سن
 کہ روز پردہ حائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں
 آنکھیں ہیں کس کی فرش قری جلوہ گاہ میں
 پھینکا ہو جذب شوق نے یوسف کو جاہ میں
 وہ کیوں خریک ہوں مرے حال تباہ میں
 اتنا کچھ آگیا خلل اپنے سبب میں
 مجھ کو بھی کچھ مزا نہ ملتا تیری جاہ میں

کھا کھا کے زخم سولے ٹھک زار پر دینے
 خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
 اگر ہے دل غمیں نقشِ نغمہ
 اب دہو لے ملکِ محبت اس نہیں ہی ہو کو تو
 وہ جفاکش ہیں اے فلک کہ کیا
 اے تب جس دیکھ مومن ہیں
 لاش پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہیں
 کیا دوائے ہو تری رنجشِ نجا کا علاج
 کیا پڑی رہتی ہو اے پردہ نشین جون بہار
 شو نہ با قاتل بے در دے مانگتا کئے
 دیکھ مضطرب کیوں نہ بھیسے و شہنشاہ
 ہے دعا بھی نے اتر گویا گسین
 نہ میں اپنا نمل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری
 خرا بھو تو جان من وصالِ غیر پر ہر دم
 اگر یہی شوق شہادت ہو تو مومن جی سچے
 یا رتھے یادِ شمعِ جان تھے آہی چارہ گر
 اضطرابِ شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
 یہ نے تجھ اپنی بڑی گو گچی کو جھانکو تم
 ہر جلوہ ریز نورِ نظر گرد راہ میں
 مرت کیو دیر آنے میں کیا جانے کیا بنے
 جانے سے چارہ گر شبِ ہجرِ اینِ رت بلا
 ظالم وہ یوفا ہو عدو جس نے رشک سے
 شیریں پہ طعنِ تلخیِ سہ ماہ کس لیے

ہر دوستی تجو جانب دشمن نہ دیکھنا
 تانہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز میں
 اُن سے اب التفات کی غیر کوہن مشکا زین
 منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں
 کیا خوش ہوں کوے غیر میں گر نقش پا ہو
 نے التفاتِ جان جو عدوت سے سنی یہ یقین
 عجب رم یا بالِ عدو کو کیا کیا
 تاصح کمان تکا تری باتیں اٹھا سکوں
 عاشق کشی ہر شیوہ اگر وہاں سہی
 دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
 اگر یقینی دان دعا ہوتی ہرے تو میں قبول
 بسکہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار میں
 مرگ ہر اہلے عشق یان ہی ابتلاے شوق
 تھا فلق برہنگی دشمن جان شب فراق
 اُس بت کو ترکِ دین سے نہیں تو حسن اعتماد
 دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہنچا دیا
 میں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیر دنگی بات
 غیسے سرگوشیاں کر لیجے بھر ہم بھی کچھ
 نیم بسمل ہیں پھر لے قبضِ دل کہ الہی +
 لے اجل کاش اُلٹ جائیں شب ہجرانین
 محض قتل ہر مکتوب گنہ گاران کا
 آہرور بگئی مرنے کی کہ روئے تو ہیں وہ
 وہ ہر غلیم تو بھی تو یان نیند اڑ گئی

جادو بھرا ہوا ہر تھکاری نگاہ میں
 ہم نہیں چاہتے کمی اپنی شربِ دراز میں
 سن کے مرا سب لفظِ منتِ استرا ز میں
 اس بار ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں
 وہ شوخ جانتا ہوں کہ ثابت قدم نہیں
 ہم جانتے تھے وصل میں رنج و الم نہیں
 مجھ کو خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں
 سچ ہو کہ تجھ میں طاقتِ جور و ستم نہیں
 آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں
 بس کسی سے جان تھی اپنے کفن کی فکر میں
 جائیں گے کعبہ بھی طفلِ برہمن کی فکر میں
 دن جو رہے تھے عمر کی جیتے رہے مزار میں
 زندگی اپنی ہو گئی رخشِ بار بار میں
 کٹکے اپنے سر کو ہم بھیجتے ہیں کنار میں
 کیونکر نہ میں شرکایتِ اغولے دل کروں
 بخت تیرے عاشقوں کے نارسا کہنے کو ہیں
 ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں
 آرزو ہلے دل رشک آشنا کہنے کو ہیں
 روئے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہیں
 وہ دعائیں کہ تری حبان کو ہم کرتے ہیں
 سرِ قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہیں
 اشک شادی ہی سے گو جہنم کو کم کرتے ہیں
 یہ سوچ ہو گیا ہوا عدل کے خواب میں

ان نالہ ہاے شب کا اثر صبح دیکھو
کشتہ غیرت ترے پانی چوانے سے ہی غیر
بچا ہوں روز جزا دایہ ستم دیکھو
ہیں غیر مرے بھلنے سے خواہش
رہا اس سے ہر مثل شعلہ و شمع
اس کو میں بچھوڑ جائے مجھ کو
اس نام کے صدمے جسکی دولت
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہو نہیں
جزئہ سپہرین مرے دشمن تو اور بھی
پانی کے بدلے برے گی آج آگ پر سے
شبنم خراب ہر دو کتان سینہ چالاک
کیسے کھلے رقیب کے کیا طعن افر با
نہیں منظور اگر الوہوسی کا شکوہ
رشک سے جلتا ہوں روز لے شمع ہار عام میں
یاد دلوادی پیش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس میں مرے ذکر کے آتے ہی اٹھتے وہ
اس غیرت ناہید کی ہر تان ہو دیکھ
وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
پسے کی جگہ آنے لگا خون
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتیں +
ہمارا غش تو کیا مر جائیں تو بھی
وزرات فکر جو میں یوں بیچ اٹھا ناگب تلک
مومن تم اور عشق بتان لے پیر مرشد خیر ہو

ایا خلل گراؤں ستم آرا کے خواب میں
مرے دم پاتا ہوں ذوق خون دشمن کین
لب از ملتے ہیں جب وقت امتحان نہیں
گو یا کہ میں آن کا مدعا ہوں
مرحباؤں گرا ایک دم جہا ہوں
ہر چند عدو کا نقش پاتا ہوں
مومن رہوں اور بتوں کو چاہوں
جتنے وہ زحج اب ہیں ہم شرمسار ہیں
لیکن بڑے غضب ہیں دو تین چار ہیں
اٹھتے چاری قبر سے بھی کچھ بخار ہیں
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہیں
یہاں ہی جی بچا ہے تو باتیں ہزار ہیں
غیر کو تم مرے اشعار سناتے کیوں ہو
دن کو ہر تجر و ہی صدمہ جو تجربات کو
مرے ہنس دیکھ کر چین ہاے بسترات کو
برنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
شعلہ سا چمک جائے ہو آواز تو دیکھو
تھکائی خاطر ناہم بان کو
چھپاؤں کس طرح و حشم انسان کو
نہ پائیا محرم اپنے راز دان کو
لکھنے لے طرہ عجب نشان کو
میں بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور مٹھ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا دس لے
یاں وصل ہو تافی سحران میں لے فلک
جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھ ساتھ
سنگ اسود نہیں ہو چشم بتان
شکست رنگ پہنستے ہیں پہنستے ہیں ہم بھی
مجھے تو کہتے ہو موت دیکھ میرا جانب تو
کچھ شورِ محبت کی تولدت ہی نہ ہو چھو
اُٹے وہ شکوہ کہنے ہیں اور کس ادلے کے ساتھ
نے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا مذکیتے
اُسکی نگلی کہاں یہ تو کچھ باغِ خلد ہو
تھے وعدے کچھ آئیسے خوش یہ خبر تھی
میں اپنے گریہ کے ٹکڑوں کا ہوں پرو
ہو دست مری بغض کی نف سے یہ بیضنا
ہر کام و داعیہ کلا کاٹ رہے تھے
جون شاخ گل لے جوشِ جنون زار ہوں یعنی
ہم اور یہ بدعتِ پیشِ دل کے سبب سے
لے جامہ زیب میں ہوں وہ جنون کہ قس کا
میرا قلق بھی قبلہ غاسے نہیں ہے کم
جس بنا ترابون میں بھی ناثر کر گیا
منظورِ نظر غیبِ سہمی اب ہمیں کیا ہو
بس بس کمر و بات کہ باد آئی ہو جگو
تو بہ گنہ عشق سے فرمائے ہو واعظ
ازردہ حیرانِ ملاقات نے کیا

مجھے بیان کیجئے عدد کے پیام کو
کیون سوچتا ہوتا زہِ مستم انتقام کو
پھر کون وارثوں کے سنے اذنِ عام کو
بوسہ مومنِ طلب کرے کیا اٹھنے
دکھائیں گے اُنھیں وقتِ خمار آئینہ
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
ہو آپ کے بھی حسن سے کتنا نکلیں یہ
برطانتی کے طعنے میں عذر جھٹلے کے ساتھ
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی ہلنے جیا کے ساتھ
کس جا یہ جگو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ہو اپنی زندگی اُسی پوراس کے ساتھ
چلتے ہیں جنوں میں مرے بالون سے سولہا تھ
یہ مجھ کو نازہ مسحا کے لگا ہاتھ
کیا لھنیجے دامن کو ترے کام میں بھا تھ
جب چاک ہو اجامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا تھ
بھٹ جائے سینہ میرے گریہ کے جوڑ دیکھ
یاد نہیں تھے تو ذرا اٹھ کر کو موڑ دیکھ
مومن یقین نہیں ہو تو پھر کو بھوڑ دیکھ
بید تری آنکھ سے دل پہلے بھرا ہو
ناصح سے جو کچھ بخود ہون میں بھی سنا ہو
یہ بھی کہیں دلی کی گنہ گار ہوا ہو
یعنی کہ نہ ملنا ہی نہ ملنے کی سزا ہو

پر ہر سہمے اُس کے گئی بیمار ہی دل آہ
 مین ترک و فاسے بھی وفادار ہوں مشہور
 مومن نہ سہی ہو سہ پا مجھ دہ کر سن کے
 خوشی نہ ہو مجھے کیونکر فضا کے آنے کی
 ہوا ایک خلق کا خون سر پہ اشک خنکے مے
 کچھ کے اور ہی کچھ مر جلا میں لے نا صبح
 مین اگر آپ سے جاؤں تو قرار آجائے
 کر دیا اور بھی لے جوش جنون خوار و ذلیل
 باندھوا بچارہ گرو چلے کہ وہ بھی شاید
 ٹھہر جا جوش تیش ہو تو تڑپنا لیکن
 فساد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر
 مت کر دکنکھی نہ یہ دزد حنا
 کر نصیحت گر مین سچ ہوں سادہ لوح
 وعدہ کر کے وہ نہ آئے نامہ بر
 جا بجا ہنرین ہن جباری مین نے اشک
 لاخیر لیے زندگی شکل ہوئی
 گر علاج جوش و حشت چارہ گر
 پھٹ کے ہو کان ملاحیت لون کیا
 حسن روز افزون پہ غرا کس لیے ماہر د
 پونچھے آنسو دار نیک کیا گردن اب ہائے
 اب تو مر جانا بھی شکل ہی ترے بیمار کو
 بند گو یہ تو ہی فرما کس کو سودا ہو یہ کون
 مشکوہ دشمنی کر مین سے

بیگانگیوں مین بھی عجب ر بطر ہا ہر
 کین سہتے جیسے دشمن ارباب دفا ہر
 وہ بخت جو اور دن کا تو اپنا بھی خدا ہر
 خبر ہوش پر اُس بیو فاسے آنے کی
 سکھائی طرز اسے دامن اٹھا کے اینکی
 کہا جو تو نے مین جان جلے آنے کی
 پر یہ ڈرنا ہوں کہ ایسا نہ ہو یا ر آجائے
 جسے ایسا ہو کہ نا صبح کو بھی عار آجائے
 وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے
 چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
 کیا خون دیدہ خوشبار سے
 دل حید اے طرہ طرہ سے
 تو سبجے گی خوب اُس عیار سے
 تو بنے پوچھا ہوئے گا نکرا سے
 پونچھے ہوں گے دامن کسار سے
 ہو گر ان تر جان جسم زار سے
 لادے اک جنگل مجھے بازار سے
 خود لپٹ جا سبب افکار سے
 پونہ لکھتا جائیگا جیسا کہ بڑھتا ہے ہر
 داغ میرے خوف کا دامن سے چھوٹا جائے ہر
 ضعف کے باعث کمان دنیا سے اٹھا جائے ہر
 اور کی سنا نہیں اپنی ہی بکٹا جائے ہر
 وان شکایت ہر دوستداری کی

تاب نظارہ نہیں آئیں نہ کیا دیکھنے دون
 غور سے دیکھتے ہیں طوف کو آہوے حرم
 ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
 تم اٹھ گئے محل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
 لئے پردہ پس جلون یکبار تم آئیٹھے
 کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چٹناک ہو
 کہتا ہو مرے آگے وہ بچہ عدو غش ہو
 پامال اک نظر میں تدرار و ثبات ہو
 پیغام بر رقیب سے ہوتے ہیں مشوئے
 چھٹ کر کہاں اسیر محبت کی زندگی
 کیونکر خدا کو دون کہ بتوں کو ہی احتیاج
 جسکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہو
 لذت مرگ سے بھران میں دعا ہو کہ خدا
 جو مر جاتا تو یہ دکھ کا ہے کو سہتا اگر زمین
 اگر تصور سے ہو ہم بزم تو بیتاب رہے
 عیش میں بھی تو بھاگے کبھی تم کیا جانو
 بخت بد سے یہ ڈرایا ہو کہ کانپ اٹھتا ہوں
 ذکر کر بیٹھے بڑائی ہی سے شاید میرا
 سنا اسے مرانا لہ آخر بھی کچھ ہوا شاید
 نگرانی تھی نصیحت اس کے بیٹھے پر قیامت کی
 خیال خواب است ہی علاج اُس بدگمانیکا
 کیون ہو رنگ زرد پر گلگونہ اشک سنج کا
 میسر ہی تفسیر رنگ کو مت دیکھ

اور بختا میں گئے تصور جو حیران ہوئے
 کیا کہیں اُسے ساک کو چہ کے قربان ہوئے
 ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہے کہ ارمان ہوئے
 سایہ سے مرے دشت سے رشک پری اتنی
 ہر تاب نظر کس کو کیوں جلوہ گری اتنی
 یا خوش تھی وہ کچھ یا بد نظری اتنی
 ہو ہو مری الفت سے ہو بختی اتنی
 اُس کا نہ دیکھنا گمہ التفات ہو
 سنا نہیں کسی کی یہ کہنے کی بات ہو
 ناصح یہ بسند غم نہیں قید حیات ہو
 تو سن یہ نفت دل زر جانکی زکات ہو
 کچھ گمان اور ہو و حڑ کے دل بونے
 یہ مرا ہونہ نصیبوں میں کسی جیس کے
 گمنا میں تو شاید دشمنوں کی بد دعا لگتی
 کس قدر وہ مے ملنے سے حذر کرتا ہو
 کہ شب غم کوئی کس طرح کرتا ہو +
 تو کبھی لطف کی باتیں بھی کر کرتا ہو
 اب وہ اختیار کی صحبت سے حذر کرتا ہو
 کہ دشمن کہ گیا بیفائدہ کیون غل بچانا ہو
 عجیب فتنہ ہو نا صحیح بھی کہ یہ فتنہ اٹھاتا ہو
 وہ کافر کو رہن تو سن مرا سنا اٹھاتا ہو
 کس سے ملنے لگی رکت ہمارے کی
 جسکو اپنی نظر نہ ہو جائے

کہ فغان ہے اثر نہ ہو جسائے
 وہ مری گور پر نہ ہو جسائے
 مفت جی کا صبر نہ ہو جائے
 کہ اب ہو س کے بھی اعلیٰ ہوا ہوں گدے
 کہ جس کی ذلت و خواری سے تم کو شان گی
 آسمل بھی کر کے نجات کا امتحان گی
 رنگ کیسا مری تصویر میں بزا د بھرے
 عاشق ہوئے ہیں وہ مرے آزار کے لیے
 تجویز نہ ہر ہر ترے بیمار کے لیے
 ملائے خاک میں یہ تو بھی شکر آسمان تجھے
 خدائے واسطے ذکر سنا ہے بتان تجھے
 نہ آئے نقش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی
 ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر و بال تو ہی
 اب نگے ہو نہ ہو امید افضال تو ہی
 حسین ہو چکی جب نہیں ہو چکی
 مری قسمت لے شانہ بین ہو چکی
 وہ طاققت بھی جان حزن ہو چکی
 ورنہ ایسا بھی کہیں رنگ حسا ہوتا ہی
 وہی کہوے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
 لب ہلانے میں ترے کام مرا ہوتا ہی
 عیش دوستی تم کو دشمن سے ہی
 جھسل سامری چشم برفن سے ہی
 کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نگرین گے

بات نا صحت کرتے ڈرتا ہوں +
 اسے قیامت نہ آئی جو جب تک
 رشک دشمن کا فائدہ معلوم
 وفائی غیرت شکر جھانے کام کیا
 ہنسو نہ تم تو مرے حال پر میں ہوں وہ دلیل
 میں اور اسکو بلاؤں گا روز حشر میں لو
 وہ بد دم رنگ ہر تغیر را حیران ہے
 دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
 لے تو ہی بھج دے کوئی پیغام تلخ آب
 عدو اس اوج پر شاکی ہو شاید غصہ آجائے
 عذاب ایزدی جاننا ہی مانا بس اب تو میں
 اجل سے خوش ہوں کسی طرح ہو وصال تو ہی
 کہاں تک گلہ ہے تغافل متاں
 جھانے یا کو کو پناہ ملے اپنا
 تسلی دم واپسین ہو چکی +
 وہ ہمہ دوش ہو گا بھی تو غیر سے
 خیال اجسل سے تسلی کروں
 چشم خونبار مرے آپ نے تلو و نئے ملے
 ہو گئے آزدہ پشیمان ہوں کہ میں جس سے کہوں
 جان بلب ہوں خبر وصل نہانے قاصد
 وہ بہ خواہ مجسا تو میرا نہیں
 کھلائے نہ کیوں سہمہ گو سالہ کو
 کیونکر یہ کہیں منت اسدا نگرین گے

نہیں ہنس کے وہ مجھے ہی ملے قتل کی باتیں
 اگر ذکر و فاسے بھی غصہ ہو تو اب سے
 نوبہ ہو کہ ہم عشق بتوں کا نگر بن گئے
 اگر حسن کلمہ سوز نے پھر آگ لگائی
 تہی بدگمانی اب انھیں کیا عشق حور کی
 بیسزار زندگانی کا جینا محال تھا
 واعظ کے ذکر مرقیات کو کیا کمون
 رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہو
 آئے وہ دست غیسر میں دیے ہاتھ
 مر گئے پر ہر پنجہ سرد سیاہ
 روز جزا ندے جو مرے قتل کا جواب
 کچھ بھی کیا نہ یار کے سنگین دلی کا پاس
 اُن کو کسان ہو گلا چین زلف کا
 لشک پر ہی کے سے عدو کے یہ وحشتیں
 یار ب انکا بھی جنازہ اُسٹھے
 شہرہ روکتے ہیں اغیار کو وہ
 جان گئی پر نہ گئی جو رکشی
 اب یہ صورت ہو کہ اسے پردہ نشین
 جان سے جاتی ہیں کیا کیا حسین
 اس دہن کو غنچہ دل کیا کمون
 ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
 شب جسم دین کیا ہجوم بلا ہو
 نہیں یا صنم مومن اب کفر سے کچھ

اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نگرین گے
 گو قتل کا وعدہ ہو تھا ضائع نگرین گے
 وہ کرتے ہیں اب جو نکسا تھا نہ نگرین گے
 کیوں اب ہم تنہا سے ٹھنڈا نگرین گے
 جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
 وہ بھی ہماری نفس کو ٹھوکر لگا گئے
 عالم شب وصال کے آنکھوں میں جھا گئے
 میں نے ہی تم سے یو فانی کی +
 اس ٹوٹی لٹکتے پانی کی
 اب تو قلع نہیں رہا پانی کی +
 وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہو
 سب کاوش رقیب نکالو کہن سے ہو
 خوشبوداں زخم جو مشک خن سے ہو
 نفرت بلا تھیں مرے دیوانہ بن سے ہو
 یار اُس کیسے اٹھاتے ہیں مجھے
 اپنے نزدیک جلاتے ہیں مجھے
 بیچارہ مردن بھی دباتے ہیں مجھے
 سب احباب تھپانے ہیں مجھے
 کاش وہ دل میں بھی آنا چھوڑ دے
 ڈر لگے ہو مگر انا چھوڑ دے
 مجھے تو دامن چھٹا نا چھوڑ دے
 زبان خشک گئی مر حبا کہتے کہتے
 کہ ہو ہو گئی ہو مر کہتے کہتے

<p>گر ہو خط کتاب تقدیر سے بات بگڑی میسر ہی ہی تقدیر سے سر کٹائے کہ ابو جنگ پر تقدیر سے فائدہ صرف تکرر کی بھلا عمر سے دیکھنا بھی چھٹ غسانے سر نہ تغیر سے نو جو جلوے ملاو رنگ کی تغیر سے اک جهان دیران ہو میرے نام کے تغیر سے ابو باندھو لکھنا میں نا صحت اس کو بھی زنجیر سے ہو گئی کتنی مری نام آور ہی شہر سے دونوں کا دم ناگ میں ہو موت کی تاخیر سے تھا شگون ہی مدعا یاں نامہ کی تحریر سے کچ گیا سینے پہ نقشہ غیر کی تصویر سے حلقہ ماتم میں آئے حلقہ زنجیر سے لوہم اچھے ہو گئے در مان نے تاخیر سے مل گئے ہم خاک میں عسرتی تاخیر سے</p>	<p>وہ مٹا دے نامہ مضمون وصل یوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا دو سونے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے کام جزا الفت نہیں لے کا تب اعمال بان لے فنو مگر چشم جاوہر نہیں چلتا اعل حسن کی نیرنگی نے کم نہیں ارزننگ عشق ہو گئی ساری زمین صرف حروف نور تم کیوں کہا تھا یہ کہ بکتے بکتے سر پھر نے لگا کہتے ہیں سب یہ رہا آوارہ بعد قتل بھی اُن کو جلد می جانے کی جگو عذاب جانلی میسر سے لکھ کو مٹایا آپ نے اچھا کیا ایسے نازک کے شمایل کیوں نہ دلیں نقش ہو لے جنوں اپنی اسیر ہی بعد مردن بھی رہی نالہ ہائے بلاتوس نے کھو دیا آزار سوز بزم دشمن سے نہ اٹھے وہ کسی تدبیر سے</p>
مہر مخلص رجب بیگ از فکرت ادرست	
<p>آیا ہوا حسن لب نازنین مجھے</p>	<p>بن جان بلب ہوں رونے لے نکتہ صحن مجھے</p>
<p>مہر مخلص منشی مہر چند دطن اقامت نے فرخ آباد دست پشیر در لکھنؤ و اکبر آباد بسبر دہ عمرش صرف پیشکاری تحصیل مواضع مختلفہ نمودہ ادرست</p>	
<p>ہو پختا ہو ایک دم میں باس میرے پر لگا تھا خواب میں کھینچے ہوئے تلوار کو فی شخص ہم خیال وصل جانان بشر باندھا کیے بولتا ہی نہیں کہتے ہیں بڑی دیر ہوئی</p>	<p>لے کمان ابرو جہان جاتا ہوں دان بترنگ نیست آگئی ابرو کے تصور میں جو محسوس یہ تو اپنے خواب میں بھی بر نہ آئی ابرو سر ملین چشم کے بیمار کی لے جلد شہر</p>

مہلت تخلص مرزا علی از لکھنؤ است عرض سخن با جرات کرده نوشته اند کہ دیر ا
 با علی نقی عشر منازعت اتفاق افتاد ہر دو بر کشتن ہم را ضی شد ند از دست عشر نزع کار
 باور سید با اصرار پر سندگان نامش بر زبان نیاورد و این قصہ را بہ عشر داشت و بہمان
 صدمہ روحش کالبد خاکی را گذشت و بہت

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ پیش
 میر تخلص افصح فصحا شعر استخوار عالی مقام محمد نقی نام از اہل اکبر آباد خواہر زادہ
 سراج الدین علی خان آرزو دست لطافت با طبعش ہمزاد است و با کلامش حرف غیر زمزم
 بلبل و فغان خاد طوطی ناطقہ شکر بارش رونق باز از عبادل شکستہ و صفرا مہ گلستان
 نگارش نالہ بر لب مرغ بہستانی بستہ صفحہ خیالش بجلوہ ریڑی لالہ عذاران افکار
 و لادیز چون اندیشہ عاشق قطعہ گلزار است در شمعہ قلمش در شگفتانیدن گلہائے
 مضامین نازہ ہر رنگ آبرو بہار صد آہ دردناک بتاثر یک مصرع او نیست و ہزار
 عزائم تیغ ہم فنون نیم پیش کو حلاوت بخشش بحکم مشتاقان گوارا تر از اشد
 لعل شکر بار است و نمک گفارش بہذاق شوریدہ طبعان با مزہ تر از بستہ قسم
 و لہذا نظمیں اگر سحر است سحر جلال است و فکرشش اگر از قوت بکتبی است
 از چہ عجز از مثال بانفون نظمیہ ربط نام دارد لاسیما در غزل سرائی و ثنوی گوئی
 گوئے سبقت سیر باد بہت و بلند کہ در کلامش بینی در طب و بایس کہ در بیا نش
 بنگرے نظر نگنی و از نظرش نیفلنی کہ گفتہ اند فہم و شعر گر اعجاز باشند بلند بہت
 نیست + در بدیضا ہمہ انگشتا یک دست نیست + و پنجے سخن در میناب تحت ترجمہ
 مزار فہج سودا گذشت و بغایت چیدہ و سمرہ است فلیتذکرش دیوان رنجیہ باصناف
 سخن نظم کردہ سدس کہ بمضامین و اسوخت گفتہ غازہ شہرت برود و از انتقام
 شاعری در قصیدہ فکر خوشی نداشته چندا نکہ غزلش بلند مرتبہ تر است بچہان
 قصیدہ اش بہت پایہ تر در بد و حال بشا بہمان آباد آمد و شمع نیافتہ ناکام
 برگشتہ در لکھنؤ میگزرا نیند و ما محتاج از سرکار نواب وزیر الممالک بساوری یافت

ہمدان جا سیر ملک عدم شناخت یواہا لیش ملاحظہ شد و ازان انتخاب افتاد و درینجا بقلم آمد

ہمارے آگے تر اجب کسی نے نام لیا
غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
حسن تھا اُس کا بہت عالم فریب
یا د اُس کی اتنی خوب نہیں سیر باز آ
اتنی گدڑی جو ترے بحر میں سوا کے سبب
چشم خون بستہ سے کل ات لہو پھر ٹپکا
آیا تو اسی وہ کوئی دم کے لیے لیکن
مسجد میں امام آگے ہوا آج وہاں سے
اُٹھا ڈپڑ گیا جو ہمیں اُسکے عشق میں
تو وہ متاع ہو کہ پڑی جس کی بچہ نگاہ
آنکھو غین جی مرا ہو ادھر دیکھتا نہیں
ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف لے سیر
خدا کو کام تو سوئے ہیں میں نے سب لیکن
دل کی کچھ قدر کرنے رہیو تم
فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانیکا
دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
عاشق ہیں ہمتو میرے اس ضبط عشق کے
قاصد جو وہاں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
کسی عاشق کا ترے سچے چہرے ناخن کا خراش
کیا ہو گلشن میں جو محسوس میں نہیں
دل دینے کی ایسی حرکت اُسے نہیں کی
اہم خمد دل ہیں تجھے بھی نازک مزاج تر

دل ستم زدہ کو ہم نے تمام تمام لیا
دل کے گجانے کا نہایت غم رہا
نخط کے آگے پر بھی اک عالم رہا
نادان پھر وہ جی سے بھلا یا بخسائے گا
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا
ہم نے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا
ہوٹوٹوں پہ جب نفس باز لبیں لٹکا
کل تک تو بھی تیرے خوابات نشین تھا
دل سا عزیزِ جحان کا جنجال ہو گیا
وہ جی کو بیچ کر بھی خسریا رہ گیا
رہتا ہوں میں تو ہائے بے صدف نگاہ کا
پر ترانا نہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
رہے ہو خوف مجھے دانگی نے نیازی کا
یہ ہمارا بھی ناز بہر در تھا
ستم شریک ترانا زہر زماں نے کا
اب جس جگہ کہ داغ ہو یاں پہلے درد تھا
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
خطِ تقدیر کے مانند مٹایا نہ گیا
داغ دل دیکھے کس جس دیکھا
جب تک بیٹے گا تیرے شیمان رہیگا
تو رہی جڑ چھائی تو نے کہ یاں جی نکل گیا

مستی میں چھوڑ دیر کو کعبہ جلا تھا میں
 علاج کرتے ہیں سوداے عشق کا میرے
 کیسا چن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہو
 انکھیں خراپوں نہ ٹک ابر بہار سے
 کھٹ جانان سے ٹک ہر ہائی میر کوئی ہو
 تیرے کو چہ کے رہنے والوں نے
 حال بد میں مرے ذرا آ کر
 شہرہ عالم اُسے میں محبت نے کیا
 ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن لے فنا
 دل غزاق و حسرت وصل آرزوے شوق
 جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہر وہ زلف
 ہر زخم جگر داؤد عشرے سے ہمارا
 جاتا ہر یار تیغ کفن غیر کی طرف
 بھٹی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
 ز خون ہو انکھوں سے بہا اور نہوا دل غ
 سخت کافہ تھا جس نے پہلے میر
 جہانے فتنے کو خالی کبھی نہیں پایا
 سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
 دل میں کتنے مسودے تھے ولے
 سچ گردان ہی میر ہم تو رہے
 اب تو جاتے ہیں میر کے لیے میر
 سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اُسی گھڑی
 پھر آج میر سجد جا مع کے تھے امام

لفزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا
 خلل پذیر ہوا ہی دباغ یاروں کا
 چاک نفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
 میری طرف بھی دیدہ خوشاں دیکھنا
 اچنبھا ہو جو اُسکے ہاتھ سے رنگ خاچو
 یسین سے کعبہ کو سلام کیا
 آپ کو سب میں نیک نام کیا
 در نہ مجنون ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا
 اُس شوخ کو بھی راہ نہ لانا ضرور تھا
 بن ساتھ زہر خاک بھی ہنگام لے گیا
 کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا
 انصاف طلب ہر تری پیدا دگری کا
 اے کشہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
 کیا جانے کہ حال نہایت کو کیا ہوا
 اپنا تو یہ دل میر کسی کام نہ آیا
 نہ ہب عشق اختیار کیا
 ہمارے وقت میں تو آفت زمانہ ہوا
 لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
 ایک پیش اُس کے روبرو نہ گیا
 دست کو تارہ تا سبوتہ گیا
 پھر ملین گے اگر خدا لایا
 جب سن کے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا
 داغ شراب دھو تے تھے کل جانا زکا

کلبے کو میں نے تیر کو چھڑا کہ اُس نے آج
شب میکہ لیے وارد مسجد ہوا تھا میں
اپنا بھی قصد تھا سر دیوار باغ کا
مستی میں لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
حسانہ خراب میسر بھی کتنا غیو تھا
کہ کم اٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کتنے تو بویون کتنے یون کتنے جو وہ آتا
آوار دل نہیں ہو کسی دین میں درست
اُس سے دلے خرابی ہوئی لے عشق دریغ
میسرا ہی مقصد عمل تھا
پیشمان ہوا دوستی کر کے میں
اعجاز منہ تکتے ہو تے لب کے کام کا
رفقہ بہن جو آئے ہو سوتیر میں بندھا
کیونکر گلی سے اُسکی میں اٹھ کے جلا جاتا
کتنا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
ہم کوئے مغان میں تھے ماہ رمضان آیا
کھلانے میں جو بگڑی کا اُسکے بیچ لے سیر
ڈرتا ہی میں رہا کہ پلک کوئی گر جانے
دور بہت بھاگو ہو مجھے کیسے طریق غزلو کا
عشق ہائے خیال پڑا ہو خواہ گیا آرام گیا
ماہ اُس کو کتنے سارے شہر میں
نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا
مردانے پر کھڑا ہوں کئی دے بار کے

یہ درد دل کہا کہ مجھے دردِ سر رہا
پر شکر ہو کہ صبح تلک بخیر رہا
نوڑا ہی تھا قفس کو کہ صبا د آ گیا
لے اہل مسجد اس طرف آیا ہو نہیں بہکا ہوا
مرتے ہوا پر اُس کے کبھی کبھہ جا پھرا
کاش یکبار بہن منہ نہ کھایا ہوتا
یہ کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نکھا جاتا
کیا جانے ان بتوں نے ستم کیوں دلا رکھا
تو نے کس حنائے مطبوع کو دیران کیا
بچوں کے دماغ میں حائل تھا
بہت محسوس ارمان تھا چاہ کا ++
کیا ذکر بیان سیح علیہ السلام کا
کیسا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
یاں خاکین ملنا تھا لو ہو میں ہسانا تھا
کل تیر کھڑا تھا یاں سچ ہو کہ دانا تھا
صد شکر کہ مستی میں جسانا نہ کہاں آیا
سمندِ ناز بہ اک اور تازیانہ ہوا
آنکھوں نے رات اُس کے جو تلبے نکالیں
وحشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھوں والو کا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہو صبح گیا یا شام گیا
عجس کو شکل منہ دکھانا ہو گیا
ہاتھ جب تک مرا تسلیم ہوا
حیرت نے حسن کی مجھے دیوار کر دیا

کاش اُس کے دو بروکر بن جکوشتر میں
 پھر نہ آئے جو ہوئے خاک میں اُسود
 ہم تو آگے ہی مر رہے ہیں میسر
 تو کر ہوئے ہیں عشق کی گرمی سے خار جس
 میسر سے رنگ مزاج پر فرہاد
 دو قدم ساتھ جازیکے نہ آیا وہ میر
 جاتا ہے آسمان لیے کوئے سے بار کے
 جیمن تھا اُس سے ملے تو کیا کیا نہ کیلے میر
 مرنے والوں میں تو آدم خاکی کی شان پر
 قیامت تھا آسمان اُس شعلین پر
 ہر گام سدرہ قحی بنخانہ کی عبت
 مرگ اک ماند کی کا وقفہ ہو +
 ضعف یاں تک لچکا کہ صورت کر
 میسر صاحب ہی چوکے اسی بد عہد
 تناسب پہ اعضا کے اتنا بخت
 کچھ ہو رہی تھا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
 کچھ ہی ابر قبیلہ چلا خانقاہ پر
 منتظر قتل کے وعدہ نیکا ہوں اپنے یعنی
 حالانکہ ساری مایوس گذری تیسر
 اب اُسے غم سے جو کوئی جاے سوکھائے
 دل لگا ہو تو جی جیسے اٹھا
 شاید کہ دیوے زہمت گلشن ہوں بقر
 رسم گرے اُس کے در ہی پر مر کر

کتنے مرے سوال ہیں جبکہ انہیں جواب
 غالب از رزمین میسر ہو کر ام بہت
 تنج کھینچے چہرے ہو یا رعبت
 بجلی بڑی رہے ہو مرے آشیائے نیچ
 رکھتے تیشہ کے ہو یا استاد
 جساٹا تھا کہ اسے ہو میری زلفاں پر
 اتنا ہو جی بھر اور دو دیوار دیکھ کر
 پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھ کر
 اللہ رے دماغ کہ ہے آسمان پر
 کہ تلوار میں چلین ابرو کے چین پر
 کبھی تلک تو ہوئے لیکن خدا خدائے
 یعنی آگے چلین گئے دم لے کر
 رہ گئے ہاتھ میں فلم لے کر
 ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر
 بگاڑا تھے خوبصورت بنا کر +
 آیا ہو اب مزاج ترا امتحان پر
 سو فی ہوا کو دیکھ کے کاش کے راہ پر
 جیتا مرے کو رہا ہو نہ گنہ گار سنہوز
 کیا کیا رکھے ہیں اس کے امید و آرزو
 بانی نہیں ہو چھانی میں اپنے تو جاے داغ
 موت کا نام پیار کا ہو عشق
 میرے قس کو لے تو جلو باغبان تلک
 اور کوئی دفن کرے کیا خاک

ہووے معلوم انتہا کیا خاک
 اے گلزارِ دشن بجو سمجھ کر بے گل
 گئے گزرے خضر علیہ السلام
 لگتے ہی جیکے مر گئے ہوتے ہلاتے ہم
 مقدور تلمک درپے آزار رہو تم
 اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم
 عاقبت بندہ خدا ہن ہم
 سچ یاں ایسے تو ہنگامے ہو اگر تے ہن
 دل اُس سے دم کے لیے مستعار لایا ہوں
 ابھی تو اُسکی گلی سے بچا ر لایا ہوں
 میسر جی یونین خوار ہونے ہن
 نظر آہی رہے گا کوئی دم میں
 صفت ہر سیر کھچر عالم ایجا نہیں
 رہا ہو ایک رمق جی سو کیا نثار کریں
 نام کو ہم بھی بار رکھتے ہن +++
 پوچھنے والے جدا جان کو کھاتے ہن
 جس زخم کو چھڑون ہون پرکان نکلے ہن
 کار و فائتہام کیا ایک آہ میں
 ہین آکے اُس کے قدم دیکھتے ہن
 یوں نکرنا کھتا پائیک سال ہمیں
 وقت مٹنے کا گردِ حسل ایام نہیں
 اسیر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہوں
 بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں کھین

سب موے استدائے عشق ہی میں
 سو جی سے غنڈ لب خریدار اُسکی ہو
 اگر راہ میں اُس کی رکھتا ہو کام
 ہوتا نہ دلا کوئیہ سراجام عشق میں
 جی جانے کسی کا کہ رہے تم کو قسم ہو
 اُس کے کوچے کی خاک لاکھن گے ہم
 لے ہوا اس قدر جفا ہسم یہ ++
 اُسکے کوچے میں نکر شور قیامت کا ذکر
 نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ میں
 چلا نہ اُٹھکے دہن چکے چکے پھر تو میر
 اس کے نزدیک کچھ نہیں عزت
 کہوں کب تک دم آنکھوں میں ہر میرا
 سچ عزت تو نہ خاک بھی ہو پوچھگی بہم
 ہین تو نزع میں شرمندہ آکے بنے کیا
 فرنگہ فی پیام و نذر وعدہ
 ایک بمبار جدائی ہوں میں آبی تیر
 کیا تیر ستم اُسکے سینے میں بھی ٹوٹے تھے
 مانند شمع ہم نے حضور اپنے بار کے
 جوئے اختیار یی ہی ہو تو مقاصد
 خوش نہ آئی تھساری جال ہمیں
 دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
 اک وہم نہیں بیش مرے ہستی ہو ہوم
 جھانیں دیکھ لیاں ہو فائیاں دیکھیں

ایک سب آگ ایک سب بانی ++
 مدعی جلو کھڑے صاف بڑا کتے ہیں
 ابکی ہمت صرف کر جاؤں سے جی اُٹھے مرا
 عشق کا کھسکا ہوا سر سے آباد
 نازک مزاج آب قیامت بن تیر جی
 کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں
 سب گئے دل دماغ و تاب و توان
 جلنے ہو جی نجات کے غم میں
 کرتا نہیں قصور ہمارے ہلاک میں
 شیوہ اپنا بے برد لے نو سیدی سے تھیری
 قتل کیے بر غصہ کیا بولاں مری اٹھنے کو
 سر کاٹنے کے ڈالو ادے انداز تو دیکھو
 کب سیر اس کے منہ کا دیکھنا آتا ہے تیر
 اس تیغ زن سے قاصد کیو مری طرف سے
 اٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان کی سب
 اجرت میں نامہ بر کے دیتے ہیں جان ملک تو
 عشق کیا کیا ہیں دکھانا ہے
 خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اُسکو طول ہو
 کہتے ہو اکتا دے ہم کو
 دوستی ایک سے بھی جسکو نہیں +
 نامہ ادا نہ زیست کرتا تھا
 رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
 نو دیک اپنے ہنسنے تو سب کر رکھا ہو سہل

دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں
 جہلے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں
 پھر دعا لے میر مت کچھ اگر ایسا کروں
 ایسے پھر خانان خراب کمان
 جون شیشہ میرے منہ نہ لگو میں نشہ میں ہوں
 ایک رہتا ایک کھوئے عشق میں
 میں رہا ہوں سو کیسا رہا ہوں میں
 ایسی جنت پڑے جہنم میں ++
 یارب یہ آسمان بھی لجا لے خاک میں
 کچھ بھی وہ مغرور ہے تو منت ہم سوار کریں
 جانے بھی ہم جاتے رہے میں تو تم بھی جانے دو
 با مال ہو سب حشر جہان ناز تو دیکھو
 پھول گل سے اپنے دلوں تم بھی بہلا یا کرو
 اب تک بھی نیم جان ہو کر قصد امتحان ہو
 اس تیرہ روز گار میں تو میسر اگر نہ ہو
 اب کار سنو تو اپنا ہو بچا یہاں ملک تو
 آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو +
 ہم تو ہوں بد گمان جو قاصد رسول ہو
 ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو +
 اور سب سے عناد ہے ہم کو +
 میسر کی وضع یا د ہے ہم کو
 میر جی کوئی کھڑی تم بھی اب آرام کرو
 پھر میر اس میں مردن دشوار کیوں نہ ہو

تو اس ستم کا تیرا سزاوار کیوں نہ ہو
 قاصد مرا خراب پھر ہے جواب کو
 سمجھاؤں کب تک اس دل خانہ خراب کو
 کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو
 غصہ ہی ہسم پہ کا شے اکثر رہا کرو
 کتنا ہوں اس کے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
 مضطرب ہو کے لے میں نے لگن کیا کیا کچھ
 ہر حرفت پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ
 اب ہوے حناک انتہا ہے یہ
 میں سر دل چاہتا ہوں کیا کیا کچھ
 عمر نے ہم سے یو فانی کی
 کس بھر دے پہ آشنائی کی
 ہسم حلق ہدیہ ہی سے تقریر کرینگے
 داغ لگا آہنی اپنی قسمت ہر
 انھیں معلوم جب ہوتا کہ دیے ہی جدا ہوئے
 اس دہلے میں گئی ہے برکت غم سے بھی
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی +
 اسے حنا نہ حنرب کی سی ہے
 پھر بلا اسداں پر آئے +
 اس زندگی کرنے کو کہاں سے جلا آئے
 نام نہر دوس کا ہم لے کے گنہگار ہوئے
 کا ہے کو میسر کوئی دن جب بڑو گئی
 اب حیات سے بھی نہ وہ پانوں دھوئے

تو ار کے تلے بھی تین آنکھیں تری آہر
 خط آگیا پر اس کا فاضل نہ کم ہوا
 کہنے سے تیرا دل بھی ہوتا ہے مضطرب
 ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میر
 ہوتا ہوید ماغ تو دیکھو ہو ملک ادھر
 یہ اضطرار دیکھ کہ اب دشمنوں نے بھی
 قبلہ دکھہ خداوند نماذ و شفقت +
 برکھوں کیا قسم شوق کی لہنے تاثیر
 آگ تھے اشد لے عشق میں ہسم
 وصل اس کا حسد انصیب کرے
 اس کے ایسا ہے وعدہ تک نہ جیے
 زور دے رکھتا تو بارے تیر
 وہ اس سے میر حرفت تو ہو کر کہ یہ سر جلائے
 بخشو مجھ سے مجھ کو مہنا نہ
 کہیں جو کچھ ملاست کر جا ہر میر کیا جانیں
 دل کو شکیں نہیں اشک دما دم سے بھی
 آج پھر حنا سے عیت تیراں
 میں جو بولا کہ اساکہ یہ آواز ++
 آہ میری زبان پر آئے +
 جب نام ترا لیجے تب چشم بھر آئے
 اس ستمگار کے کوچے ہو اداروں میں +
 باہم سلوک تھا تو اٹھاتے تھے نرم گرم
 آلودہ اس گلی کی جو ہوں خاک سے تویر

میکند یسے تو ابھی آیا ہو سجد میں متسہر
 جن جن کو نکھایہ عشق کا آزار مر گئے
 گھبرانہ میر عشق میں اس سہل زلیست پر
 وہ حرف اُسکے منہ کے تو لکھ بھیجو شباب
 اپنے تو ہونٹ بھی نہ پہلے اُس کے روبرو
 اب رحم پر اُسی کے موقوف ہو کہ بان تو
 گھبر دو دجس گرسے بھر گیا آہ
 سرگدشتین نہ مری سُن کہ اُچھٹی ہو نیند
 ہو بچا تو ہو گا سمیع مبارک میں حال حیر
 کیا کروں شرح خستہ جانی کی
 میسرے تبعیر حال پر مت جا
 دم آخر ہی کیا نہ آنا کھتا
 ایں کدورت کو رسم سمجھتے ہیں +
 دل و دین پوشش و صبر ب ہی گئے
 اک شخص بھی سا تھا کہ تھا تجھے پہ عاشق
 یہ کہلے میں رویا تو لگا کہنے نہ کہ میر
 پاس ناموس عشق کھتا ورنہ
 چاک پر جاک ہوا جون جون سلا بانی
 سر حالے میسرے کے کوئی نہ بولو
 بہت سہی کیجیے تو مر رہے میسر
 اب پھیر یہ رکھی ہو کہ عاشق ہو تو کمین
 جس جگہ درجہ ام ہوتا ہو
 حیر صاحب بھی اُس کے بان تھے پر

ہو نہ لفرش کہیں صحبت ہو یہ بریگانوں کی
 کتنے ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
 جب بس چلا نہ کچھ تو مرے بار مر گئے
 قاصد چلا ہی چھوڑ کے تو جان بلب مجھے
 رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہو گئی
 نے اشک میں سرایت کر آہ میں اثر ہو
 کب تک مری چشم تر نہ ہو دے
 خاصیت یہ ہو مرجان ان افسانوں کی
 اس پر بھی جی میں آگے تو دلو لگا یسے
 میں نے مر کے زندگانی کی + + +
 افسانات ہیں زمانے کے +
 اور بھی وقت تھے ہمارے کے
 ڈھب ہیں یہ خاک میں ملانے کے
 آگے آگے تھے ہمارے آنے کے
 وہ اُس کی وفا بٹنگی وہ اُس کی جوانی
 سُنتا نہیں میں ظلم رسیدن کی کہانی
 کتنے آنسو پلاک تک آگے تھے
 اُس گریبان ہی سے اب ہاتھ اٹھایا ہئے
 ابھی ٹھک زونے روتے سو گیا ہو
 بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہو
 القصہ خوش گذرتی ہو اُس بدگمان سے
 وان بہ عاجز مدام ہوتا ہو
 جیسے کوئی غلام ہوتا ہو

کہو وادے عشق و کھلائیے
 آئے کبھی جو دلے تو یان رستے تھے اُداس
 کھل گئی بات بھتی سو ہر اک پر
 وہ تو بکڑے ہو میرے ہر دم
 کعبہ میں جان بلب تھے ہم دوری بتانے
 نگہ دان بھی خدا نے تم کو کیا
 آسمان شاید ورے کچھ آگیا
 میر دریا ہو سنے شہزاد بانی اُس کی
 تیرے یونین نہ تھی شب آتش شوق
 رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اس خوبی کیا
 وہ کہاں دھوم جو دیکھی گئی حیرت سے
 یہ رات ہجر کی یان تک تو دکھ دکھاتی ہو
 ڈر کیوں نہ غلے میں سے روتے سے میرے
 پیدا کہاں میں ایسے پر آگندہ طبع لوگ
 مقدور تک تو ضبط گردن پر میں کیا کروں
 قاصد کے تھننے نے کیا دل کے تین داغ
 دہ غلط ناکس کی باتوں کوئی جاتا ہو میر
 حیرت سے دیکھ رہیوں نامہ بر منہ آسکا
 سرین اُس کی سبکدستی ہیں
 پتھر کی چھاتی چاہتے ہو میر عشق میں
 زیاد شب کی سُن کے کہا بیدار ہو
 زے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہو
 پھرتے ہیں میر غوار کوئی پوچھتا نہیں

بہت خنص بھی دل میں گمراہ ہو
 آخر کو تیر اُس کی گھلی ہی میں جا رہے
 تو وہ ہی منہ چھپائے جاتا ہو
 ابھی سی یہ منٹائے جاتا ہو
 آئے ہیں پھر کے یار داککی خدائے
 پر ہمارا نہ مدعا ہے
 رات سے کیا کیا رکھا جاتا ہو جی
 اللہ اللہ ہی طبیعت کی روانی اُس کی
 تھی خبر گرم اُس کے آنے کی
 مجھے کیا کل گفتگو یہ دا در محشر سے تھی
 اور کیا کیا اُنہ ہنگامے سے کیا کیا برسے
 کہ شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہو
 سیلاب نے اس کو چے میں گھر بول لیا ہو
 انوس تم کو تیر سے صحبت تھیں رہی
 منہ سے نکل ہی جاتی ہو اک بات پیار کی
 بیتاب مجھے دیکھنے کچھ بات بنائی
 آؤ میخانے جاؤ تم کس کے کہنے پر گئے
 بس اور کچھ نکھو ہرگز مری زبان
 مرگ فرما دیا کسپا تو سنے +
 جی جانتا ہو اُس کا جو کوئی دفا کرے
 دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ حیرت ہو
 خدا جالے تو ہم کو کس جانتا ہو
 اس عافیتی میں عزت سادات بھی گئی

جی ہی دینے کا نہیں کر دھت افتخا اُسکا غضب سے نام نہ لکھنا تو سہل ہو خدا کرے مجھے دل کو تکاب قرار آئے نہیں ہو چساہ بجلی اتنی بھی دعا کر میر	اُسکے دسے جانے کی حسرت بھی ہو لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے کہ زندگی تو کروں جب تک کہ یار لے کہ اب جو دیکھوں اُسے میں بہت نہ سار لے
---	--

احرف النون

تاجی تخلص محمد شاکر ازغنی گویاں این دیار است و صاحب شہ طبعش بابہام مایل اور است ترے نگاہ کی حسرت سے لے کمان ابرو محبت سے غسلی کی دیکھ نہا جی گر سلیمان کا تخت دین مت لے دیکھ دلبر تر ہی کس کی طرف نہ نہیں گرد کبری سے دلو لیجاتا ہو وہ عرق غصہ میں بھی ابل وفا کی نہ سنے تسو سے ترے رخ کے گئی ہو نیند آنکھوں نے	ہمارے سینے میں تو دا ہوا ہو تیر دن کا ہوا ہو دل مرا اب حیدر آباد کہ سب اہل کو جاسے گا بر باد پھر گیا پانی اسے گھر کی طرف پاس میں سے جب تو آتا ہو جو دل پاتا ہو وہ ہٹ پے آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اُسکو خواب آوے
--	---

نالان تخلص محمد عسکری از افلاس زدگان دہلی است مصطفیٰ ادا اول شاکردان خویش
اور اگشتہ دو سال است کہ نو سالہ فوت کراد است

سحر کے ہوئے کا ازلہ خیال رہتا ہے وہ بر گمان ہوں کہ اُس بت کے سایہ بھی مجھے	شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہو رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہو
---	---

نالان تخلص کی از موزدان عظیم آباد بودہ اور است

کچھ اندون میں تم نے یہ روز نکالی تا دم از اوسط الناس دہلی است بخش بظہیر حسین تسکین میر ساند اور است	ملتا کسی سے جبار بدنام ہم کو کرنا
--	-----------------------------------

آستے ہی تیرے شام ہوئی جلد کس طرح آج پھر دیکھیں کہ جوتی ہو سحر کس طور سے	کیا آفتاب داغ دل بہتہ دار تھا شام ہی سے جوش پر کچھ نالہ شکیر تھا
--	---

ناصر تخلص ذواب ناصر ذیاب مظہر جگ بخش است کہ مجمع جلالت ایشان

چون چراغ مستغنی از فروختن است در سکہ روز کوفت شمس ماہ عشرت نخت خدا اور است	
آگے تو کئی ہی برس تجیش کند زلف	ایچھے پڑی ہو کاسے کو کاکلی ملا کی طرح
تا در غلصہ کجکا سنگ از دم کشتو شاگرد میر حسن است این بیت بنامش ملاحظہ شد	
قاصد تو اس بہانہ سے اس پاس جا بھو	ایسے کس کا خط ہو جگر ذرا پڑھ سنایو
تا در غلصہ میر محمد عارف علی شمری الاصل بوده است در وہابی میاں اور است	
سورہ سے بات اگر کہتے تو کھاتا ہر نہیں	بچھین اور اس میں جانوں بڑ گلی ہو کیا گرہ
تا در کتب غلصہ و بہت نام از بہتان نیامی است اور است	
یاد آتے ہیں اُن آنکھوں میں اندو لٹے کے	ساقی محو کارنگ سے سبب جام بھرے ہو
جو ناہ و نہاری کام سے شور فلک تک	پردہ بہت معذور کوئی کان دھرے ہو
تا در غلصہ میر حسن است در لکھنؤ دیگر رواد میں لکھنؤ شہ منہ	
وصل ایسا ہو گیا اُس کے بر سبب میر حسن	رات کو تین بار سے بچان دو قالب ہو گیا
نامی غلصہ مرزا حب علی بیگ از اعزہ لکھنؤ است امیرالدولہ حمید بیگ خان علم دوست از دست	
سکہ دست سے جو راہ انتظار بار بار	اچھا گئی آخر سفیدی دیدہ خوشبار
نامی غلصہ مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان بہادر سلسلہ قربت ایشان	
با والی لکھنؤ میزند و از امر اسے جلیل الشان است صاحب فطرت سلیم و شکرت مستقیم	
رضی الافعال شریف انحصال عدلیش معدوم و نظیر شش نایاب از احبابی والد بزرگوار	
ایں بیچ و حساب است استفادہ سخن از خدمت میر تقی خلیق کردہ اکنون بنظم اشعار نمی پردازد	
امار غلٹی بشنیدن باقی است از غایب طبع شریف است	
دہم شمار می بین مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا	جان ہانے کو بھی عاشق کے بھانا کیا تھا
ربط محبت جو با ہم تھا ہم میں انہیں چھو گیا	دونوں طرف سے ہے جو کشیدہ رشتہ الفت ہو گیا
تابش خورشید سے نہ کس طرح وہ کھلا جائے	عارض یار ہو سہ رنگ گل تازہ صبح
تھک گئے ہم تو شب بھر میں نہ لے کرتے	کیون نہانا نہیں مرغ سحر آواز صبح
قتل کے دم بھی نہ کچھ ناخانی قاتل سے کہا	کیا بیان تم سے کروں اُس کم شکنی مرگدشت

امید دلہ ہی اس سنگدل سے سخت بجا ہو مرد پیر مخان پیر حنا فہاہ کئے نہ اینہ سے اسے الفت نہ بیگانہ سے ملتا ہو	مگر ان چاہنے والوں کا ہفتہ کا کلیجا ہو یہ بیطریق کئے ہم نے رو براہ کئے دل وحشی کا اپنے طور دیوانہ سے ملتا ہو
---	--

نامی مخلص با آنکہ مخلص نامی نامش معلوم نیست اور بہت
آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہوا قطعاً آب جنس جنس کے یہ کہنے ہیں کوئی اور کہے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہے اسدم
طہر گئی کا جلع اور کوئی تہا شادی کئے
نامی مخلص فتح امام بخش از ارباب لکھنؤ است نسیم چین بھٹن کھست ریز و نسیم
گل غرش دلاویز طاہر بلند پرواز غور شس جز باناخ سداہ آشیان نماز دومرغ
تیز بال خیال شجز بہام فلک جلوہ نیندازد والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک خیال
است دور تلاش مضمون تازہ ومعنی سیراب سے مثل و مثال از اقسام سخنو رہے
بغزل سہلے مائل دغیر از غزلیات و رباعیات صنفے آخر از دیدہ نشدہ تمامہ کھنؤ
گذرا نیندہ و نوبتی از کارکنان دولت آجنا نا این بودہ بحال سکونت یافتہ بہ الہ آباد
شستافتہ و باز بہ کا پور عود نمودہ و اکنون بسبب تغییر و تبدیل دورہ اراکین سابق
رجوع ہرگز کردہ گویند کہ در ایام فراق لکھنؤ و احباب لکھنؤ اسخمار درد آمیز گفتہ و
قصہ نقل و حرکت او دراز است کہ ابن مختصر گنہا کے آئرا پر نیاید و معوذ اخلاف عنوان
است کہ نقل و بیان حکایات آمدہ قصہ متعلق نشدہ الا ماشاء اللہ دیوانش بنظر رسید
بعد مدتی از تربیت و تبلیض ابن رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر از افکار و قادیان
فراہم آمدہ وہم در شہر رسید اما خاطر آسودگی جواز انتخاب آن بایستاد و معوذ الکتاب
شہرت گرفتہ و متداول گشتہ دخل و تصرف نا طایم افتاد این اشعار انتخاب دیوان
اول است و یکدو سہ شعر از غزلہاے جدید ہم کہ بعض احباب از لکھنؤ ارمان کردہ بودند
مکار شش یافتہ

سند ہی سے ہو شعلہ قدم اس رشک پر کا ہے جو تہی بنائی ہے تر سے موبان کی	پاؤں سے لے لیکھا ہر چلن کبک در سی کا تافتہ مشکین بنا ہر منہ ہر ایک ناسور کا
---	--

ایڑیاں بھی اب رگڑ سکتا نہیں کروٹ تو کیا
 عکس پڑتا ہو جو تیرا آئینہ میں بیشتر
 یہ ساعد و نکا ہو اسکے عالم کہ جسے دیکھا ہو اوہ پہلو
 مرتبہ کم حرص رفعت سے بہارا ہو گیا
 محشر میں ہم کو نامہ اعمال دیکھ کر
 کافر ہوں سیر ہم رہیں محسوس و اعظا
 دے دو پٹہ تو اپنا طبل کا
 بر لکائے مجھے حشرت نے اڑا پھرتا ہوں
 اے اجل ایک دن آئیں تجھے آنا ہے دے
 وصل سے یان آج بھی ہر عید کل بھی عید تھی
 فوج کرڈالوں گا اگر ابھی تو بولا شب وصل
 تھی شہادت سے غرض سوا اس ادا میں ہو گئی
 دور سے دیکھی دکھائی روشنی جائے سواد
 لاغیر ایسا ہوں کہ میں اکشر ہولے اڑ گیا
 آگے گشت آرزو کے آبرو میری رہی
 ہاتھ دوڑائے زمین سے سوشمید ناز نے
 دینگے تیرے بازو سے نازک کو کچر تکلیف تیغ
 بس میں ہوتا نہ بڑائے میں کبھی لے ناخ
 پہلی موت مجھے سوے حسن ان بہشت
 روز روشن تیرہ بجتی سے نہ گھیا عمر بھر
 اشک ملے ناشر کو نام کیا بر مسات نے
 شوق اسے کہتے ہیں مجنون جو لکھ سے نکلا
 جسے انصاف تو کر چھٹ نہ سکا ایک قیب

ہو چکا تابوت میں اٹھنا ہے بخور کا
 اضطراب اس واسطے جاتا رہا سب کا
 نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہو قاتل کی ابتدا
 آفتاب اوچھا ہوا اٹھا کہ تارا ہو گیا
 قاصد خیال آئے گا خط کے جواب کا
 کر سیکہ یہ حکم نہ جاری فرات کا
 ناتوان ہوں کنن بھی ہو ہل کا +
 مجھے با مال کوئی حسارتا یہاں نہوا
 آج آتی شب فرقت میں تو احسان ہوتا
 کیا شب فرقت میں ظالم طول تھا اکسال کا
 میں نے سو بار تجھے مرغِ سعہ چھوڑ دیا
 گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خیر تھا
 یاد رکھ قاصد نشان ہو یہ دیار یا ر کا
 میرے پیکر میں ہو عالم کا غدی تصور کا
 برق ہی گرتی جو میں بارانِ رحمت مانگتا
 اہ گیا چلتے میں قاتل کا جو دامن نہ ریا
 لائیو اپنے شہید دن کے نہ مدفن نہ ریا
 آہ میسر اے قابو میں اگر دل ہوتا
 ایک دم ماس جو وہ حور شمائل نہ ہو
 شب کی گویا میں اس محفل میں مہمان نہ ہو
 منہ کے باعث رہے ہمد رات جانان گیا
 شورِ عشر کو بھی آواز حد بخوان تھا
 میں نے کیوں کر تری الفت میں زمانہ چھوڑا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے دلمین ہر جگہ
 کس چین سے ہم اس کے قصور میں محو تھے
 نسبت قدم ہم ابھی وفا پر جو ہیں سو ہیں
 کی ہویاں شدت سے شدت بر نکال نکلتے
 ہاتھ میں تیرے نہ ٹھہر بگا وہاں مکتوب شوق
 جو بہان کس کو شب فرقت میں ہوش
 اُسے جس سنگ یہ ٹھوڑی تھی شبیہ شیریں
 بسنے صنم کوئے کے شب وصل باغ میں
 مر گیا کیا ناسخ میکش جو سائے مفرودش
 بسے میکش نواکت ساقی کو دیکھنا
 لہج اٹھائے ہیں حسینو نے جہاں میں بقدر
 خط جو ہم کر چکے خرید تو ہو جانے کو
 بس بھی تدبیر اب اسے بھگانے کی رہی
 شب جو اٹھی بسنے دے جرت افزائے قاتل
 جنت کو جائیں گے لیے دونج بخلین ہم
 پہلے تیشہ مارے خسر و کے لے شیریں دہن
 حال دل کہنے کی ناسخ جو نہیں باتا مار
 انتقام اسکا کہیں لے نہ فلک ڈرتا ہوں
 عشق میں لے پھسایا تو ہو اغیر کو بچ
 دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
 سرگردون آستان بت نازین سے یں
 فیلسوفی مختب کی دیکھنا ہے میکش
 پیشتر نشہ ایجاد سے بیہوش ہوں میں

رات ہم نے نہ کوئی تیرا ٹھکانا چھوڑا
 کچھ لمحہ میں غور قیامت غسل ہوا
 ناسخ ہزار بار وہ پیمان کسل ہوا
 کیون نہ دان آجائے موسم سہزکے آغاز کا
 یاد رکھ قاصد بھی ہر بس نشان کو رہ دست
 ہو چکی ہوگی ہزار وں بار صبح
 قبر فرہاد کو لازم ہے اسی کا تقوید
 چھ لگان میں آشیانہ مرغ محترہ دور
 مسجد دل میں بیٹھے اپنی اپنی دوکان چوڑی
 لانا ہو کہ کے شل سبویاں دو شہر پر
 بعد مردن بھی نہ آکے اپنی بڑی جی حور پر
 آشیانوں سے نکل کے کہو تر با ہر
 جیمین ہو جو حاوین عاشق چند روز اختیار
 چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر
 ناسخ رہی جو بعد فنا بھی وفا کے داغ
 جی نکھوئے مفت اپنا ہوتے گرفتار ہم
 پھینک جانا ہو وہ اشعار تے کہ چے میں
 جھوٹے وعدہ دے جو وہ شاد کیا کرتے ہیں
 نہیں اپنے میں عروت جو ہر ہیکلے میں +
 آنکھیں مری سفید ہو لیں انتظار میں
 ہو جیمین داغ مسجد ہٹا دوں جبین سے میں
 توڑتا ہر شیشہ ڈیسک کی راہ میں
 خم گردن بھی نہ تھا جسے کہے نوش ہوں میں

جو مجھ کو یار نے مارا تو غیر کو کر و قتل
 عشق کا ہو درد اسے ناخ نہ کیونکر لادوا
 وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا دھڑکانا شک
 ہم سب بھی ہیں تارکِ لداات ز اہدا
 صبحِ فرت تیرگی میں شام سے کچھ کم نہیں
 ہر کسی کا کام رکھتا ہوا دھڑکا آسمان
 قوی ہوں گو ستم آسمان سے زار ہوں نہیں
 ہوا اگرچہ سبک و گشتوں کی نظروں میں
 بارہا ہٹھ کے کعبہ میں گنڈھائی ہو شراب
 کیون اُٹھا لائے ہیں ہمدِ مجھ کو ناخ بعد قتل
 ہو جو یوں کردہ طبع پاک کو مضمونِ غیر
 رحمت حق جوشِ برہر کیوں نہ عصیان کیجیے
 بھلا تکبر و غیبت سے زائد حاصل
 رفت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
 دھوکا کٹھا ظہر و دھوکا تو دیکھ کر
 صبحِ عشر سے سوا صبحِ شب وصل ہو شبنم
 دمِ اخیر تو کر کون نظارہ جی بھر کر
 دو شب تار سے شبِ بیدہ ہمارے دن کو
 نہ کیوں بندہ دق بون کو جلائے لے تو ہر دم
 یوں نزاکت سے گراں ہو سرِ مہ چشمِ یار کو
 رحم آجائے اگر موزان کو سے یار کو
 دعائے مرگ لے اُسکو تری جو رو جفا شکر
 بھولے نہ بعد مرگ بھی ہسم رقصِ یار کو

عزیز و اُس کے سوا اور انتقام نہیں
 زحمہاے تیر مرگان کا نشان ہوتا نہیں
 تیرا جاتا ہو اُس قاتل کا تو سن آب میں
 ایک دن تو دیکھ کیسی ہو غنی شراب میں
 چاند نکلا ہوا فتنے سے نیرِ عظم نہیں
 گر ہم ہو یونیاں سوٹو رہ تو پتھر نہیں
 اُلجھ گئے دامنِ عشر بھٹے وہ خار ہوں نہیں
 پر اپنے دوست کے دل پہ ہنوز بار ہوں نہیں
 غصہ کیا ہو خدا کا ہمیں جب پاس نہیں
 جہنم سے لاشہ بڑا تھا کو چڑھا سفاک میں
 وصل کا مضمون شایان اپنے دیوانہ نہیں
 فضل بہتر سیکشی سے ابر و باران میں نہیں
 یہ رہ گیا ہی دوسرے کے گناہ کرتے ہیں
 جس سر زمین کے ہم ہیں دیان آسمان نہیں
 مسجد ہو پیروں کی ناخ دوکان نہیں
 آج ہو جسے زیادہ غم فردا ہم کو
 آج ہو جسے سفاک آبدار نہ ہو +
 تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو
 جہنم میں خدا بھی ڈالتا ہو اپنے دشمن کو
 جس طرح ہورات بھاری مردم تیار کو
 شیخ بجا کین لحد سے میرے جسم زار کو
 مسج آئے نہ سے تیار کی جو چارہ ساز کو
 تھوکر کی آرتہ ہو ہر ہمارے مزار کو

آئی شب وصال ہوئی صبح شام سے
 ہوش اڑنے ہیں جو شستا ہوں تری آواز کو
 تیرے کوچے کے سوا ہو جتنا ہے بہشت
 کیسی شب وصل آئی نظر شام و سحر ساتھ
 خط نکل آیا وہاں بائی ہرمان مضمون شوق
 مند فونے گوری گوری گھٹکیاں ہیں نل
 سے پرستو آؤ کرین غیب کو سنگسار
 زار منتظر خط نے کیا استغفار مجھے
 یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
 یہ بھک رہا ہے مر اجسم آتش غم سے
 ٹھوکر ایک پاسے خانی سے لگا یا چاہیے
 داغ فرقت زلیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
 یاں سرکاوش توانائی کے عالم میں تھا
 شگ ہو کر جب کہا میں نے کہ مر جاؤں کہیں
 آتے آتے کیوں نہ اٹے پاؤں بھلے دور سے
 باد کے مانند ساقی لے اڑا یا بانی مجھے
 آیا مسہ صیام علی الرغم غیب
 فرقت قبول رشک کے صد سے نہیں قبول
 فصل گل ہے چاروں ایام تو یہ ہیں مدام
 یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو تسکین نہ ہوئی
 دو چار حسن زین ہو بچیں اگر اور بھی ہم سے
 مارے سیاہ ہوتے ہیں تشبیہ کے لیے
 ڈر تھا انزکا اسکو مودہ بھی فصل گسیا

قیمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
 کیا ترے پردے نسبت پر وہاں ساز کو
 جاؤں دوزخ کو مر احشر ہو خدا کے ساتھ
 گھر بالیوں نے دلوں پر لائے ہیں گھر ساتھ
 دیکھے کب ہو فراخت نامہ کی تحریر سے
 ہو بجا تیش ناخن گیر کو گلگیر سے
 سچ رہے ہیں سنگ کچھ میخانگی تعمیر سے
 بچا خانا نہیں ہے مرانا سر برستے
 وگرنہ ماہ کو یکشب کمال رہتا ہے
 کہ طوق بھی مرے گردن میں لال رہتا ہے
 پھول کوئی میری تربت پر چڑھا یا چاہیے
 ان تونو کس توقع پر خدا یا چاہیے
 آج جسم ناتوان کیوں خار پالے مور ہو
 بد گمان سمجھا کہ اس کو اقبال حور ہو
 صبح ڈرتی ہو بہت میری شب دجو رہے
 کشتی سے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
 روزے مشابہ سے سر بازار توڑیے
 کیا آئین ہم قیب تری آئین میں ہے
 عمر بھر اسے میکشو باب اجابت باز سے
 ہو گئی یار کے کتنے ہی نکل ان حسالی
 ہستی کی طرف منہ نہ کرے کوئی عدم سے
 مضمون ڈھونڈتا ہوں اگر اُسکے خال کے
 مادم ہوا ہوں منہ سے مین نالہ کمال کے

<p>مشرق سے کانتیا نہیں نکلا یہ سب دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ مشرق سے نے کر دیا اس درجہ جلکو بجو اس لے مؤذن کر دعا جاسے اذان وصل کو لکھا ہو نسخہ مدد عاشق کی دوا دامن اگر نہ غنہ عشر سنبھا لستا پسے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک ہوئے</p>	<p>خورشید ڈر گیا مرے روز سیاہ سے سر نوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی بیتی مقتضب سے راہ پوچھی خانہ خمار کی وصل کی شب اور کوئی دم رست دل ہمارا قابلِ تفتیش جالینوس چلنا محال تھا اسے دامن کے بوجھ سے لے اہل تیرہ قدم جلکو مبارک ہوئے</p>
<p>نثارِ گلِ ص عبد الرسول از موز و نان اکبر آباد است ہاتھ سے ان خامہ زیبوں کے محل جلیں ہم نام سرد کی جو مسربانی ہو اُس کے مارض کو دیکھ جلیں ہوں جب حرف محبت کے باہم سے گئے گئے تم انجمن میں رات عجب اُن سے گئے</p>	<p>یہ گریبان دامن صحر کو دکھلائی گئے ہم یہ بدہم پر آسمانی ہو عارضی میسر می دند گانی ہو ہم جسے گئے گزرتے ہم سے گئے گزرتے بس کٹے پٹے ہن کٹی جانے گئے</p>
<p>نثارِ گلِ ص تار علی بلگرامی مردے است عاقبت مزاج اور است اترے ملک فلک سے یوسف زین سے بھلے پوسے کے بدلے گالی شیریں لبوں سے پائی</p>	<p>نکن زمین کہ تجھ سا کوئی کین سے بھلے یہ بھی نصیب اپنے زہرا نگین سے بھلے</p>
<p>نثارِ گلِ ص محمد امان فرزند سعادت انار محمد گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست وے بزمہ فن تعمیر دست خوشی دہشتہ کسب این فن از خدمت شاہ قاجار کردہ از دست</p>	
<p>اس ابرین وہ سانی کھلم نہ آیا چھوڑے تہمتا جھے جب کہ وہ گھر جائیگا اُسکے پاؤں سے لگی رہتی ہوں رات خا اے عجب نظر کی قوت نے اگر سب پر نہاے کوہ پڑھکے پتک سے ہون دین پر</p>	<p>کیا یار جو یاروں کے کبھی کام نہ آیا جان ادھر جائیگا اور یار ادھر جائے گا خوب دیا میں بسر کرتی ہوں اوقات خا سنا ہوں مرشین گے ہسم اپنی آبر و پر دیکھی رقم شوق کی تاثیر ہو کیا خاک</p>

نخوی میں ترے حسن کے کچھ حرف تو کب ہی زخمی کو محسب کی ہر طرح سے رحمت ہی بچھ من اور ان میں سبب کیا جو لڑائی ہو گی گردش کا اُس نگاہ کے اب طور اور ہو صورت موافقت کی کبھی سو جھتی نہیں اُس آئینہ طلعت کی اب مجھے یہ صورت ہی	لیکن یہ ذرا خط ہی سوا اصلاح طلب ہو گرنون بھی تو چھڑکے تو سنگ جواحت ہو یہ ادائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی اے ساکنانِ میکدہ یہ دور اور ہے صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے ظاہرین صفائی ہی باطن میں کدورت ہی
--	---

بخشِ نخلص میرے خوف علی از قد ماست اور است

کس طرح ربط نہ ہو دلف سے دیوانوں کو نجاتِ نخلص سید زین العابدین کو بند کرد فارسی بد طولی دارد علی الخصوص در قضا کی و گفتار فارسی اور نظر نیست گا ہی بفکر ریختہ ہم ہواختہ اور است	ربط ہوتا ہی پریشان سے بر نشانوں کو
---	------------------------------------

بان تاک سر کو چاک بھر میں توڑے پتھر آنکھیں پتھر گئیں تیر بن شکستہ آنسو	کہ نہیں دامن کسار میں جھوٹے پتھر بل نے جبران تری قدرت کہ جوڑے پتھر
---	---

مذرتِ نخلص در داخل نام از پیشینان است اور است

تھے تو بایست عیش پر نقش قدم اُسکا ندیمِ نخلص در اعلیٰ از مرتبہ گویان مشہور است و شریکِ دور کہ میر و مرزا علی بسر میر و مرزا دوست جدائی میں ترے ہم کیا کہیں کس طرح جلے ہیں	بڑی دولتِ یزدت جو میر ہوئے بالوسی
---	-----------------------------------

مذرتِ نخلص در از حجبِ خدمت نامہ نویسی در سر کار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ اور است چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اُچھا دُ گیا	ایک قصہ تھا گریبان کے سلولے کا
---	--------------------------------

مذرتِ نخلص در جلوه مہر مثال نادر الحسن بدیع الجبال جانواز دلا رام رنجو نام
اسلس از بندہ نار نول و از آوان صبا جلوه فرماے شاہجہان آباد است و رونق
افزای این شہر فرخندہ بناد شاہدیت شیرین و دلبریتِ گلین از شغفہ حسد از
تابا نش خورشیدِ نخل و از جلوه قامت زریا نش شمشاد پاد گل غنچہ از لب خندانش
طہر ز بیم آموختہ و شمع از عارض رخشان نش چہرہ بر افروختہ نیم کویش عطر پیر تر

از باد بہار بیت و تنمیش رنگ ریز تر از ناف آہوان تشارخستہ روئے و خستہ خونی
 و خستہ کام خوش و کبیت و خوش حرکات و خوش خرام تازہ گل گلشن جوانی است
 و نورس ثمر باغ دندگانی در گلستان حسن سر و لبت لوزخاستہ و با چنین صفات ظاہر
 بحاسن باطن آراستہ از حسن صورت چگوید کہ بمعنی صد چندان اذان است اصفائی فکر
 وجودت ذہن و درستی فہم و حید عالم و یکتائے زمان طبع لطیفش بمقتضائے فطرت
 بمسب فنون کمال مالوت است و بحسب برشت از اوضاع ناپستیدہ نفور و بسجایاے
 مرضیہ مشغوف از دیر کے و فطانت و شوخی و متانت بکلی بہرہ و روانہ آئین در دمسدے
 و بیدردے و وقار و روی و برجی بخوبی باخبر گاہ گاہ بفکر سخن میسر از دو ابیات دلکش
 منظوم میسازد طرز کلامش نیکوست و این چند شعر از دست

ہو نظر بہت ار آنکھوں میں
 لے گیا دل ہزار آنکھوں میں
 آگیا ہو غبار آنکھوں میں
 ہو دو ہی وفا دار جو ایسے نباے
 بنایا تھا مجھے گویا کہ خاک کو قاتل ہے
 اگر کہیے جبرے عہد میں الفت نہیں رہی
 جز نام اب تو کچھ بھی نرا کت نہیں رہی
 دم رخصت تیرے سنبھال سکے
 ہم کو جفا کا ہو شوق اہل وفا کو نہ ہو
 کہ دلدار بھی دلر با جانتا ہو
 لطیفہ مرے نام کا جانتا ہو
 چاہت تھی غیر و نکو بھی ہوگی مگر ایسی
 نصیحت نہ ہوگی کبھی بار دگر ایسی
 کہتا ہو کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

سکہ رہتا ہر بار آنکھوں میں +
 محفل مگر خان میں وہ حصار
 سہ ماہ خاک پا عسائیت ہو
 کہیے جو قبو سے برائی تو کہے وہ
 بڑا ہر خون دل سے قدم تک جا بنا میرے
 کہتا ہو آبی بھی ہو گیا عاشقی غلط
 کیا کیا عذاب اٹھائے ہیں اندوہ عشق کے
 ہوں نرا کت دے کوئی کس ذکر
 کیون نہ میں قربان ہوں جب وہ کہے ناز سے
 مرے شوق پہنچان کی تاثیر دیکھو
 نرا کت ہوں ہر نادان محبت
 نامنصفی اور اے بت بیدار ایسی
 حرمان ہو اگر چاہ کی تمذیر تو ظالم
 ہم بڑی دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد

فیسم غلص گلزار علی نام شرف الدین مسرور گوید کہ از پدرش کسب سخن میکرد از کلام اوست	
جنت اگر ملے تو مجھے اب نہیں تلاش سے دلے کیا کروں کہ ہر وہ رنگ چور دور غیر دیکھے ساتھ اُس کو تو سارے تباہ ہیں اک ہم ہی لے فیسم اڑا سنے کو خاک ہیں	
فیسم غلص مرزا راجہ کہ از ناٹھ بہادر نمبرہ راجہ رام ناٹھ بہادر تھئے بود متسین ہشتار اعزہ ملی آمدہ پیشکاری نظارت دربار سلطانی اباغچہ متعلق یسے بودہ دو سال است	
کہ اینچہاں راہد و کردہ از تلخ اندکار اوست	
قتل ہاتھ لے ترے عاشق رنجور ہوا درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا	
نشاٹ غلص مولوی الہی بخش از اہل علم و دانش است خانہ در قصبہ کا مذہبہ وارد کسب فنون علمی از خدمت مولانا عبد الغریب خطاب ثراہ نمودہ و امتیاز تمام یافتہ سیما فقیہہ سے عدل است اور است	
سجہ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے	
نشاٹ غلص البیر لیکھ عرف لبنت سنگہ کا بیٹہ فرزند سندر داس کہ متصدی دفتر خالصہ شریفہ بود خود را شاگرد انشا داد احمد خان میکہ اور است	
کوئی ترے ہے ہمارا چشم کا اور کوئی قامت کا پاؤن تک دسترس کمان ہو نشاط ہو اجازت تو ذرا لیجیے دم سایہ میں ترے کو چہ میں ہر گرم آج ہنگامہ قیامت کا ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا تیرے دیوار کے آ پہونچے ہیں ہم سایہ میں وہ آئے یا نہ آئے یا رہ گیا تو دیکھو	
نصیر غلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین یکے از خلفا شاہ صدر تہاں علیہ الرحمہ و الفقراں است از مدت شصت سال بر سر عشق ریختہ است با کثر معمورہ ہائے مشہور مثل لکھنؤ و حیدر آباد وغیرہم مکرر رفتہ و با شعر لے مشہور دیار بر خوردہ و مطارحہ و مشاعرہ کردہ و با ستادے نام برآوردہ ہنگام قیام جہاں آباد است ایچ پا نزد ہم ولہست انہم ہر ماہ محفل مشاعرہ منعقد میسازد زمین ہائے سنگ لاخ طرح میکند با فقیر قعارف و شاعرانہ کی داد و مرد نیک و صاحب صفات حسنہ است اور است	

مستعد تو دیکھو کہ یا قوتِ رقم خان ایسا
 نسر ہا دیہ دشمن ہو نری جان کا لوہا
 چھڑی لے سرو جمن مینو انفسیر ہوا
 جب اُس نے آپ کو کھینچا مین گوشت گبر ہوا
 روح تھی کس کی یہ میناے سے اب مین بند
 بھرا ہو فوج کا طوفان جاب کے گھر مین
 گھٹائیں چاند پہ سوار بھائی ان دیکھیں
 اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
 جس مین پیکان بھی انور کھنا ہو کیا اُس تر کو
 کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہو
 گرچہ تھی قیس کے پاؤں مین سلاسل بھاری
 لیلی ایسا تو تنہا پر دہ غسل بھاری
 ترے کچھ کانٹے گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
 آج اک بات مین تم رشک مسحا ٹھہرے
 بھیرنے کا مرے پھر آپ مزاد دیکھیں گے
 جب تلک ٹھہرا ہرگز نہ سر کی چاندنی
 تاہم کوہِ شستہ ہو چاک قنات سے

پشت لب پر ہو ترے یہ خطر بجان ایسا
 نکلے تھی دم نیشہ زنی سنگ سے آواز
 قیامت آپ کا قد اُس کی دلپذیر ہوا
 کمان و تیر منظر بھٹا مجھے اُس سے
 خود بخود طاق سے شیشہ جو گر لے ساتی
 قدم زکمرے چشم پر آپ کے گھر مین
 کہو نہ اُس رخ روشن پہ بھائی ان دیکھیں
 سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
 دیجے دل مین کیون جگہ اُس آہ بے تاثیر کو
 یہ عالم اُس کے خط سبز نے دکھایا ہو
 شوقِ نظارہ ترا بھیج کے لایا تھا اُسے
 دیکھ لیتے جو اٹھا کر تے کیا ٹوٹتے ہاتھ
 دل کا کیا مول بھلا زلف چلیسا ٹھہرے
 جنبش لب یہ قیامت ہو کہ جی آٹھے ہم
 دل یہ کہتا ہو کہ مت یاد بتان دلو او
 دیکھنے بٹھا جو وہ مرے اپنے گھر کی چاندنی
 ابرو دہ آنکھ پار سے لڑتی ہو رات سے

نظیرِ خلص شیخ ولی محمد اکبر آبادی خانہ درجوارِ وطنہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است
 وارد اہل خلقِ مشکھا فی البلاد کہ در خصوص باغِ شہداد آمدہ است مہرہاں گشت ورنہ
 دشنامے این گلستان جہن منی بر زبان آمدی گویند کہ نظیر در حلم و خلق و انکسار بے نظیر
 اروزگار است تعلیمِ صیان بسر سیرِ دم است کہ ازین خاکدانِ بر وطنہ رضوان رفت
 اشعار بسیار دارد کہ بر زبان سوغتین جاریست و نظیر بآن ابیات در اعداد اشعار شاید شمر
 اما بر عایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شد است

سب کو سے بہن خواب دل پلانا تھا ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کہیں گے فریاد دل غم کے کا وہی عسدم جانے جس کو کہ ہر چشمہ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ عشق پھر رنگ وہ لایا ہو کہ جی جانے ہو مین دست دگر بیان ہوں دم ہند پسین سے کچھ نہ بکھا ہم نے جز بیداد ترے ہاتھ سے	فلک ہمیں پہ تجھے کیا یہ زہر کھانا تھا وہ بھی کنجش ترا چاہنے والا نکلا + موت آہو نئی شباب اور یار آیا دیر کر حضرت خضر کین سے جا کر شراب لاؤ دل کا یہ رنگ بنا باہو کہ جی جانے ہو ہم نے لانا ہی تو لا جملہ کین سے لے لے بے بیداد اگر فرما دیرے ہاتھ سے
نظیر غلص گنیت راسے ہندوے است شاگرد شاہ نصیر اور است ایک زبیر ہو بہن مشق کے آزار سے تھکین نظیر غلص غلصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام او است ایک نظر دیکھتے تھے مہ تابان	ایک ختم بہن اب زر گس بمبار سے نکھین رہتا ہو سدا ہر درخشاں ہم تن ختم
نظام غلص نواب عہد الملک غازی الدین خان بہادر وزیریت جلیل القدر امیریت مالی شان حالی مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا اور از شاگرد گسراست قصیدہ کافیہ کہ بطریق تمام درج دے گفتہ مشہور و بر زبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر اسناد سخنهای موزون است بر شمس الدین فقیر و والدہ و غسانی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است	وہ تجھے سیمین بد بربضا سے نہیں کم + مضمون کم یار کا غنقا سے نہیں کم
اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہیں کم معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے ورنہ	
نوازش غلص نوازش حسین خان المشرع مرزا خانی نمبرہ نواب ناصر خان از قلم اندہ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ اور است	
نہ باتوں باتوں میں بات نکلی ایک شایہ بل تے ڈر ہرے چشم خواب کے کہ حوالے یہ بل کرنا ہو تو لوگ مزہ کی آبداری پر	عزیز جب تک جی نوازش کسی کے نہیں نہ کیا یہ کجا چاہے کہ اگر غوانی ڈوپٹا تجھے بھی طعنے کتنا ہر اتنی سی کٹاری پر

مجھے رونانہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے یہ سانس ہو پیکان ہو نشتر ہو کہ دل ہو اُس تند خوے بو سے میں نے بھد سماجت	نوازش برق بھی نہ تھی ہو میری بقیہ ساری پر کاٹا سا کھٹکتا ہو یہ کیا دیکھو بد میں + جب سوچا اس بلنگے تب تین چار ٹھہرے
نیا ز غلصہ مولوی نیاز احمد صوفی مشرعی است وہ جو نقش پالی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی مجھے چین خواب عدم میں تھا نہ آواز بار کا کچھ خیال	صافی طینت در بر ملی سکونت دارد اور است یہ جو کش نے دامن ناز کی اُسے بھی میں سے مٹا دیا یہ جگہ کے نورِ ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا
نیا ز غلصہ میر محمد نام اکبر آبادی تعلیم اطفال شیوہ اوست اور است گمان ہو دسترس اپنی جو ہو پچھے تیرے دامن تک نہ ہو بچے ناتوانی سے یہ ہاتھ لینے گریبان تک	صبر و قرار و شکیب طاعت و تاب و توان ہجر کی جو نصیبتیں عرض کن اُس کے روبرو ناز و اداسے مسکرا کھنے لگا جو ہو سو ہو
عرف الواد	
وصف تخلص حسن بخش خان اعظم الدولہ نورانی عموشاگردتولیش نوشتہ اور است ہوتا ہو دل میں چساک گریبان کیجیے اصل تخلص محمد واصل رخیل حجاب مشکوے سلطنت است از دست	اصل کے آج چلنے کا سامان کیجیے سرگرم تاز کیوں نہ وہ رشاک آفتاب
وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر کین برادر حسام الدولہ نواب حسام الدین خان بہادر است کہ رخیل کار پردازان شاہی بودہ سقر را بر فاخر کین گزرا نید و در فارسی برین تخلص سیکرد این بیت از افکار اوست	عالم میں اُس کے حسن کا بازار گرم ہو
تسکین نہ درود دل کو کون کج ہو نر کل ہو وحشت تخلص ازنا گردان جعفر علی حسرت است دیگر حاشیہ معلوم شدہ اور است آہ آگے تو نکلتی تھی جسکے سے باہر	بے بار بجلی ہو وہ ہی ملے تو کل ہو اب جگر سے کلے ہو خود دیدہ تر سے باہر
وحشت تخلص میر ابو الحسن اذہالی بلدہ مینو سواد جہان آباد است اور است میں نے نزع نزع میں کی تھی مجھے خبر	ہو پچھا تو اُس گھڑی کہ مرا کام ہو گیا

واقف تخلص درویش نو در فیض آباد فی الواقع اشعار و کچھ وارداور است	
سرو ہی بازار خوبان گرم بازار نمی بین خوب رو ہو گے با و قا ہو وے عشق میں کیا فضل و ہنر چاہیے صبح پر وصل یار کی ٹھہری ++	کتنے دوست دیکھتا ہوں پرخیر داری نہیں میں نہ مانوں اگر خدا ہو وے آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیے ہاے پھر انتظار کی ٹھہری
والہ تخلص ازہند وان فیض آباد است بدلی ہم آمدہ اور است	
اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہیں کم معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ	وہ پنجہ حسینید بیعت سے نہیں کم مضمون کمر یار کا عفتا سے نہیں کم
والہ تخلص زحمت خان نزادش از کشمیر است دوے درین معمورہ کئے و در لکھنؤ بدارو علی اخبار انگریزی امتیاز داشت آبائش با وقع و وقار بودہ اند بفارسی ہم فکر میکرد و آنجا نقاب تخلص دارداور است	
گئے جو بندون میں اپنے تو ایکبار مجھے ہر عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے	تو خلق میں ہو خدائی کا است بار مجھے صورت معنی جو ظاہر لفظ کی تحریر سے
وحشت تخلص غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولانا محمد رشید الدین خان غفر اللہ لہما از دودمان کریم است و اذاکا بزادگان فخر مولدش مراد آباد و در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ بالفعل بمنصب ممتاز انگریزی در بلند شہر برسی بردماہ منیر اوج سخن سنجی و سخندانی است و مہر انور فلک مضامین و معانی گہاے فکرش دہے بزم کلر خان را شاید وجوہ نظرش آویزہ گوش یا قدرت لہمازا باید رہے مولت کلاش کہ از زبان حدود بخواست بجائے طعنہ نعرہ احسنست خیر و خوبی ذوق گفتارش کہ در زہر خند شراب از دہان اعدا یزد عرصہ نظم پامال کردہ ترک تار و خن اوست انصاف نیست کہ کوئے فن شعر و بخش اوست و قطع نظر ازین با وجود حدیث سن و غفوان شباب در اکثر کمالات جا ہی بلند و مکانی راجبند و ارد و ہم بقضای سن از رموز عشق ماہر و آشفنگ از سیایش ظاہر و دست سدا پا و قاق	

است و مخلص دور از نفاق سالماست کہ سن و او ز رحمت باخته ایم و در شجرت دوستش
آوازہ بگائی و یکدیگر انداختہ از گرامی شاگردان توسن خان است و این اشعار از کلام

آن نکتہ دان

کھل گیا اُس پر کہ یہ خط ہو اُسی د لکیر کا
استمان پر ہو دماغ اس آہ نے تاثیر کا
ہاتھ آ یا اپنے یہ نسخہ نیا اکیر کا
دو دہ عشر سب بے تن تن بے سر میرا
آپ کا بند یہ کیوں روزن دیوار ہوا
استقرار اب مری صورت سے وہ بیزار ہوا
خج تر آئے نہ ہو پر کبھی حیران نہ ہوا
ذکر سن سن کے رقیبون کی سے آشنائی کا
طوق آہن جسے کھجے گریبان نکلا
کیا کد رکھیں وہ آئندہ خسار ہوا
مر گیا وحشت جان باز تری جان سے دور
نوجوان یار ہو وہ کچھ فلک بہر نہیں
رنگ رخ میں مرے اس واسطے تغیر نہیں
ایسے مجرم کی مقرر کوئی تقدیر نہیں
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہیں
کچھ اند فون میں پہلے سے لطف و کرم نہیں
اُن کو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہیں
اُن کو جو میرے رنے کا ہجران میں غم نہیں
یون کر ہجران ہو کہ سایہ سے گریزان ہو نہیں
گردش چشم ہوئی گردش دوران جگمگو

وقت مضمون سے لکھا مری تقدیر کا
بسکہ بچ افزائے طبع نازک جانان نہیں
اُس نے دکھلایا جو خط غیر مٹھتی ہو گیا
تھی ز بس مرضی قاتل توحید اندہ ہوا
غیر سے گزینے بے پردہ ہوئے ہو تو پھر
ہو مٹا ہی کہ نہ کھینچے کوئی عجبون کی شبیہ
دل ترانگ ہو پر ترانگ نہ نکلی گاسے
آئین حرمت صہبا کی سنا تا ہوں اُسے
منفعل ضعف جذبے ہوئے ایسے کہ نہ بوجھ
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
میرے مرنے کی خبر غیر کو یوں دیتے ہن
امید آسان نہیں جو راتھانے اُس کے
اڑ چکا ہو جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
جگو کثرت نے گناہوں کی بجا یا کردہان
جو بجاتا ہو کہیں کو چہ جانان کے سوا
دل میں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپ کی
سن سن کے مجھے شکوہ لطف عدو کہا
ناصح یہی تو عین محبت کی بات ہو
جوش و وحشت سے یہ حالت ہو کہ سارے مجھے
پھرے وحشت مرنے پھرے جو دیکھا اُسے

میں تو میں سچ تو یہ ہر دشمن نہ بدلے لے فلک
 میں تو انسان ہوں یہ بتانی دل ہر وہ بلا
 گرم غمخانہ ہوا ستا آہ آتش با سے
 پردہ جانان کہاں غلو نصیب بواہوس
 بواہوس کو بھی ہوا شوق شہادت اندون
 نے تکلف آئے وہ ہر تماشا وقت نزع
 ناز و شوخی دیکھنا کرتا ہر صرف بزم سود
 ناز کی سے کب طاقت ناز دانی دیکھنا
 دیکھوں کیا سوئے بہشت آنکھیں مری
 کیوں نہ باطل سمجھوں افسار وفا
 خط کے آنے سے لگی شرم سخن
 نالہ میرا درد و شب سن سن کے عادت ہو گئی
 بزم میں ہر دم گرین کیونکر نہ ہم اغیار پر
 سو گئے جی اسی کے خفاست ہوئے نہ گو
 گذر اس اعتماد محبت سے میں خدا
 کہیں مورد جفا سے یا کے ہم ہوں نہ بعد اسکا
 تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا
 اس وجہ تک تو یہل نہ تنگ اپنا جا پھرا
 سانس بھی سینہ میں اب کھلے ہوئے پھاس سی
 اس پاسے خانی پر رکھتا ہوں جو میں سر کو
 تھکا ہوا منہ لوں کا یا پیام یاں لاتا ہر
 حاجت تیر و کمان ہر سخت جانے لے
 ہر گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات

مل گیا اس کا ڈوبتہ چادر مہتاب سے
 چرخ کی شب خواب اڑ جاتا ہر فرش غول سے
 بھاگتی ہر دھوپ میرے سایہ دیوار سے
 حیرت آتی ہر هجوم حسرت دیدار سے
 اڑا لگتی ہر آب کیا ظالم تری تلوار سے
 کام آسان ہو گیا مان مردن دشوار سے
 وہ شکر لے کے میرا تیرا ہوا اغیار سے
 جان آتی ہر نگاہ زکس ہمار سے
 اٹ رہی ہیں خاک کو بے یار سے
 سحر شے ہر تری گفتار سے
 اُسٹر طوطی ہوا زنگار سے +
 اہل عالم اب نہیں مرنے کے بانگ صورت سے
 ہر سیہ مستی نگاہ زکس مخمور سے
 گالی میں اُن لبوں سے جو آیا مرا مجھے
 مجھے چھپا لیں کاش وہ الفت رقیب کی
 مرے مرجانے کا اغیار کو اس واسطے غم ہی
 رختہ زخم ہر خدنگ ویدہ منتظر تھا
 جس میں کہ ابر چون کف دریا بسا پھرا
 کیا ہی زور دن پر چڑھی ہوا توانی اندون
 کس ناز سے وہ ہنس کر کہتا ہو کہ پس سر کو
 آلی خیر کچھ نامہ بر کچھ مست آتا ہر
 قتل کو میرے ذرا بر دیہ بل درکار ہر
 شور و نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہر

اٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین کپڑی	برنگ نقش با اُس در جب بن زمین کپڑی
وحدتِ مجلس جمعیتِ رسلے از کاتیان میر تھ است اور است	
ہر دم جو عسند لیب کو اب غم نالگی	فصل بہار آتی ہے اس کو ہوا لگی
وزیرِ خاص خواجہ وزیر از اہالی بلدہ لکھنؤ و از تلامذہ متعین شیخِ نسخ است عزیز	این ابیات بنا مش خواندہ بود
ہر چشم نمیب از عجب خواب نازم	قلم تو سو رہا ہو در فتنہ بانہ ہو
ایک عالم نے جبہ سائی کی	اے تو تم نے بھی سدا ئی کی
وزیرِ خاص وزیر علی خان است کہ نواب صفت الدولہ مغفور ویرا بفرزند ی بردار است	
داستانِ جانشین شدنش بعد وفاتِ مرحوم مذکور بخلاف اہلِ فرنگ و عزل کردن	
ایشان اور اذان منصب و طرف شدن وے با ایشان و اداسازی بخت طالع	
بدست ایشان افتاد و مشہور است اذان اعراض رفت ہنگام اسیر شدن این مطلع	
راگفتہ بودند و اٹھ گئے محفل سے سارے یار اور ہل چل پڑی + ملے غل انداز گردن	
ابو تجلو کل پڑی + این بیت اور است	
بعد رنجش کے مارنے سے کچھ حاصل نہیں	اگر تھیں الفت نہیں اپنا بھی اب وہ دل نہیں
و صحتِ مخلص متعین خان افغان از تلامذہ قدرت الشرفیق از اہلِ راجپوت است اور است	
ولے مدتِ ایک لک کی ہو بین دو بین چار	وقتِ گفتنِ جبے بان پر اسے لگنت لکھی
وصالِ مخلص نصر الشرف خان فرزندِ حلیم شہداء اللہ خان فراق از ماہران فنِ طب است	
مدیتِ صلاحیتِ شمار گزیدہ اطوار کسبِ سخن انہد کردہ اور است	
انہ گھوڑے کو سب سے زالا مھلا	انہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا مھلا
والا مخلص مظہر علی خان فرزندِ سلیمان علی خان و داد کو از شرفیق مشہور پارسی است نسبت	
تلمذ ہے میر نظام الدین نمون کردہ اور است	
یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا	کیون تو نے زین خانہ دل زار پہ کھینچا
ولی در زمانِ عالم گیر بادشاہ بودہ اختلاف است در نیکہ اول کسیکہ بر نیتہ سخن کردہ	

اوست یا پیشتر ہم فکر دین زبان شائع بوده و تحقیق تقدیم ثانی بر اول است تو فقی
 آنست که تا نانش دیگر بر تبه او زبیده و موجود گفتش را علت همین باشد اگر چه بزبانیکه او دارد
 بزبانیکه دین زبان را از فزق خورشید و ماه و شرب و در دست گویا میتوان گفت که این هر دو یک زبان
 نیست اما بجهت حال حق استادی و سه بر جمع اہل نظر ریختہ ثابت باشد و عدول بعد از عدل
 و پوائش ملاحظہ شد قطع نظر از محاورات قبض بامضمون مناسب می یابد این اشعار از ان
 التقاط یافت

طاعت نہیں کسی کو کہ اک حرف سن سکے آئے دکی ہمارے طعن تیغ ناز لے مسند گل منزل شبنم ہوئی جنون عشق ہوا اس قدر زین کو محیط دور نگی سے ترے اے سرور عنا خط کے آنے نے خبردار کیا گلر و کوہ اک دل نہیں آرزو سے حسالی مراد دل تجھے کر کے جو منائی ترک کر دے رقبہ سرعونی	احوال گر کون مین دل سبقتار کا اس شوخ کو خیال اگر ہو شکار کا دیکھیں رتبہ دیدہ بیدار کا کہ پار سا کو ہوئی موج بوسہ زنجیر کبھی راضی کبھی بیزار ہیں ہم نشہ ہوش ہوا سس بادہ ریجانی مین ہر جہاں یہ محال اگر خدا ہو پسند خاطر خوبان ہوا ہو آہ میری عصاے موسیٰ ہو
---	---

ولی بخش مرزا ولی محمد اصلش از دلی است در مرشد آباد سکونت داشته اور است کبھی جو زلف آٹھا دے تو منہ نظر کے بندہ قبا جن مین جو وہ یار واکے	اسی امید مین گزری ہو صبح و شام ہمیں لے برگو گل کو ہاتھ مین پسکھا صبا کرے
---	---

حرف الہا

ہاوسی تخلص میر جواد علیخان ازرققلہ عماد الملک مغفور بودہ آخر خلا مرزوی و در ۱۳۱۵
 گورآر سیدہ دیوانی از دیادگار است این اشعار از ان انتخاب یافت

تو نے بچا نا نہ بار اس کو تغیر حال سے کچھ کج شکستہ ہو بہت ناک رخ گل	ور نہ کوچ مین ترے ہادی مکر ہو گیا صبا دے کس بلبیل شید اکو ستایا
--	--

آشوب قیامت تری قامت سے دکھایا
 کہ تیج و تاب میں ہوتا رہتا رہتا
 لیا جنوں نے رگ گل سے کام لیتا
 دلدادہ پشیمان ہو یا سفری کا
 شوق تھا بڑا تم کو اپنے خود مانی کا
 بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
 درپے ناقہ ہوا سرشت کیا دیوانہ تھا
 بلکہ ہر خواب غفلت یہ بھی ایک افسانہ تھا
 فریاد رس ہو کون ترے داد خواہ کا
 رو سیہ مفت ہو گیا کاغذ
 آیا نہ میری خاک پہ وہ کلبہ منور
 خط کے عمارت ہیں بھیجا تقویر ہر شرط
 اس خاکدان میں آہ مگر ہوں بان ملک
 کرنا بھی لھتا جو کر گئے ہم
 گریبان گریبان اُدھر گئے ہم
 پار کو اب ملک غبار ہی نہیں
 کہ جو زندگی میں ہم رہے ہیں عذاب تھیں
 پر خدا جانے کہ اُس دل میں اثر ہو کہ نہیں
 قتل کے بعد بھی صبر تجھ کو تو وار کئی

ہے حشر یقین ہم کو صنم جب سے خدائے
 کیا ہو کس کی نگھے یاد آلف نے بمبار
 چمن میں ہادی نازک مزاج جب آیا
 دے زندگی اپنے سے نہ خاطر کو تعلق
 کیا مضائقہ اس میں ہم بھی گر ہوے رسوا
 نہ تجھے ہادی کا شکوہ ہو کچھ نہ سودا کا
 محل لیلیٰ دل مجنون ہی تھا پھر کیوں غم
 دل ہوا آگے نہ ہادی سن کے حال نکان
 اندیشہ کچھ نگر مری فریاد و آہ کا
 مرے اعمال بد کی شامت سے
 ہادی مجھ پر شمع بجھی اور جلی براہ
 حالت خستگی و ضعف ہوتا اُسے عیان
 اٹھتا ہو جائے نالہ مرے دلے اب اغیار
 صد تے ترے ہو کے مر گئے ہم
 خندان خندان جدھر پھر اوہ
 ہم تو مدت سے مر گئے ہادی
 کسی پہنوں گی ہرگز پس مرگ یہ عقوبت
 یان تو نالے نے جگر آب کیا ہو ہادی
 جی میں حسرت زہے زخم کی تیرے قربان

ماٹھی خالص میر محمد ہاشم باشندہ لکھنؤ از شاگردان سودا ست اور دست

ادھر سے پر جواب صاف پہو چاہیو پہو
 ایشام آرزو میں تو کسی کا کل سے پہو چٹا

مراسیو اُس تک نامہ پر آرزو پہو چٹا
 دماغ آشفہ ہوتا ہر صبا لکھت سے سنبھل کی

ہاشمی خالص حاشیہ معلوم شد مگر اینقدر کہ وطن اصلی نے معورہ جہان آباد ست از دست

نشہ می کشونکے کیا فلک سر پر اٹھایا ہی مجھے تھا دھیان زلفوں کا جو وہ خورشید روایا	کہ مست ابرسیہ ہو کر جن میں هجوم آیا ہی خدا نے غم کی را تو نہیں خوشی کا دن لکھا ہی
ہدایت مخلص ہدایت خان عم شاد اللہ خان مرحوم کہ بغرائی تخلص بود از مریدان ہستاد گردان منصور خواجہ در دست طبعش بغنون نظم قادر و از نکات دغور مض آن فی الجملہ ہر در ۱۵۰	از ہنر خان فانی بعشر نگہ داد فی نقل کرد این اشعار از دیوانش ثبت شد
نہ رحم اسے ہر جی میں نہ دل میں اپنے نصیب دیکھ اُس کے چشم مست کو دل تو بہک گیا نا تو فانی کا بھی احسان ہر مری گردن پر جا ہا میں درد دل کہوں پر اُس کے روبرو جس دم زبان پہ یار ترانہ آ گیا کشتی ہی نہیں یہ جسم کی شب سینے کے تیرے لپٹتے ہی اے میر کاں بند میں چھوڑتا ہوں کوئی اُسکو مثل حلقہ در ہنستے ہیں آپ اپنے رولنے پہ ہم ہدایت شب بھران میں ترے صبح کے ہونے ہوئے کرنا نہیں ہر جانے کو دل کو سے بار سے صبا کو جسے اُسکے مت اڑانا خاک کو مٹھا	ہم ساری گزرتے کی کیونکر الکی کیا ہو گا بس میر بجان دو ہی بیانون میں چھک گیا کہ ترے باؤن سے سر عجب اٹھانے نہ دیا جیون ز جسم یکد گر لب اظہار مل گیا کچھ دل کو چین آجان کو آرام آ گیا یار لب کیا آج سو گئی صبح آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند یہ سر لگا ہو مرا اُس کے آستانے سے گر یہ میں اب ہمارے تاثیر ہو تو یہ ہر استخوان شمع صفت بہ کئے روتے دوتے گو اس میں جی رہے رہے ہتویان رہے مبادا گرد اُس کے چہرہ کلفام پر بیٹھے
ہر چند تخلص ہر چند کشور نیرہ راجہ گل کشور باد فروش از اشعار دوست پردہ قلمات دل پر سے وہیں سب اٹھ گئے	شیعہ روئے جس پر پراغ بزم کو گل کر دیا
ہر چند تخلص عبد اللہ خان از سکناے دیور دیور لب تخت عین خان از ریسان لکھنؤ است و راست تو گرفتار ہوں کھر رسم مجھے یاد نہیں	اس لیے لب پہ سے نالہ و فریاد نہیں قیس صحرائیں نہیں کوہ میں فریاد نہیں
ہمزہ مخلص شاہ ہمزہ از رویشان دہلی است اعظم آباد رفتہ اور است	

ہاں کس کس کے تئیں بیٹھے ہم یاد کریں	غم مجھوں کریں یا نام فرہاد کریں
ہممت تخلص اخوند بہت از آدمی زادگان را میور است اور است	
عجب گردش میں اپنی اندون و قات لگتی ہے	غنیبت ہر کوئی ساعت جوئے ساتھ لگتی ہے
ہوش تخلص غلام مرتضیٰ از اہالی این بلدہ فرخ است اور است	
جان کرتی سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن	جسٹان مستور نہیں تیری جدائی بجھو
باغ ہستی کی دہن سوچہ کئی کیفیت	سے گل رنگ جو سانی نے بلائی بجھو
واہ کادل نہ خاطر میخوار تو رہیے	سوار تو یہ کیجیے سوار تو رہیے
ہوش تخلص میر تقی میر الدین از شاگردان میر سودا است اور است	
یار ہنستا ہر چشم ترکو دیکھ	گریہ تلک اپنے تو اثر کو دیکھ
ہوس تخلص مرزا محمد تقی خان از کلانیان لکھنؤ است مظہر مکارم پسندیدہ و مصدر	
اوصاف حمیدہ ہوس شعر بسیار دارد گفتارش در نظر مقصود آوردہ این ابیات از دست	
نزع میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا	آئی پہنچی تو کہا اُس نے ہمیں یاد کیا
جانا ہوس کی بزم میں مسکروا نہیں	بدنام ہو تو دوستی گل سے لے صبا
مجھے کیا گلے زلمے کی خبر سچ تو یہ ہے	کہ ترے عہد میں تجھ سا کوئی پیدا ہوا
عشر میں ساتھ لے گیا کیون نشان یار	سنے سے میں نکال کے پیکان چل ہوا
ہوئی مجھ کو درد عشق نے غم میں بھی اک خوشی	لہنے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
انکار سے کیا تھارے صاحب	بندہ تو غلام ہو چکا اب +
ہوس جب ذکر آ جانا ہو اُس کا	زبان ہوتی نہیں دود و بوسہ بند
رنجش کا انھوں نے بھی کیا وقت نکالا ہے	مجھ سے وہ بگڑتے ہیں جب خوب سنوئے ہیں
یہی ہو سوچ مجھے چین کیونکر آئے لگا	جو یا تیری ادائیں مزار میں آئیں
غش آجائے دیکھ کے فساد کو کہیں	پر دیے اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو +
میں درد دل کہوں تجھے تو کھل کھلا کہنے	نہ میری سادہ دلی فرتار کہیں جاے
تو پانہ ترا صید ترے تیرے کو کھا کر	اس دے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جاے

بھنوں سے تھوس ہو دیکھتے ہم جل کے مقابل	تھوڑی سی توانائی بھی ہم کو اگر آئی
حرف الیا	
یاد تخلص میر غلام حسین ازاد قارب مولانا عبدالعزیز است رحمتہ اللہ علیہ کرب باطن زلف مولانا محمد الدین طاب خراہ نمودہ وطن نظم ادتلاء اللہ خان خزان گرفتہ اور است	
جو کون چو ہوا بر دے خدا کے آگے	اگرستم بھی نہ ٹھہر تری تلوار کے آگے
یاس تخلص خیر الدین ساکن دہلی طبع شگفتہ دارم اکنون بفکر شعر نمی بردازد خوشہ چرخین فیض خدمت تو تن خان است درین ہنگام طبعش بکرب طلب مصروف است گویا ہمیں سبب ترک سخن نوزدہ اور است	
جب تلک سٹ نہیں لبنا نہیں اصلا ہلتا اب تلک ہو آنکھ میں شب کا سماں چھایا ہوا ہنشین بات وہ کہ چکا ہو کچھ بھی سراپاؤں دل میں سمجھ کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چلتے ہو ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا جاتے ہو سمجھو تو یہ سونے کو تم خاک کیا چاہتے ہو کیا قیامت ہو نہ جینے دو نہ مرجانے دو اور ترانا از سے کہنا ہے ست آنے دو سے کیا کوئی بوسے لب شیرین کے تھامے کہ ہی ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہو دیکھ قاتل کا مرے وہ بیان بنا جاتا ہو و ان بکھے طیل ہو بیان کام ہوا جانا ہو کہ برہمن ہیں پرستار کہن پنجر کے و ب گیا ہاتھ سے سیکڑوں من پنجر کے بجائی نے کیا اور بھی بیستاب بکھے	ہوں وہ ثابت رہ الفت میں کہ جو نقش قدم اس طرف کو دیکھتا بھی ہو تو شرما یا ہوا زا نوے یاس کہاں اور سردار کہاں رہلہ غیروں سے جو ہا مجھے وفا چاہتے ہو عشوہ و نماز و ادا طعن سے کہتے ہیں مجھے ماشوق زہر خ اپنے کے جلانے سے حصول شریت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو ہر قسم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا لب بند ہوں لذت سے جو نام لے زبا پر وصل جالتوز سے پر دانے کو کیا ہوتا ہو دم تو لے تیغ تلے لے تیغ دل تم جا گردن غیرتہ خیمہ کو ہنسی سے رکھ نہ بوجھیں گے چارہ نو بندگی سنگدلان تھو تشیع عقیق اپنی ہبسا دی اس نے کاش میں پر دیکھا شکوہ ہی مگر تا ان سے

یقین قلم انعام اللہ خان خلف ظہر الدین خان اہلش از سہرند است و مولد و منشاے
دی جہان آباد بامر از مظہر بغایت مربوط بودہ و فخر تلمذ ہم دہشتہ جو نیست نیکو روے
و خوش خوی بہت و نجسالم بود کہ پدرش اورا کشت و وجہ قتل ظاہر نشد در فن نظم مکتبہ
مطلوب با دوست کلامش سیر تک است حلاوت دلخواہ دارد دیوانش بہ نظر سید و این ابیات
اذان انتخاب و درین اوراق درج گردید

اگر کئی محبتی را سبب عجز و بیابان کی ہوا
ملنے ہی تیسرے مجھے یہ دل آشنا نہ تھا
ہندہ جو جو بتوں کا ہوا کیا حسد نہ تھا
رکھ مری آنکھوں پہ دیتے ہو کف پابہ طرح
یقین کرتا ہوں کوئی اس قدر دیوانہ نہیں کہ
آج اس طرح کا دیکھا ہو پر یزاد کہ بس
اس درد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
پروردگار کو دین انفسر ہاد کا سر چہرہ میں
کچھ عاشقی نہیں ہو زور آزار مایان میں
جو جو روے کا فراسے کس طرح مذاب ہو
جی نکلتا ہو مراد دور سے جہلا د کو دیکھ
قامت دور ہو کس دن ملے گی داد کیا جانے
کب کوئی گل کے دوانے کو خبر کرتا ہو
نہ زبرا نہیں یہ فضل پھر بھلا بھی ہو
ہم آخر ہوں گے دامگیر اس چاک گر پہلے
لیجے نے کیا یہ کچھ بیگانوں کو کب اس کی
خدی ز صفت دہلے نے ہمیں دھومیں بجا سکی
ان سوتلی ضد سے ہوا جو ان مسلمان تو سہی

ہر گھڑی صحرانشینی پر نگر جرات یقین
اتنا کوئی جہان میں بھو بیو فانی نہ تھا
جو کچھ کہیں یہ تجلو یقین ہو سزا تری
خارے خرگاہے کی ڈرنا ہو میرا نے طرح
ہمارا آخر ہوئی ہو اب تو سینے لے کر بیان کو
تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا +
کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتوں کا عشق
اس عشق کے کشور میں آنا ہو حق و باطل
خسرو کے منہ پہ چڑھنا اور بیستوں سے بھڑنا
یقین بتوں کا ہوا جب سے بندہ تب سے ہوئے
ان کہ نہ کار و غم ہوں میں کہ مرنے مارے
گلا تو پھٹ گیا ہو نالہ ہنس یاد سے میرا
یار کی بات ہمیں کون سنا تا ہو یقین
اگرچہ عشق میں آفت ہو اور بلا بھی سے
میں فرصت کمان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلا
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے تو فغ کیا
کیا قیدی شریعت میں ہو پرواز اول میں +
اپنے بندو نکو جلا کر داغ رکھتے ہیں یقین

جس کو منظور ہو مرنا ہے جینا ہو عذاب	ہو دم پاک سجاد شمشیر مجھے
جو رو جفا میں بار بہت ہو گسادیں	کرتے تو کی پر اس نہ آئی و فاجہ
لیک رنگ مخلص مصطفیٰ خان از مردم این شهر	نیکباز مرزا مظہر است علیہ الرحمۃ گویند
در صفت یکرنگی بچون یگانہ و از دیو درنگ	یگانہ بود آری این اسم مبارک را بہر گشت
علازمت سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ہمین تاثیر است کہ صاحب آن از اتفاق
چون ذل بومن دور می باشد و تاثیر اسناد نفوس	اسلم است کما تقر فی عمد و ہمین تقریب
این مخلص اختیار کردہ بود اور است	
کیون ہوسے ہو تم کو دشمن ہلے اس قدر	دوست کا ہونا ہو دشمن کوئی سیلے اس قدر
رو شٹا ہوں اس سبب ہر بار بین	ننگے تیرے لگوں لے یار میں +
نگہبان چاہیے مد ہوش کے پاس	تری آنکھوں سے کیونکر دل جسد اہو
کیا جانیے وصال ترا ہوئے کسے نصیب	ہم تو تے شراب میں لے یار مرچا
جدائی سے تے اے صندلی رنگ	مجھے یہ زندگانی درد سہر
یوسف مخلص میر یوسف علی از شاگردان حکیم عزت اللہ	خان عشق است اور است
نہیں جو عجب قصہ کی مجھ ہم کو خبر یوسف	زبان پر رات دن اس یار کا سامنے لکھتے ہیں
خاتمہ المنت لہ کہ این ذیبا عروس	جال شایستہ در بر آوردن و این فریبندہ
شاہد فکر سزاے در آغوش افتر دن آمد ہوس	را منزلت عشق از دانے
شد تا عشق را چہ پایہ افزودہ باشد چشم باخیرگی	از نظارہ اشش سیر نیست
دول باہم عین الکمال از نگاہ زبیر مرگان	معذور نکاد العیون ناکلہا والعلوب
تشر بہا و با این ہمہ جامع این کار نامہ را سری	بار ایش زلف پریشان فکر نبودہ
چہ نمی بینی کہ آئین این نگار خود آرا از سادگی	بستہ ام و از نے تکلف طراذ حبیب
و دامان کردہ و نہ بین از ان بود کہ نغمہ گر ساز و برگ	فواند ختمے اگر خواستے
زہرہ پرخ آمدی و عطارد و صغیر بے ہشانہ زدی	اما پیش نہاد نظر دور بین آن بود
کہ این رنگ در تذکرہ فارسی ریختہ شود تا ہر یکے برنگ	در جلوہ گر باسند و ہم

سخن از بلاغت نگرزد و نیز فرمان وقت بقصر و سلامت بود اطباب و وقت را بحال کو
 و معہذا خری و الیق بہ ان یکتب ہذہ السطور علی وجات الحجر لفظہ مثل النسیم المعطلا
 علی الریاحین و الا زہار و معنہا فی الذاذ السمع کصوت الاغانی والا و تار و الحمد لمدجل
 و علی و الصلوٰۃ علی سید الانبیاء آلہ بدور الدجی و اصحابہ بنجوم الہدی و السلام علی
 من لیس اصحاب البیع و الہوی

قطعہ تارخ لمؤلفہ

سرے جون گلشن بشار نیست
 عمر تارخ آتماش سرے
 تازہ و خرم بعالم گلشن
 عند لب فکر خرم گلشن

تارخ من حجاج افکار ایدار مومن خان

اس تذکرہ کا جو ترجمہ بھی بھایا
 مضمون کا جو ہم دیکھ کر فرمایا
 مومن کو خیال سال تلخ آیا
 کیا گلشن بشار پہ ہا دل چھایا

ایضاً

کیا تذکرہ شیفہ نے لکھا
 یوں نکتہ شناس بہن پر ایسا
 انکار لبند سے بنایا
 ہر فقرہ نشر جان مضمون
 کیا بات ہو منتخب کی تیرے
 ہر نقطہ انتخاب تیرا
 تیرے چرخ سے ہر سرفراز
 معنی ہر سطر از الفاظ
 اے تازہ کبار بلغ مضمون
 ہی تذکرہ یا رباض فردوس
 مومن نے جب اس میں دیر تک کی

ہر شیفہ جس کی جان معنی
 کوئی نہیں قدردان معنی
 نہ جبرخ پہ آسمان معنی
 ہر شیر روان ردان معنی
 اے منتخب جہان معنی
 حنا ل رُخ و لبان معنی
 الفاظ کا پایہ شان معنی
 الفاظ بہن مدح خوان معنی
 اے گلشن بے خزان معنی
 فردوس ہی یا جہان معنی
 سرگل و ضمیر ان معنی

آیا هر خیال سال اتمام غنچه کی طرح سرفروختا جب نغمه سارانه بود سکاوه بالقوس که هر اسکی تارنج	تخاوه بچی تو باغبان معنی یکچند ده هم زبان معنی دستان دزن داستان معنی گلده سته گلستان معنی
--	--

ایضا

منتخبها شیفه دیدم مومن از دوس نکست دانهها هر که بشمر در حوت اعدادش	خاله نکسته دین طرب با یافت سال تاریخ منتخبها یافت نخست دانش و ادب یافت
--	--

اقطعه تاریخ از افکار سیخ غلام ضیا من کرم مخلص

لواب ذوالقدر که از دعت قدرش نوشت چو از نگین تذکره کز رشک هر نکته سر بسته او غنچه معنی است پسیدم و کشودم و دیدم بسراپا انگشت که ز در لب معنی بخین سحر تا هست گمبار رنگ خامه شش در اوج شکله رشک پرچه کشاید در مدح صفای سخنش آنکه کردار در فیض معانیش گریح طراز است تا شمشاد اندیشه او نیز روان است سر که چنین نغمه خوش دهنده سال هر مصرع او سر و لب چو که بیان	با این نغمه نظم فلک خال مثال است مانی رفیقان را الف سینه بغال است هر خط خطیخ است که بر لبک لال است از معنی رنگین چمن خلد مثال است دستش بر صفی جو بر گوش دوال است در دیده گمراهمان رخ سفال است شبهه از فلک سیر قلم رنجته بال است حیرت هنر دیده را بر باب کمال است چون ابر گمبار قلم دارگ نال است هر آب زامت شناسا و شمال است عقل که برایم خضر راو کمال است ایل نقیض و زب ده بحر حلال است
---	--

ایضا

آنکه معنی را بزب گمراسته	تذکره نوشت رنگین چون چمن
--------------------------	--------------------------

صحرای موزون او سود و مراد معنی او یوسف مصر جمال جدولش نه نیست از آب حیات چند فیض صفائی نقطه اش موج کوثر خطش از جان پروری لبیله شورش ز عشوه دلربا حسن نظمش میکشد دلباه خلق سر طایر صیدا گرد و بجز رخ بلبلان از دل بدیوانش فدا در شنایش تا کرم دریانده است	نقطه مشکین او مشک ختن لفظ او در چشم اعظم پیرهن مرده را جان میدهد هر نفس به تن در صدف را از شنایخ در دین صفحه اش از تاب شمع انجمن ترک نثار از غمزه راهزن شام غربت بستر از صبح وطن گرگشاید دام از زلف سخن جسزد گیرش را قماش گلبدن گفت تا رخش طلسمات سخن
---	--

قطعه تالیف زاده طبع نواب فخرالدین محمد خان المتخلص به خرد

چون جناب شیفته بچشمین دهر بلبل طبع خسرو تاریخ اد	گلشن نثار از افکار رنفت نغمه لای طوطیان همد گفت
---	--

تقریظی که جناب مومن خان برین سفینه بقلم گهربار آورده اند

مومن مونس مدح خواتی دارم از بهر نثار گوهر درج سخن	نیسا خم و جوشش دو قشال دارم صد لعل در کان نکتة دل دارم
--	---

طوطی را بلذت شکر معانی ذوق نواذ آب در دهان گردید از شیرین نواست تا چار
است و بلبل را بهار رنگین بهانی گلشن پرواز گل تا آشیان رسانید ترک
غزل سرائی دشوای سرودی بیاد مستی داده اند گریه ستان سر میدهد و آینه
مقابل ساده روئی نماده به نقش جوهر صفانت بر جان خود سر و شوی می بند
حسن شعله هزار می بزم افروخت چه تاب که نگاه گرم پرده چشم ناست اگر
نمود و جمال شمع رخساری عالم سوز چه جمال که آتش مشوق جگر سوز شعله
بشبتان خمیر پروانه پیروز دوم میجانی معجز نثار دیده زبان میساری حسنت

آفرین است و شاه پس بر بالین نیم جانے رسیدہ شورم جہار اسبب این در فرودوس
 بر دے مومن کشادہ اند سپاس گویان چگونہ در نیاید و کلید صنم خانہ بدست بر پینے
 افتادہ چرا زبان سپید خوانی نگشاید شغلہ طور سوز پر تو فکن است اکلم ار نے سنج
 را سر گری حمزہ در آتش لہر آب افروز زبانہ زن کبری بشیر بر زری انفس مجبور
 و من بسر کو کین رسیدہ صمدانی آئینہ بسنگ میستون نوان شکست و گلزار کشمیر
 بعضی زندان و اشید زبان دیوانہ بزیر نوان بہت داد و فکرت اعلا مناجات
 نیا فریادگی در دست و بار بد و محفل خرد و حشاموش تشنید کجاسرا ساز نشاطی
 آتادہ شد از مزہ مطرب جا دارد و بزم انبساطے ترتیب یافت پرده ساز شایستگی
 دوا با قفل مینا سامعہ نواز زندان گشت بیتانہ چکن اگر بخندد و نواسے از غنوان از چرخ
 ناہیدہ بالا تر گذشت پاس افاس و کش کہ پسند و صباے مشکبار تر طیب دما حنا
 نمود و رودے فرستن می باید و نسیم بہار قطیر مشامہا فرمود و عطاس حمد نواد اجبہ
 سے نماید رباعیات

این غنچہ کہ رنگ صدف گلستان دارد	بو کے چوسیم باع رضوان دارد
بشگفتہ دماغ باغ و لہا شگفتاں	لب لبتن قافہ قافہ امکان دارد
ہر زمرہ بر اصل طرب میریزد	ہر نفس بر آہنگ عجب میریزد
این نغمہ دلکشادہاں کہ سرود	بیچو استہ اسلت ز لب میریزد

سخن سخن را فوید کہ شفیقتہ معنی نواداد سخن شناسی دادہ و سخن شناسان را
 مرشدہ کہ کار بردار و دیگر نصفت سرشت افتادہ نکتہ دانے جان بلب رسیدہ عمر
 دوبارہ در باب عیسی نفس معجز است و خارج آہنگی سر آسمان کشیدہ
 یہ پردہ عدم با شتاب داد و الکافی نغمہ سرے نے تیزی چون نقش تازہ خاک
 ہرگز در نارسائی نماند و حوت غلط عزم سفر چین ابرو دے آہو گیران نفس سخن
 چینی بردوش است و مردم چشم کج نظران در ماتم عیب بینی سیاہ پوش
 اگر زبان ناہید است جز مدح سرے کے پردا زمش زبان نتواند کشاد و اگر بخیر

خوشید بخت و فسر و دش انگشت نتواند ساد را با عی

آن شیفته کو خود گرامے باشد	سرخیل سخنوران نامی باشد
اکنون که حسد مانده الا بعدم	محمود شنائے و نظای باشد

نظم که پسندید پسندیده شد و بیتیکه برگزیده برگزیده سخنی که بگشت بے سستی کز لک
از صفحہ محو گشت و شعر که در گذشت جز بهنگام ہندیان برزبانے نگزشت ع زہی
انتخاب و زہے منتخب بہ ترک فضول منظور نظر تارکان فضول است و بحسن قبول
مقبول خاطر حسن قبول سخن چہن است و سخن چہن نیست خوردہ بین است و خوردہ بین
نے نہتہای علمش نامعلوم و اندازہ فہم نامفہوم مدرکہ را فہم اور اش و توار و تار طقہ
را بجز و صفش اقرار آید سخن سنجی در شائش نازل و حدیث ہمتائیش چون دین مشرکین
باطل بسخنہاے دلپذیر لبریز جان سخندانے و لمبعا نی بے نظیر جہان معانی بدو
غور عمیقش کردہ آسمان جز و لا تجزئی و بخصیض فکر سایش اوج طالع رسانا سادہ جنب
نزد لپیش عطارد و از بنات انعش نفور و در برابر نظم بلندش نظم کرسی نشین ثریا نشور
بدرستی سطر کتا بکش سطر کمکشان خط سادہ بنودی اشعار سچو ابش از جواب حوصلہ شعرے
فرسار با عی

خوشید ز رشک رے تابانش سوخت	سرا از حسد و رخ او جانش سوخت
از ہر خمیر انجم افلاک سپند	بر نثر کتاب و نظم دیوانش سوخت

سعادت و طمٹ جہان آباد را سمرایہ نازی فکر دانیدہ کہ کمال از نسبت صفایان
عارے ندارد و کلیم از نشو و نماے ہمدان انکارے نقش جہان جو ہر ویرانہ از رنگ
نظیر این شہر شدہ گوہ الوند خاک راہ ہر خسرا بہ بہار تعمیر لطافت بہر خاک مصلہ
بر سجودینہ سجد و کرا است و آب رکتا باد از تہ شک نہر فیض اشکبار از انفا تیکہ
بحال ریختہ گویان فرمودہ و بندے از فقار اینان سرا ہم نمودہ پارسے زبانان
بحریت ہندی نژادی نامہ ایجاد اند و تازے لسانان از درد ناکسے و بے اعتبارے
اور فریاد و واج گلوے ہندیان بان پایہ رسید کہ آفت اعراب شاد و لفظ

در حرف نادر گردیده امروز که فصاحت محسوسات تا کرم خود ستا بست لقب
عبدالواسع و ولی کو سب و صحرائے ترنج خسرو بر نظامی عجب نبیست و تفوق جماله
بر جامی بے سبب فی شاگردی بود و سبب اعتبار حریر است و خط و اشع
جان داده منجر طرازے میر تلکین انتخابش چین در پیشانی ساده رویان انداخته
و صفحہ رخسار نو خطان را کرده تصویر مسطر ساخته از روی طبع تصنیفش تالیف از دقت
فکر تالیفش تصنیف هر چه از دیگران نویسد هم از دوا فی که موجود مضامین بیگانه است
و آفریننده تازه معانی

ندیم چنین شاعری نکتہ سخن بدقت اگر موشکافی کند قلم را نملک سخن گسترے اگر سرور مصرعے بسته است طلاقت شکر خند تقصیر او شرف داد خود را بمیزان شعر حلاوت ده ذوق شوریدگان تراود اگر از لبش آفرین چون نظم ترا کند انتخاب به نطق گدائے جو جنبه برش اگر مصرع زلف بجان شکست سند تاو طبعش بنیاد همسار نگار می که در کف خوابسته است چو در اے منیرش نداند صواب ز حسین احسن معنی بنابر	که ریزد ز کلمش گهر گنج گنج ز موهے میان شربانی کند زاوازه دارد جهان داور می ز شادی خوش انجای چفته است عزیزت زبان بند خیر او چه گری نشین است از دستان شعر بندش پسند پسندیدگان دمد جان دران شعرو روح الامین شود نقطه از کاستن آفتاب ز سلطان بر دشتا بیت و فرش ز فم در دستش نگیرد بدست شگفتن ز نگارهاست بے اعتبار و مضمون ز کنیشتن حجت بدست افق خط کشد مطلع آفتاب هزار آفرین بر چنین امتیاز
---	---

عالی الله کتابی که از کتب ساده رویان در بار ترست و از هفت اب نامه سلسله

مویان تاب فرساتر سوادش بسیا ہی شب وصال مہ رخان ہلال ابر و ناخن می بندد
 و بیاضش بر سپیدہ صبح گلوے زہرہ جبینان خورشید رو میخند و حسرت کشان
 ویدارش پیش نظر دارند و آرزو مند ان ہم آغوشی یار در بر معنی معجز قرین جان بہ تن اود
 دلان در دیدہ و با لفاظ حسان آفرین لیسند انتخاب روح القدس گردیدہ ہر صفہ اش
 از رنگینہ مضمون صفہ تصویر و ہر ورق از شگفتی معنی گلبرگ گلزار کشمیر بقراری ابوب
 ہر فرقت ضرب المثل است و دیدہ یعقوب از فرط اشتیاقش احوال و عطف خوش گفتار
 تذکرش ذکر جنت و حور از مجربات شمرده و زاهدے سالوس شعار بیادش شش جزو
 اوراد بفراموشی سپردہ پیشے کہ دیدہ دیدہ بنیاست و گوشتے کہ شنیدہ گوش
 شنو ابہ روشش کو شنیدن مرد و دودخو مندان شدن است و طعنہ ترا شنیدن
 تیشہ بیایے خود زون تحسینش سدا اعتبار عقل محال اندیش است و تقریش نفوس
 ادراک نیست فطرت ناقص کمال غولیش کییکہ مضمون کس میابش نفہیدہ ناکس است
 و نمئے کہ بادج معینش نہ رسیدہ نارس مادحش محمود است و قاقاش مطرد ستایش
 ہمہ انصاف است و کاوش بجلل اعتراف مہمل سخن چینی ہرزہ دلہے است و عجیب بینی

از نامینے رہا حیات

انزالہ ماتے ملک غم نکند	نفرین کسان قدر فلک کم نکند
رد کردہ خالق و خلایق باشد	ابلیس اگر سجدہ بر آدم نکند
کورسے کہ گرفت خوردہ بر مہر نہیں	بگذار کہ چشم او ندارد تنویر
گر کحل کسے ہمہ جواہر دارست	بنا نشود دیدہ ہائے تصویر

بہ نسبت ہر بامیش نیازم و بہ دولت قدر و آیش از سرمایہ اثر مخاطب
 نے نیاز ہر کہ یکہ سفتہ ام صد گوہر حسنت شادم کردہ و بہ ہر سخن کہ گفتہ ام
 ہزار آفرین بر لب آورده از کذرت شیرین بیانیے تا بلب شکرین نہ پر داختن
 چہ ذوق معانی است دیگرم خوئے شعلہ زبانیے دل از صحبت آتشین عذاران
 سر و ساختن چہ دل گرمی آتش بیانی اتحاد ہم بان پایہ کہ خود ستائے اگر

سنت شعرا شد استعجابان انصاف ترجمان بد محبت کشودن نتوانستی و اگر از بدگفت
چاهلان بدظن آگاه نبودمی لظن از دیگران بهم دام گرفته ستودمی لاجرم بشا نشسته
بنی نگارم که بیم نادانی تا اهلان دارم عذر تقصیر از بهی دانی و معذرت
نخوشی به اطناب سرخ خوانی و تفضیل رستم کش ایجاز میکنم + یک حرف
مینویسم و صد ناز میکنم + چون از رحمان اختصار بهم آست که دعای دلپذیر قبول
فراموش نسازم اولی آنکه از خشوع و ضراعت بدرگاه خالق سخن آفرین شور اثر نواز
در آسمان زمین اندازم تا حرف جان نواز بر زبانها رود و سخنی دلپسند آواز
اش بلند باد و تا معنی دلپسند مذکور شود کلامش در زبان باشد و نامش بصیبت
این ابیات مشهور جهان

ابیات

شعیتة آن ساحر معجز بیان دست او در نگاه نکته بین گفت نظمش را ملک سحر طالع ناز هایش دلپسند شاعری نالۀ عاشق چه آید در شمار برگزیده بسی از اشعارها نخست از تعریف شاعر هم نوشت بر بهار نظم رنگ تازه بست نغمات گلشنان تاب کشید از به تاریخ سال این کتاب گفت مومن نکته پرداز اجل بسکه با یکتایش افتاد کار	کردش اعجاز فزون هم زبان صدید برضا بود در آستین لاف سحر سامی شد خال مال نرنگ گردن کند شاعری طبع او موزون ترست از قدیار حرف دلکش حمده از گفتارها دیگر باین صفها کم نوشت فی سخن او راق گل شیراز بست نیخ رشک او سر بلبل برید هر سخنور مصرع کرد حساب انتخاب و پسند ببیدل نیست از اعداد ثانی در شمار
---	---

تقریظ که حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بهادر متخلص باز زده برین تذکره

رقم فرموده اند تعالیٰ اللہ جو شش معانی گزین کہنے خواہے نظر لالی شاداب
 سخن از عیان اندیشہ بر ساحل بیان میریزد و حجاز اجوم مضامین رنگین کہ بے گویا ہے
 سحاب طبع غلہا ہے بر دمنده افکار از سرستان خاطر سر بر میزند دوشیزگان الفاظ
 را از لای کشاکش گیسو بادست فکر نے پرواست و آبکار معانی را انما کے بغل گیری
 تنگدرا با طبع خویشتن آراست خاطر اندر نگینی معانی رشاک نگار خانہ چین ست و طبع
 از شگفتگی مضامین غیرت فرو س برین فرد فوج بفرج ز معانی حشر خوانده و ناخوانده
 در آید ز در تاجا ناہولے انداز ستایش و آہنگ تو صیف نگارین مجموعہ دسر دارم کہ
 نا شاطہ تقدیر عروس رعنائی عالم را بہر بند گوہر نگار ثوابت و ہر ہفت سیارات
 زیب و زینت داد شاہد زیبای سچ تالیفی بدین حسن ترکیب از جملہ غیب در قضای
 شہود قدیم نہاد و تا نقش طراز قدرت صفحات صحیفہ امکان را بتصویر چسبندین
 نقش و نگار غیب تر کن دادہ نقشی و نقشین تر از آن بر لوح سادہ کار ہستے
 نیفتادہ ہما نا از جادو طرازے جن آرائی این گلزار جاوید بہار است کہ از نظم ہنرے
 و شرفارسی صباحت و ملاححت بر روی ہم رنجتہ و نگ را با قند پارسی آمیختہ تا کلک
 چو ہر سلکش این گوہر ہاے معانی سفتہ تکتہ آلد ہر چون تکتہ عمان و نہا نخانہ عیار
 کساد بازار می رو نہفتہ فلاید الصعیان چون قلاوہ زرین و مرسلہ در زمین از
 ہم ستہ و غفل و حریف سلافتہ العصر بر زبا نہا تلخ تر از مرارت خنظل گنجینہ و
 خزینہ دولت شاہی در برابر فکر ہاے جزا نکلیں چون خستہ زینہ عدن و دوفینہ
 معدن بقدر تر از درم ہا ہی تا آتش رنگینی شقایق غبار آتش افسر و ختہ والہ
 و غستانی در خاک چہ داغ ہائے حسرت بدل سوختہ بنائے سفینہ مروارید را
 باب رساندہ و آشکدہ اور ایون داغ لالہ نجا کتر نشاندہ سفینہ صیانا لیلہ خور
 چار موج گرداب آب افعال است و بیاض کلیم سہرہ روزگار تر از سیہ مشق
 اطفال و چگونہ چنین نباشد کہ فراہم آوردہ سر آمد بخوردان مہمنے گستر آفتاب
 مجموعہ کمال و بہر شاہ بیت سفینہ قابلیت و اسقدا و بیت القصیدہ دیوان فضل

برده و مداد مشکین سوادش دود از نهاد و سحر بر دے عروسان فوشاد نژاد بر آورده
 تراشته خامه اش ہم بهای ریزه های عنبر و مشک تا تارے دگر دزدان نامه اش عبیر
 پیر این گلهاے بهاری نشور ملاحت کفارش نمک در دیده حساسدان انباشته
 و آوازه بختات خاطر نشینش مهر بر دھان حرف گیران گذر شسته ریخته که از قلم
 سلاست ریش ریخته آبروے چشمه سلسیل بر خاک ریخته بشنیدن اشعار رنگینش
 پرده گوش پرند بهاسے و بذر کرامیات در رفتارش زبان در خاصیت ابر نیسانی ماه نو
 هر چند از شام نیلگون و سحر را بر در کشید آما در برابر غزل مصرع بلند او سر سبز گردید
 سفید ه سحرے هر چند از فلق گلگون بر چهره مالید آما در جنب بیاض رنگینش بساط
 سرخ روی بر روی خود بخید هیچ بیاض اشعار فصاحت آیات او در صباحت و صفا
 بر روی روزگار صبح بنا گوش بسته و شام سودات او رونق با دار شام طره
 غنچه فام شکسته در عهد جاد و طرازی او سحر سامی باز یح طف لانه و در زبان مجمره
 پردازی او فنون سیما افسانه حین طبع که چون قلم شاداب رسم بانته برداشته
 صد نقطه شک بر کنار نمونه گلزار ارم گذار شسته تو کب بخت شاعران هند از پر تو القاش
 چون ستاره صبح بهاران روشن و خاک نیره زمین غزل ساعے هندی با بارے
 فکرش نضائی از بهت افزای گلشن سینه چسپانیدن دیوان اعجاز تو امانش
 محیط گوهر خیز معانی و خاطر از تصور خیالات الوانش لوجه بر نقش و نگار نقوش
 آسمانے بنظاره نثر رنگینش تار نظر عقد عقیق مین و بقرق گردانی سفینه خورشید
 و فینه اش انگشت صفحه گردان غزل وادی ایمن بطبع بدر در ریزے ابر نیسان
 خاطرے بعبطریزی باد بهاران دل آئینه گیتی ناسایند خورشید ز خاطر دریای
 ز افشان نور صمیمی جلے کده طرا اندیشه روشن تر از چهره اندیشه ناسا فکر فلک
 نور و عرش بپا نظر پاک تر از رده چشم قدسیان خرد و روح افزای روحانیان
 فطرت براسے آب کوثر طیب از تقریر از رده صاف تر از بختان که بلند ی فطرت
 سرعت فکر وقت نظر حدس بلند طبع مشکل پسند فکر دقیق اندیشه بار یک صفائی

خاطر لطافت نگاہ پاکیزگی نظر خاصہ طرازندہ این کارگاہ بوقلمون است تازگی معانی
 طراوت الفاظ تیرانی ادا اندازر سایر داز رنگین لطافت ترتیب رشاقه اسلوب
 سابق کلام طرز تازه چاشنی عبارات تلاوت استعارات الفاظ آستنا معانی
 بیگانه از خصایص این مجبوعه خیالات و مقامات گوناگون تا از جو بیار قلم سیراب رقم
 معنی طرازان جادو فن زمین صفحہ از سبزہ خطوط و نقوش غیبت سبزہ زار فردوس
 است تاملشایان گلستان معنی منظرہ آب در رنگ این نقشہ بہشت آئین آئین
 نگاہ بر بندند

تقریظی کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب بہ کلک گوہر سلک آورده اند

سازار و منائے است چوئی زمزمہ ما | لے ما ہمیر ہیج تو واسے ہمسرا
 پر کار کشایان از رنگ دانش دوا کہ این گروندہ کالج فیروزہ رنگ را اندازہ گیر
 بودہ اند و این فرد گسترہ بساط عنبر نام را پایہ شناس گزاردن حق خویشے آفرینش
 بہ پیشی آفرین بسجیدہ اند و بجائے آوردن خیالیش آفریدہ گار بہ فرایش سپاس
 ہر آئینہ مردے را آئین و دیدہ و ریر افروغ در ان است کہ از ہر نقشہ کہ درین بختان
 نگرستہ شود چشم بہ بندے خامہ نقش بند کشودہ آید شیرینی کام آرزو بہ خرباسے
 پیش رس نتیجہ پرورش آموزی ابر و مادست و تاثیر نگاہ تو ی شاد و دے ہر و ماہ
 و انگاہ منت از نمود اینیمہ آثار نظر فرسوز و خوش نگرے باغبانست بہ ہنر ان نشانی
 و آبیاری و پیوند گرے کو تہ اندیشان کہ جز بہ پیش پاسے نگرندگان شہر نہ کہ کمند
 آگہی را فراتر ازین فردہ نشستہ در سن باز خیال را بالا تر ازین پایہ دستی نیست بلکہ
 چون از نور این سرچشمہ یکد و بیچ و خم دیگر در اوج گر اسے کشا و پزیرد خرد کہ نگر و ندہ
 فراز جائے از پردہ کی و نشانہ جو نیست فرا میرسد و در میباید کہ گرایش اندیشہ بوستان
 پیرائے بہ بردمندی ذوق نخل و لوا و نہ بندے فیض آب و ہوا ہمان دراز دستی
 حسب غلو است کہ اقتضائے ذاتی حضرت نور است حل جلالہ و علم نوالہ نظم
 اے بشناسائے وقت دمن ++ | مسم بحیثیہ دیر کن ++

آهنگ در گنج نمان باز کرد +	سادشمار گهر را زد کرد +
همسبحن مایه خود را ستود	دادشمار دیند و حسد را ستود
همسبحن وادشمار ساورے	همسبحن کردشمار ساگرے
گرچه درین گنج گهر پیدا است	فصل در گنج هم ازابجد است
لاجرم آنانکه برین جاده اند	همسبحن داد سخن داده اند + +
نیک بودو خاطر منت گزین + +	همسبحن هم ز سخن آفرین +

ختم ابروے بود سن به حجتک اقبال این بشارت بر خویش میباید
که گوهرین پرند گردیدن نامه بهین شتای فضائل مجموعہ ایست که
هر درفش فرد فرست متاع است که بهر آئین بندے فردوس بر
عنوان داده اند و پر دین نشان خراسیدن خامه بقیض مدح مجموعہ فضلیه
است که هر دم گلکش موج جنبش کلید است که هشت بهشت را بدن در شاده
اند همانا نواب همایون آثار والا نشان و خان فرو هیده فرهنگ پسندیده گفزار
آزاده دادگر اے دانش اندوز و خنکوسے گرامی نسا و مبارک نص دوست
مهر پیشه و فاگوهر نواب میصفی خان بهادر که گلبن خیالش فرشته بلبل است
و چراغ فکرش پری پروانه بخشش سر خوشی را باده بخشش و آفرین دگر را
ز هر بلبل بخشش بصفو تمکد مهر دوست بال و به آفتو بجا رشاک دشمن کاه
به تشراف هم آوردن تذکره ریخته گویان قدسی بخشنه بر آراسته و آزار و بود فیض
ازل و حیات ابد نو آئین منطبدان بزم در انگسند که فنکان بدر انزان تار
یابندگان هم نفس اند و آیندگان به بینائی آن بود و بار فنکان هم نوابمشاهده ساز و برگ
آهنگه این سواد اعظم مصر را از خونه خجالت نیلی دیگر در میان روانه و به نظاره
آب و تاب روشنائی این دیرستان آذر که پاس را از آتش غیرت بته دیگر
در نهاد دایر از رشاک ذوق بخشه پنجاه این زمزمه و غیرت انداز رسم سنج این
تذکره وحد عیش تا شاکه این بهنگامه لرزه در اندام مدعیان به انسان

نمشاده که بار بدر از خمه از سر انگشت بلکه زهره را نغمه از ساز و مانی را جامه از کف
 بلکه عطار در انقش از قلم و پرویز را راق از اساتین بلکه باده را تنیدی از خویش
 فردوز و در غیث ام که سخن در تالش بلندی و خرد خورده بزین دشوار پسندی
 گرفت ناچار نه از زبانی قدرت بلکه از افرونی رغبت قدی دم گرفته اند تا اندرین
 درنگ آن نهفته دور با شمشاد اندیشه که هم در اندیشه و خراش است به آشکارا
 بر شمرده آید و اغم که دیده با آب جوین است و اگر واهی از نکته چینیان در کین با همدگر
 سرانید که فکانه در ستودن مبالغه از اندازه بر دو بگرفت داد ترز با نه دادی ہی
 معج سخن و انگاه گمان اغراق نه آخر به تبلیغ و علو بخش از گفتار و نوع از کلام
 است لاجرم سخن را چند آنکه ستاینده سرایه لطف هم از گنجینه اوست و از هر در که
 جلوه در آید هم در آئینه اوست چشم بدور نمکده سخن را شرا می است بر زور که
 زمین از ان به لائی و سپهر از ان بوسه آید چنان بر قص آید که اگر کعبه را حجر الاسود
 از دیوار و مشرق را عمامه از فرق فردوز اند شگفت نماید چون پدید آمد که سخن
 معشوقه معنی نگاران ادا پرست است و انگیزه و فتن در طغیت اجزای گیت
 مین از دست است با آنکه ناله سرای بلبل در جوش بهاران و بال انشانی
 بر دانه صفت چرخان دیده باشند اگر آشفته را بسرستی گفتار نفس موج
 خمر توغم گردد تمکین پسند ان را چرخ را نیمه دل از جال رود که بر سو خفگان
 گمان ساخته چشم زدنند دور موقف باز پرس دید از ان بوم نمند شناسند
 مستم که مراد شادی این تحریر خامه با فزود فتنه بکنج دانست و جا دارد و تا قطع
 از غوری این ذکر طلی افتاده در شکرستان است و روا باشد تکلف بر طرف
 مجنون لیلای سخن و از سینه صافی به اندیش مدعیان این یعنی غالب
 حرک تو از پهلوزبان و اگذار استی نگرزم هیچ میرزم محمدان نخست آئین نکته پروری
 را در سر آغاز این ستایش نامه باز نمود و بفرجام اندرین و نواز برده که مساز
 کرده آن ستوده سخن پیوند است هم خدای را سپاس گذارد و هم سخن را آفریدین

گفت و ہم نامہ گردا و در را ثنا خواند و ہم خود را بخیر یاری یوسف نامور ساخت +

قطعه

غالب این رنگین کتاب گلشن بخار نام
گر کس لب تشنه تار بجاشامش بود
روکش جنات تجری تحتها الالهات هست
چو بیانی آب ہم در گلشن بخار هست

عبارتے کہ مولوی امام بخش صہبائی تخلص بقلم آورہ اند +

چشم بستن پا بدامان چمن چید نیست
رفقہ ام از خود برنگ بوی گل در نو ہمار
فکر رنگین خونہائی حسرت گل چید نیست
ہر گ من جادہ راہ فنا فہمید نیست
سادہ لوحی داشت چون آئینہ رنگ جد نیست
و شدہ آغوش وصل انجا بخت دید نیست

چمن سامانہائے رنگینی خیال دل تا دیدہ ہزار گلشن بساط کلف و شہا جیدہ است
وصفا کار یہاے پرواز تا مرغان باز کردن ضد آئینہ حیرت بصیقل کشیدہ چراغ
افروزی پرواز رنگ در تار یک دار گریبان از راہ برے شبستان معانی چارہ
نزداد و دماغ سوزی آتش گاہ فکر خیال بختن ہے وقت مضامین را از دیگ
اندیشہ خام بر نمی آرد عمر باست رخنہ دیدہ در صحنے وحشی نژاد گان معانی ہر جادہ
اندیشہ در و اگر دہ است و مدت است تنگنای گریبان در جولانگاہ افکار بر راہ
خوابیدہ چشم بستہ سر در آورده نفس چون تار سمجہ با صد گرہ نقد معانی نذر لب
درمان است و نگاہ چون رشتہ مر و از دید ہزار لطافت خیال ہریدہ چشم حیران

سعی اندیشہ ام از بسکہ بود گرم عنان
اگر ہم سینہ مور است فضا میداند

ہمہ افشان عبارے کہ نہ شہنم دارد
اکل ز جولان بخار رہ مامید اند

ہمہات ہمہات چشم بند بے بصیر ہتہ غفلت عنان صہبائی را از جادہ تعجب
تارسانی باز گرداند و گر نہ حلقہ دیدہ اش از دست نسو سودگی خیالات ناتوانی
پیش از اندیشہ مرغان نقد امتیازی درد امان تخیل نے مداد و حرّات انفاسش
از حیرت فرو شہائے تصور تارسانی چون نگاہ آئینہ غور تامل را جز بدخیرہ تجویز
تو ہم نمی تواند در رنگ رویش در پرواز بصر قریز انفصال ناکسے ہوارا

بطلای محولی نہ نواخته کہ صفحہ گل را احتیاج زرافشانی ممنون مذہب بسیر تو اند
کردن نیازی دیدہ حیرت بجنبہ اش آنہمہ در اشیاء نقد تحریر نہ پرداختہ کہ لبلی چشم
غیرہ در ضرورت کشادہ مرثکان محتاج کلاب افشانی پاسے شبنم باید شمرد

قطعہ

از خود درویم تفسیر راست میکنیم | چون گرد مانده برق ز عزم رنگ ما
دیگر ز روسیا ہی عصیان مامیر مس | گردیست شب فشانده دامان رنگ ما
نہ تکلف سراپایش تمثالی است آئینہ حضور بخودی پرداختہ و خیالے است از
پردہ مرآت حیرت بیدون تاخہ عضو عضو از موجد نقش بوریا مہمای تن
بجائہ زنجیر بیدون و بند بندش از نیچ و تاب اضطراب آمادہ یاد دامن نارسالے
افشردن شور محشر نمک و فغان نیم شبش و دود جہنم سر از جیب کشیدہ جوش
یاریش ہر مویش حیم تر کیت چون جوش محیط اشک جگر خون رخن و ہمہ
تن اغر آتشی در خاکستر غبار ناکسے ایگفن گوہر ویش قطرہ آب خجالے از جہہ
کیفیت اعتبار چکیدہ و عرق سے بی جلش اشک ندائے ہمہ تر دامن و قار
دویدہ سملترین امرش دل بہ تماشائے مژدہ دشنہ گذار سپردن بہترین کارش
یک صحرانالہ قیامت از پیش بردن و دود آہش مہالے عروج گردون در جندی
خندنگ نالہ اش مرہون رسائی ہاسے مہاج بلندی اینخانہ زبان قال را در میدان
کلام یارے بر خود جنبیدن تا بحر یک جرات ادائی خارج قانون ادب پردہ کشاید
نہ گوش فہم را از عالم قیل و مقال سہر شنیدن تابہ فنون رغبت نوازے
از مقام حی بلراج طبیعت موافق آمد اگر ہمہ قدم برداریم جادہ تا آغوش غل مہین
یک کام پیش ندارد اگر جملہ بابر زمین گذاریم اپنا شوق در کام شیراز جیب مہین یک جرات
سر بری آورد نظر

دل شوم ز گس حیرانے خودیم | در شبنم اشک در پیشیاہے خودیم
باند سوسن است سراپایے وضع ما | بادہ زبانک موظف نادانے خودیم ۲۰۰

شد در وقت تسلیم پرده دار + حیران در منده در دامن خودیم

چاره گویا در بے استعدادی امروز موقوف به جزئیات است که در بان خامه
 نیست که آهنگ صریحش در پرده این مجموعه به نواز خوانی در بان خامه
 زیر دبی کوک وارد و ساز زبانش در محفل این تذکره غیر از انچه سرزنش
 سبحان بر نخی آرد معالے بوسیله وطن سینہ اش از تردد راه غیب و نشود
 و بسته و مضامین بذریعہ آشنائی زبانش در بے بر دے سیر گریبان بسته
 آئے این بانیچه صحبت سر پنجه سند آرائے محفل قدرت آشنائی حین پیرائے
 بهارستان رنگین نوائے اثر بخش پنجه در مضمون ناله نواز صریح خامه شوق
 مریون سرمه سائی دیده دو ایر عبارات و سمة طراز گوشه ابرو سہ مدت موج خیز
 بحر معانی آفرینی گریز سحاب دقایق گزینی وقت پسند مضامین نهضت نقطه خال
 دلبر بایان بکلامه و معنی پوشیده بیت ابرو سہ خوش ادایان گفتگوئے نگاہ
 آهوی چشمان از وقت طبع موشکافش همان بر دوشش نگاہ بادم آهوسر گرم حشمت
 آشنائی است تا ظهور شکسته ناموز و پیش آسوی جذبہ شوقش نہ برد و اشارات
 ابرو سہ خوبان از باریک بینی نگاہ تا بلش پیمان در گوشه ابرو آمادہ عزالت
 پیرائی تا وقوع سقم اوضاع آن پرده ناموس اعتبارش نمد و اعجاز خامه
 جادو نگار شل دہان دو ایر حردن را از نظم تحسین فصاحت لبریز دارد و
 قدرش طرازی قلم صنعت پردازش زبان مدت الفاظ را بر حست بلاغت
 میگمارد و پیش تازگیهای کلامش آب بر روی گوهر عقیقت از سرنگونیهای
 شرم نئے صفائی گل کرده و با طوفان جوئے رنگینهای سخنش رنگ در برگ
 گلہای خونیست از افشردگی های وضع خیالت مرده عروج مدایح معانی تعجب
 طبع بلندش تشریف حسن قبول مضامین الغامی عبارات و پسندش از غیرت
 رنگینی طبعش یا قوت جگر خوار از سحر آذما بان از رشک صفائی طینش گوهر اشک
 بار تر از دیده غم آشنایان و بستانگیهای حسرت عبارتش از رنگامو در ساغر

چینی گل انداختہ آبش افسردہ می غیرت جہت گہاے مصرش برق رادر
 بوته انفعال گداختہ نظم درنگ آمیزنی طرح معانی + کند طراچی ارژنگ مانے
 ثاوت خاتمہ طبعش گہر خنک + سحاب خاتمہ فکرش گہر یز + ز طبعش بسکہ نجسست
 می بردگل + نماید از عرق یک ساغری مل + دوحجز کارے گلکش بہ تقریر + معانی
 نے حروف آید بہ تقریر + نماید دقتش در صفحہ رود + بیان معنی از ہر بیت ابرو +
 بسندی سایہ طبع رسایش + رسائی دست پروداد ایش + برد ابرو اگر فیض
 از کمالش + بر آرد بدر در ہر مہ ہلاش + اشارت دیدہ برابر دوش دوزد +
 کہ رمزے شمع تعلیمش فروزد + دود فشمش بچولان گاہ افکار + بردے نقطہ
 مہووم اسرار شہسوار صہ خوش غمان تازی سرا بر دقیق غواص محیط نہ نشین
 گوہر تامل ہائے عمیق قیمت شناس بیش بہا جو اہر اسرار غیب نشان باب ذخیرہ
 انجمنہ ہائے نانا خانہ جیب رنگ افروز چہرہ ہننے ہائے سیراب چشم آب دہ نظارہ
 گوہر ہائے شاداب گدا طبع حیا پرداز آئینہ صفا خیال پردہ قدرت آثارے ابداع
 بدایع سخن صیقصل آئینہ صورت نمائے مثال معانی روشن نہ جسرہ کش حریف
 بادہ خوانہ آشامی بزم کمال دلکش افقہ ساز بلند آئینے محفل دولت واقبال
 خورشید گردون میسر سرورج دولت مدارے جہان تغیر والا با لگی مایج گردون
 اقتدارے ملکین زیب و سادہ آہنگ تفاخر فلک آستان ذواب مصطفیٰ خان بہادر
 است کہ خاک ستیہ گردون رتبہ اشش صندل صداع غوث فرود شے و بلخ
 گردن بلند ان و گردو لا نگاہ سمندش عبیر نیز لباس خود ناہم ہائے غوث
 پسندان تعال اللہ تجو عہ کہ بصفائے آئینہ صفات جوہر سوادش نے منت
 کشایش اوراق بادیدہ دوچار است و از شوخی برجستہ ہائی نکات الفاظ و
 و سرور و شے بے سہی دشتد مقوی منظر افروز دیدہ انتظار سودا بھصول ہست
 طفیل گاہ مزار زبانی ست صد قصیدہ شکر مصنفش زیب بیان و میر تقی را
 بہ تحصیل آوازہ انفساے لوح مرقد جلد کتابے متضمن عبارات پاس آراے

نگارنده این نسخه فصاحت بیان لکر و ان گزشتگان در دست او نقد امتیاز محتاج اعانت گردیده از مقتضیات عالم اسباب است که جلوه اثر مبرک را در پرده استعداد سوز مشاہدہ گردون ناچار بستاند و خود نمائی حسن آن پیکر تمثال همین آئینہ فیضی است از اختیار اثر بخشناے صحبت آب گریہ ممکن نیست تا گریبان را موجد گردانے دانہ نماید و بغیض دیدہ تردد در است آئینہ پرده از روی خیال عیط نہ کشاید سے تردد ہائے گریبان سر ہر گاہ در درسی گاہ متبع حالات بر ہمس عوامض دین اسرار پیچید معنی ہائے در ایضاح شرح آرمیدہ است و بہت ہائے سعی تامل تا در فکر وصول سر منزل این تحقیق افتد جادہ ہار در زیر قدم خوابیدہ سر شستہ او ضلع خلایق دست فرسودہ ہجوم جنون اطوارے ہائے این ہوس است دکل اوقات این سرور ہویان رنگینی در بارہ اثر پرور یہاے ہمین دسترس در ہر صورت زبان صہبائے و بے دست گاہ در عرض تماشا گرے پرند این صفحات سرری آرد نقش بندی حسن قبول غیر از کارنامہ انصاف پرورے ہائی آرایہ و گردش پیمانہ نگاہ جز محیط دست گاہی عالم موت نمی پیما یزدخت دلی در سایہ این گلہا مصروف متناہیہ ساختن و مردے کے در سر گرے تماشائے این بہار میتوان گذاختن الحاصل سر گرے نظارہ شوق صدر نگ محویت نگاہ تماشا میخواند تا در یا بند کہ حاضیہ بساط حضورش بکلام وضع تمہیدات جوشیدہ است و اثر جوشیہاے سے ہوس یک طوفان نقش قاطم عرق مے نگار و تا واضح گردد کہ محیط تعارف آن محفل بدو تجیز کد ام کیفیت خسرو شیدہ طوفان جوشے محیط الطاف آسیب لطمہ امواج تعافل مینا و کہ تنگ ظرفے جناب ہمتا ہر گاہ بفراخے حوصلہ دریاد دستگاہان بر بخورد خشک دماغ اندیشہ ساحل طینتی خاک کد ام او بار بر فرق بغض و حسد نے پزد و حال سلسلہ نے اعتدالیہاے نفاق ہر چند سر رشتہ ہمواری راہ مستقیم از خود و اناید در نظر حقیقت پسندان نا ہتجارے تاب ز نار پیش نے آید گل کردن بہار اخلاق نقد غمیہ در گرہ نمی بند کہ تکلف او ضلع شگفتگی نفاق

بر پریشانی انداز بوقلمونیها نه خند در نیصورت نفس سوز بهاتلاش بکدام جنون جولانے
گوان کردار عرصه بے معرفتها انگیزد و بیصفا دو یار زد بکدام کور چشمیهاے
جمل خاک اوبار بر فرق بے اعتباری ریزد آگانی بصیرتھاے ارباب نظر اچه چاره
که در جمل آباد نگاه بے امتیاز شان گردد از سرمه باز شافتن از غلبه غیب کور نیست
ونیک از بد ز شگافتن از بصیرت دوری

در هجوم بے تیز سهر قدر اگر چشم صیرت از بس پرده پوش دید بهد ارگشت رمز عجز و دستگا ہی زره با باید شگافت جلوه شوخی داشت اما در تماشا گاه عجز کعبه شیش یا ست اما سخی شوق نار سا	در کنار آئینه راجرت پسته سنگ بود صورت آئینه با صد جلوه هم نیرنگ بود تا به بینی جلوه گاه مهر جبین تنگ بود تا نظر بالدر در دیوار محو رنگ بود نیم گامی نیز در دمانده نه سنگ بود
---	--

عبارتے که بنگانه زمان عبداللہ خان تخلص بجای زبیت افزای این اوراق کرده اند +

عرق پرورد خجالت جز که اذول نمیداند برنگ شمع سوزم آشنائی عالم کثرت و اگر بوی گل بر خار و برگین گذر میکن بهرنگی که پیش آید سجود می توان بردن چو نقش پا بر جاسه که افتد بتری دارد	نمے اختیاری بحر از ساحل نمیداند که رود در محفل و جز رفیق از محفل نمیداند ز خود وارفته فرست در حق ماطل نمیداند جنون محو ادبها لیلی از محفل نمیداند اسیر ناتوانی جاده از منزل نمیداند
--	---

نمے یکتائی وضع ادبی می تراشد که هر جا شعله نورے قامت تجلی آراید
اگر همه شعله آتش است چون شمع بادای سجود ریاض هزار سیر باید نمود تا
طرز غلط اندازے های جلوه بر هر ذره نمے عشق تخند و عالم حقیقت بیک رنگ
تکلیف پایه شناسی میفرماید که هر گاه تحریک بادی دودی بجنبان دهد اگر جمله
ابر و سست است مانند شعله پستی بوضع تسلیم دوتا باید ساخت تار موزدانی
ایمان خبت به بهتان جا بلیت نه بوند و اگر نه بیکر اضعف که تا ترکان بر هم نذر رشته
اجرای ستیش مانند نگاه از هم بسته است و تا نفس بر کشد غبار وجودش

بر دامن رنگ پریدہ شستہ باین بی آبروئے ہر گاہ گای در راہ حقیق کشاید
 سنگیہاے نفس بہ خار ہاے حسرت نذر پہلوئے دلش نماید تا ما بھی وارستہ
 بر خود تواند جنبید و باین بے پرواہی و میکہ ہوا فی ہام توحید آہنگ بہتواز منساید
 حرکت مذلوئے پرداد چہ سلیکھاے ادب بروئے احوالش زند تا مری بزیربال
 تواند دید عارف لذت سوختگی منید اندر کہ سہی سیند تا کجا میرسد و واقف چاشنی
 گداز می فکد کہ کام سمع بچہ سے انجامد

گلکوش را سر در نقاب دیدہ می باید نفست	در غبار سر بہ پیچیدہ است این آہنگ ہا
گل کند در کوچہ عالم صبح و شفق	حیرت دل بسکہ در پرداد در سنگ ہا

کشتہ حسن نیرنگی را رشتہ دعویٰ خود زاری کند کردن و د عالم است دیت اندک خواہ
 و شہید جلوہ وحدت را برات خوئی ادا شفیق نا آفتاب برکت دست بہت قصاص
 از کہ جوید

قطعہ

بے آنکہ صرف جہد تو در نفے ما سواست	ایک صبح دم بسجودہ خود ہم توان نمید
نمیدنے است رمز پر ستارے خدا	یسے بسوے غیر خودی کم توان نمید

کیفیت تہود حقیقت از دل تا دیدہ ہزار جم بہوشے جبیدہ است کجا فرصت اور لک
 کہ یک دم ساغر از لب باز داشتہ گوشے بخت بیگانہ خوش بر گمارد و کور خصم
 نگاہی تا سر از گرد بالش مرد یک برداشتہ گای براہ تا شاہد وارد آیتا تا نگاہ بخانہ
 چشم رسد شوخی خیال مانند سایہ ہزار جاقدم پس ہناده است وادراک تا در وادہ
 دل گوید جلوہ چون لعل بدخود باران کنار فکر افتادہ

قطعہ

صد جلوہ رفت و دیدہ همان وقف انتظار	یارب حریف آئینہ جوش ہمار کست
عزیزت سر ز غرہ برون ناورد نگاہ	بے دیدہ حیرت تو چنن پردہ وار کست

در کتبہ کہ تا بل حیرت ہن نار سایہا فکر است ذکر گویسان حسرتی است

اگر گوید و مکنے که قیل غنچه شسته تا تو اینهاے اور اک است مخی سازه صوئے است
از بلبل تصویر اگر علم این است که سید انیم جنون جولاینهاے اندلیشه نثر هزار دادے
بالیده تره اگر فهم این است که می فهمیم گربان درمی های شوق نظم صد استین بالیده تر

قطعه

همچو آن سستی که خود را و ناخاید هوشیار
در زنده بزی که سازش ختم حیرانست و بس

قطره خونی از خراش جگر لغز چکید آشفته بیابان سرخ روی سر مایه شمع فی بھر سائیدن
و آب سیاهی از سوراخ دیده تحریر بدرد وید کور سودا دان سودا کرده دوکان مداد
فروشی در چیدن نوسقان مباحث نقطه و خط به تلمک دایره می بازند کودک دار
سرخوش کار فرمائی با غفلت که کار به تلمک دایره میکنم در دامنان مطارحات
خرق و التبیام بهیر عالم آب می تازند حباب دار از جارفته پابر جلے همت که آبی
بر روی کار خود می آیم اینجا حکمت اشراقی چراغی است پیش از سحر مرده و فطرت
مشاعی نقش قدیمی است براه سیرده

آنکه دافرد کی را از تو بوی کشتید
ماله از داغ اثر خون شد و یچمد بخویش

سیر ایشکی شوق ناله هرگاه در عشرت آباد از خود رنگ خراشی گوش آگهی میسر ساند
و تدا منی با وحسرت دیدار در زمین سرد سیر افسردگی رنگس زار هزار چشم نظاره
می شکفا غریخیالی از پرده مصطفی چون خواب در دیده می نشانیم و جمیع نایه جراینهاے
توصیف اشک در امتحان بر و در میانیم که این شمع فانوس افروز همان شعله
عالم سوزانست که از کتاب آگهی جز خاکستری بر باد رفتی نمی پسند و این پس بر آینه
نقاب جهان گوهر یکتای تفرید است که جز که وے بستی بر پائے خواص نمی بشود

قطعه

غایت دنیا اینا خاموشی خواب است و بس
 طوطی با گفتگوئے عکس را فمیده است
 و لے نادانی کہ انقاست بغارت میزند
 بر سر راه فنا از بهر شسته غافلان
 لے نفس بجایلی چون غنچه بر خود تنگ باش
 کہ نقصانے خاطر آئینه فرست تنگ باش
 از لے ضبط نفسها چون شر در سنگ باش
 ناله گر آرزو داری صد لے تنگ باش

و بعد نگاه دیده چرائی و مانند کی عبار تا توانی انفعال ناله بے اثر چکیده کباب
 جگر دار ستم رنگ و بے امزج علوی ر میسده مزاج کہ بر شعلہا بے
 معالشی اغریست پیرا ہن سوزد ماغ سفینہ و سو خلیہا بے غیالشی شعلہ
 است چراغ افروز غفلتہ داغ سہ سہ بساحت فرصت اگر از قید ناتوانی
 بر آمدہ چون جس بر نقش گرم بہ محکف می کشد بنیاد ہزار آبلہ گلہ ست و
 ہما عدت بخودی تا از کشاکش قیدین و ارستہ مانند شبنم زنگی پر داز سیدہ
 عرق خلیت بر روی چندان آوازہ مد و میش نساخۃ آئینہ بسان
 نفس درے پر وے غمش ہم تواند کشد و ناکے آفتد رعبانہ پر دوشمش
 نہ پر داختہ کہ سفر از خود در فلشش مانند برق بر ترک بدن تواند بود و جود نقصان
 چون زیادت ماہ در طبیعت کمالش مسلم دشود کی از ہناد نظرش مانند کاستن
 عمر با فرونی متمم بیار و لخر اشہا بے حوادث مانند چشم بہر گوشہ بساط کہ
 بالین گردانیدہ چون شگلان صد خنجر الماس پر پہلو خوابیدہ است دختہ
 سخت گیر ہا بے ذائب چون زبان بہر پہلوئے کہ غلطیدہ و دندان و ار ہزار خشت
 بر سر سجیدہ طایر رنگش از تنگ تنگ بائی نفس بال افتان انداز پریدن و دو چشم
 جانش بصد لے بال رنگ سر پر در شدہ آہنگ رسیدن

قطعه

شبنم گل کی حریف نظر گیسواہم شود
 عشق صد سالش بخون کو کہن پرورده است
 افک شمع سوختہا میکند ایسا دمن
 تشری کش درگ خاما دند فدا دمن

کندن جان دیگر است و کندن خار را دیگر بر دل فراک هم اکنون گراست میکنم	تیشه می نالد بشیرین کاری فرما دین تا چه خواهد کرد با من غفلت صیادین
<p>هر چند اذیت ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نداد و معلم قواعد بچہ اسے باند سوسن ابدے بر زبانش ننهاد اما بآین هم دار فکهاے نے زبانه سوق سخن پردازی ازان سوے صحرای خودی بلد معموره پوشش گردیده گاسم بعض صفای عبارات چراغی در راه فکرے هند که لے در گلشن تقریرت با همه توه نشو نا حرف طوطی سبز گردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آهنگی چراست دی سر کجوه آینه سادان توان کشید و ساعته بکل کردن رنگا معنی شاخ بهانه می تراشد که لے شد ترانه قالت پرده بلبل دریده ناطقه را در مقام غوثیت گذاشتن خطاست نفسی بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر نا توانی زحمته بفرصت رسانیده بعصای استقامت نثر باید برخاست و اگر خلعت عریانی تکلف عزالت گردیده سری به دلائی زلم و زویدین چه بجاست بنجر اگر طراز اعتبارے بر تماش خواست می پسندید ناساج تفارخت سستیت جز در کارگاه عمل بانی نمی کشد اگر برگ کوریت رنگ قبول ر غلته میر غیبت چمن ساز ایما و آب طینت و اغیر از خاک برستان نمی آمیخت رنگ شیرازی نه بسته تا وضع جمادی شستیان سدر مفت تواند گشت و لباس سحری نه آراسته تا نقش کندن بخیه گریبان سستیت تواند گشت</p>	
وضع سخن خاصه بی آدمی است فضل تو لطف است و اگر نه خواهی	طوطی اگر نیست آینه چیست درستش را نبود منکر
<p>آدمی از هر چه بجا لم نکوست + جان جهان است و سخن جان اوست + آدمی و بان نداند و بان گردوز بانست توارش بدان + بحر حلال است سخن هو شدار + باورت نیست بین گفتار بیدی لے خیره بر و دل طلب + دل ز خود و سحر ز بابل طلب + زهر تو لے ساحری آغاز کن + و دیده باورت خود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بسته بدان کماش زبان خاصه کعبه گرد بر آ و نفس + عصمت مریم ز خندان و پس + لاجرم حکم الملوذ معذور</p>	

نگاه گاه جنون تازیه های اندیشه سبک چولان هم دوش صدای زنجیر از در زندان
 اگر انجانی برآمده سری بصحرای خیال میکشد و اینجا ملاحظه بیا بان رنگی مع ناکرده
 مضمون اگر همه صوت غول است دیوانه از خود بیگانه گمان او از آشفته کو رانه
 در پیش می شتابد معانی اگر جمله شاخ غزال است بی خبر بواسی سخن در سر بقصد
 حمل چیدن نفس را سوخته راه تلاش نمی باید از انجا کبریت و بلند عالم خصیال
 و رسیدن از مقتضیات هرزه گردیه های اندیشه تماشا است نگاه نامل خرام امر و ز
 بجلوه منتجی بر خورد که گفنی معانی را در سواد عباراتش رنگ صد چن بهار رختن است
 و بطلعه مجموعه در رسید که طرادت مضامین را در سبزه زار احسروفتن بنیاد
 هزارا کوثر و نسیم گلخن اشعار کبدارش سبستان نزار است بجلوه ظهور در آورده
 که نگاه را تا نفعی صورت از سایه اش بر خاستن خواب فراموش است و اسیات بلند
 پایه اش قصر رفته بر صحن وقوع رسانیده که بالادیه های خیال را از عرفات مضامین
 بهایمین رسیدن دلیل رفیق هوش ترکیب وجود مناسبت از عناصر رباعیات و مرقع
 غزال شوخی در توانی غریبات لجه هندی با هنگ پرده در سحر اقیان تران کشته
 و دبان باری سخن در دبان خسرا سانیان نهاده از دشتی خطوط هر سطر داغ فردوس
 سینۀ شاخ شجره طور و از ابائی صفات هر نقطه روش خیال رخساره حوس و ایر
 از صحبت طلق زلف دامن چیده و مدات از مجنسی بدابر و شیده معنی رسا و کفیه
 بلند خرامیدن همعنان نشاء صهار رسیدن و الفاظ رنگین مضمون دریا بکدیر چسپیدن
 همسر بران ته گلگون در صحبت ساغر شنیدن نظم

ز لفظش رنگ معنی جلوه داده	چو از بیدون پنا رنگ داده
نه معنی یک گلستان شوخی گل	نقش در بجوم رنگ سبیل
نشته باد و صد غنچ و دلاله	زیل در دل مجنون خیال
خطش بهر جلای چشم ناظر	نمود شد سر مدان با او دایر
چو چشم دلبر بر کار حب داده	نواها در طلم سر مداده

نوای کش نکه در گوشش کرده
 دودش از سواد وید و حور + +
 سوادش رنگ دود آتشش طور
 چون پیرایه رنگ حسن قسری
 حتی اندیشه کشف پیشه استقامت نگاه فکر مازبان جواب انگشت چیرگی گردانید
 کداین نگار و بسار بمنبل در بجان بود فروشن تر و دستپایه کمال حین نظر تے
 است که رنگینی جلوه آتش را بر پردهای دیده تماشائی ناز صدر رنگ بود قلمونی است
 و این دیبا و در رنگ نگار صورت ثانی خیال با فہما طبیعت کہ ام بانی طینی است
 کہ لطافت کارش را در کارگاه نازک فاشی حسن با پر دودش لیلی صفنان سے
 زیبائی ہزار مجنونی اخراخن وقت تلاش بشکافتن گرہ ابن معاکو شید و نقب
 کاوش نقیش بر گنجینه اسم والا گوہرے رسید کہ امن افشانی گرے بہت
 دیانوش دود از آتشش یا قوت بر آورده وزیرش دست عطا پرست نسان
 کمالش نہال آرزو ہا در آب گوہر پرورده ہا دیبا دیر با استفادہ حل و عقد وقت فکر
 کاوش اندیشہ آتش رنگ صد غنچہ دگل یختی و ابر نیسان را از غیرت طبیعت
 گوہر یزیش سرمایہ ابر و جاک این سخن در حکمہ و اداری ہائے صدق کدایش
 صبح و شبنم گراطلالی آفتاب بخون بہائے شمع آورده و در مدرسہ تعلیم والا نظر ہای
 دوش زبانی و نہ ز کش سواد مطالعہ حکمت العین روشن کردہ بہ نازک کما بہائے
 اندیشہ صافش رنگ یعنی چون عکس از آئینہ نمود اور و باری طراوت بیانش صف کاغذ
 سرشق تازگیہائے بہار بوی گل گل عمل تراکتہائے خیالش کشیدہ و صورت بلبل در جلو حصا
 الجہان دویہہ عملات بر پشت خوابیدہ سایہ خامہ طربی نژاد و معانی نیاز خرامیدہ سہستان
 عہدات مینو سواد کبوان دست خوش فکر کردن کند و آسمان باز خمیدہ فطرت بلند معدن گوہر
 ایستائی گوہر صدف دریا نوالی عروج نشاء کمال اوج کوکب اجلال شان شمت و غنار غیر کردن
 جناب بلال رکاب مصطفیٰ خان ہا در نظر آنکہ آب خورش در غرادر کارزارہ گل بردیا نہ
 رخصان سوسن از شاخ کمان + دانہ زنجیر داک بہتیش روزے کند و جان خصمش کہ تعید تن

در آید در جهان بهر چیز یوسف نانی مشاطہ فکر رسانید نغابی از چہرہ عرابی حسانات آن سر حلقہ
 عزیز لبستان مصر معنی آفرینی نکشود کہ تند دید ہنسے شوق را ہار دم چشم منظر معاملہ تیغ و ترے
 روند ہر دگر نگاہیہاے ذوق را یاد پرہ ہاے دیدہ ہنجر جنگ انگش و جنبہ در میان نہا شد
 اما کو تا ہی زمان فرصت فی بل تصور بہت طاقت ادب تعلیم شوخی اظہار است کہ پس
 حیرت انجام بادہ خوشی آن خیال اگر ہمہ آئینہ معنی آراستہ دے از کار نقش کشیدن
 غافل مباش تا بیعب کہ در ست دامان کی عکس در کالابرودیت ز نند داسے بیطافتی
 ز جام ہرزہ تازی آرزو اگر جلد قدم از باد گرفتہ باغولی وضع بہودہ نالی کشائی مزارش
 تا بہر شکلیہای نامرادی چون گرد باد سرانگی از عنایت بفرستد ہوشش دار کہ تو ہم رنگ گل
 بابر اکر میگرداری و گوشتی بر نگار کہ بقصور بہرہ قدم ہو کہ خنجر سیاری درین محیط بہ
 نانی طوفان جرات تفصیل اگر ہمہ دست و پا کشادہ آستینہ کی است از ہم سر ز شمشیر
 ہاے زیادہ سری کشف و آرسہ در نقاب نقطہ در دیدہ است و طاقت اجمال از کمال
 ضابطہ شناس غوامس است از غنچہ سخن کوتاہ در سہ لسانی خاشاک بر لوح سحر و تمہید

تو لے گرد تو ہم شوکت دریا چہ میدانی	اسیر غدر رنگی وسعت صحرا چہ میدانی
ندیدہ رنگ معنی بر سواد لفظے پیچے	خیال بنگ در سر نشاء صہا چہ میدانی
مناست اختلال آباد بولے سیر و انگوزہ	شمیم مشک بولے غبر سارا چہ میدانی
باین سر در ہوائی بردل دامن لے کن	کف خالی تو ادج عالم مالا چہ میدانی

تو در آئینہ نحو و آئینہ نحو تا شایست
 غلط اندازی آن حسن بی بردا چہ میدانی

خانہ لعل

یزدان وادگر را پاس سجیدن و ترانہ نعت والاے حدیقہ ہرے بوستان جہان
 باعث تخلیق کون و مکان سر آمدن از طلاق زبان الکن دور و نا محصور دانستہ
 معرض امری میسر گریم و چاکنی گیران ذائق شردنخ نویدی میسر سام کہ تذکرہ یادگار

شعرے ریختہ گویمان ہندوستان سراسر بوستان ہمیشہ بہار و شعرے سلف را از دے ہمیں ماہ کا
تذکرہ گلشن نجاد کہ خدمت مولف آنرا مذمانی کہ دارالاسلم و سلطنت دہلی باجماع شعرے
نازک اندیشہ بحر بیان و فضائل بلاغت ہمیشہ سبحان زمان رشک آوان صاحبقران
بود و پیر کو چہ اشش بوفور ندا کر و سخن و جاد و کسرا دیہا محمود شیراز و اصفہان سینود
ہو بان فارسی شیرین و محاورات کمین کہ تا متر راست شے شائبہ ہر و کمین باشد فراہم
آوردہ در ان عہد بار اول در مطبعی الطباع فرمود چون این حدیقہ دل آویز عشرت انگیز
بفستط کوئی از خس و خاشاک پاک بود یکسرہ در قلوب مشتاقان جا گرفت و تہواران
تجسس سواے ادھر فش بنظر سواد بصر بدیدہ نمیدید و شوق مشتاقان از حد در گذشت
و با حتمی نبود کہ نقش تشوین از چار سو بر دل را فت منزل عالی ہم فیض مجسم مالک مطبع نمی نشست
چون نوبت تشوینش برین مرتبہ رسید جناب مطبعی القلب مہر کرم و ذوال قدر افزای کمال و جوہر
ہم پرورد مدوح روزگار غشی نول کشور سی آئی امی کو مہر مطبع اودہ اخبار بوفور تجسس یکتا نسخہ
یادینہ اش کہ از جا ہا و قف کرم و کس و از فرط پریشانی شیرازہ اور فش گسستہ نفس بود
بہت آوردہ و طبع کردہ نذر شائقین کرد اکنون بکرم ہمین میوہ بلاغ و خلافت
رئیس صاحب الذوالدربا بوبراک تراش کے بہار بار دوم
در ماہ اگست سنہ ۱۲۹۱ مطابق ماہ شعبان المعظم
۲۸ ۱۳۱۷ ہجری قمریہ تانہ بر رخصت این
شاہد رعنا آوردہ مطبوع
عام شد

تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب
۱۶	دیوان عافل - از سنور خان غافل -	۱۶۹	کلیات صنعت - مجیب صنعت -
۱۷	دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف	۱۷۱	ان شاہ تراب - کلام شہو عارف
۱۸	دیوان فدا - جلد ثانی -	۱۷۲	بائند کا کوروی -
۱۹	انتخاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی		کلیات نظیر - اکبر آبادی
۲۰	گلزار داغ -		زندگانی بنظیر - یعنی سوانح عمری سیان
۲۱	آفتاب داغ -		جس میں نظیر اکبر آبادی کے حالات و خیالات
۲۲	فریا و داغ		سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث
۲۳	دیوان زندہ شہور از ادیب سید محمد خان زندہ		کئی گئی ہے - مولفہ مولوی سید محمد عبدالغفور
۲۴	دیوان غالب - از مرزا سید اشفاق غالب	۲۴	صاحب شہباز - و فیروز گنگ آباد کلج -
۲۵	دیوان مرغوب جہان کلام سید گل میں		کلیات واسطی - از سید فضل رسول خان
۲۶	دیوان امیر موسوم بہ مرثیہ الغیب	۱۵	تعلقہ از سندیلہ -
۲۷	سینائی مرحوم		دیوان وقار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب
۲۸	دیوان خواجہ سیر درو - دہلوی استاد شہور	۱۰	تخلص وقار رئیس شہور بلاری ضلع ملو آباد
۲۹	دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر		بہارستان اشعار - مصنفہ رائے کشن گار
۳۰	تخلص بہ حافظ -	۳	صاحب تخلص بہ وقار
۳۱	بہارستان سخن - ناسخ و آتش و آب و آتش		کلیات نظیر اکبر آبادی - مصنفہ و مرثیہ
۳۲	آستان و دن کا کلام ہوزن و بحر و لہجہ مولفہ مولیٰ	عجب	نشی عبدالغفور صاحب شہباز -
۳۳	ہمدی حسن خان -	عجب	کلیات صفدر از مولوی صفدر علی خان
۳۴	دیوان لطف - از حافظ لطف علی خان بیلو		کلیات وہبی - کلام مخور کامل نشی شہور
۳۵	دیوان نیاز کلام حضرت شاہ نیاز علی دہلوی	۹	دو قسم کا فذ
۳۶	شرح یوسفی دیوان حافظ -	۱۰	(۱) کا فذ سفید چکنا
			(۲) کا فذ سفید رسی

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱	گلدستہ امانت - از مصنف	۴۰/۱۰	دیوان نعت سروری - از مفتی غلام لاہوری -
۱/۱	اندربجھا -	۳۰/۱۰	دیوان جرار - از مرزا حسین
۱/۲	دیوان حیرت - مصنف حکیم حافظ عبدالرحمن خان -	۲۰/۱۰	دیوان عاشق از پندت کھیلا لال
۱/۸	توشہ آخرت - چیدہ تصانیف و غزلیات حمد و ثناء مصنف مولوی سید مظفر علی صاحب -	۲۰/۱۰	دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -
۱/۹	دیوان سخن و ہلوی - جلی قلم - نہایت بلیغ و فصیح از محمد الدین حسین تخلص بسخن دوم کاغذ (۱) کاغذ سفید گندہ	۳۰/۱۰	مظہر عشق معروف بہ دیوان قلقل - مصنف محمد میر وزیر صاحب لکھنوی
۱/۹	(۲) کاغذ سفید ری	۳۰/۱۰	دیوان شایستہ پاسخ - یعنی ہم تافہ ہم بحر بقا باغزلیات پاسخ لکھنوی از منشی ہر چند راے -
۱/۳	دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ بیاض شش	۱۰/۱۰	دیوان حمد از روی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -
۱/۳	مولفہ سورج بھان صاحب کاغذ سفید	۳۰/۱۰	دیوان چھستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص -
۱/۳	دیوان شہیدی - مولفہ مولوی کریم علی خان تخلص شہیدی -	۳۰/۱۰	دیوان پنجآور - از منشی بختاورشنگ
۱/۳	گلدستہ حفیظ اللہ خان - اردو فارسی	۳۰/۱۰	تجمع الماشعار - چیدہ چیدہ متادون کا کلام یکجائی اردو و فارسی -
۱/۳	اشعار مختلف اقسام کے فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہذا از مولوی حفیظ اللہ خان ساڈوسی -	۳۰/۱۰	چمن نظیر شعراء فارسی اردو کا کلام چیدہ
۱/۳	دیوان انعمیہ - از مولوی احمد علی	۳۰/۱۰	دیوان گوہر - کلام فقیر محمد خان بہادر از مولوی تخلص بہ گوہر - کاغذ سفید و منانی
۱/۳	ترجمہ اردو شرح قصائد پرچاچ از مولوی عبدالمجید صاحب -	۳۰/۱۰	ایضا - حسب مراتب بالا

